

اِنَّا خَلَقْنَا لَاسْمِجْدَانِ اسْتَدْنَا بَدْنَا الْخَالِدِينَ

حضرت علی بن ابی طالبؓ

فضائل مناقب اقوال کرامات خصال مبارکہ

اِنَّ اُمَّةَ الْاِیْمَانِ عَنْ رِجَالِهِ الْاَخْلَاقُ تَكُنَا اَبْخَرَتِ بَابُ

تَحْقِیْقِ حَقَائِقِ

حضرت اوی الشرحش ندویؒ

مستحق و امتداد

مفتیہ اعلیٰ و شریع

میاں جنوالتیس

ڈاکٹر محمود الحسن عارف

toobaa-elibrary.blogspot.com

نَشَاءُ نَفْسِنَا كَاوِي

حضرت علی بن ابی

طالب^{رضی}

کرم الله وجهه

ازلة الخفاء عن خلافة الخلفاء

کتاب العربی باب

تصفی الطیف

حضرت شامه ولی اللہ محدث دہلوی^{رحمہ}

مقدمہ تعلیق و تصحیح: ڈاکٹر محمود الحسن عارف

ترجمہ: مولانا اشتیاق احمد

بشکریہ: میاں رضوان نقیس

پیشکش: طوبی ریسرچ لائبریری

toobaa-elibrary.blogspot.com

7
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
حضرت علی بن ابی طالبؓ

فصلی مناقب اہل بیت علیہ السلام

AF-1361

toobaa-elibrary.blogspot.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت علی بن ابی طالب

فضائل مناقب اقوال کرامات خصال مبارکہ
 اِنَّ اِلَهَ الْخَفَاءِ عَنْ خِلَافَةِ الْخُلَفَاءِ كَمَا آخِرُ بَابٍ

تَصْنِيفُ طَائِفَةٍ

حضرت ولی اللہ محدث دہلوی

بستیق و اعتماد

مکتبہ اہل بیت

میاں صفوان فاضل

ڈاکٹر محمود الحسن عارف

AF-1361

شَآءَ نَفْسِي

۱۱/۱۲/۱۴۰۲ھ ہجری مبارک حرم گاہ لاہور

0300-4183709

سلسلہ اشاعت جبر

- مکتبہ: حضرت علیؑ کے گھرانے کی طرف سے
 تصنیف: شہداء حضرت شہداء علیؑ و ابی طالبؑ
 حرم: مولانا مفتاح احمد علیؑ
 شہداء جبر: ڈاکٹر محمود الحسن عارف
 اسی ماہ نامہ: میاں صفوان فاضل
 طبع اول: شہداء علیؑ و ابی طالبؑ ۱۴۰۲ھ ۲۰۲۱ء
 قیمت:
 دفتر: شہداء علیؑ و ابی طالبؑ ۱۴۰۲ھ ۲۰۲۱ء

۰۳۰۰۴۱۸۳۷۰۹

☆ بچے کے لیے ☆

- ۱۔ ایس مکتبہ دہلی مبارک گاہ لاہور ۱۴۰۲ھ
 ۲۔ مکتبہ حرم الفضل دہلی ۱۴۰۲ھ
 ۳۔ مکتبہ شہداء علیؑ و ابی طالبؑ دہلی ۱۴۰۲ھ
 ۴۔ حرم الفضل، لاہور ۱۴۰۲ھ
 ۵۔ دارالعلوم اسلامیات لاہور ۱۴۰۲ھ
 ۶۔ مکتبہ شہداء علیؑ و ابی طالبؑ دہلی ۱۴۰۲ھ
 ۷۔ مکتبہ شہداء علیؑ و ابی طالبؑ دہلی ۱۴۰۲ھ

الترجمہ

ایام العاشقین، ملک الفطاحین، سید العارفین، برہان الواصلین، جامع المصوبین
سراج الجبین، زبدۃ الکاشفین، سند الاسنیاء، السالکین، سید السادات، مجمع
السعادات، حمۃ الارباب، قدوة الخیار، وضع صفاء معدن وقادر یس الاغیاء، سلطان
الاولیاء، سر حلقہ مصوفیان اہل صفاء، زین طریقت و ذل، نقیول پارگاہ الہی، آفتاب
اہل محبت، قدوة اہل مودت، رہبر شریعت، یقال طریقت و مہر معرفت، حزمین
مفوت، سید زہاد، قائد ادب، مستغرق ذریحہ اسرار، پیشوا کے مشاغل کمال، مدنی
عصر، رفیع قدر، فرید دہر، منظر انوار نبوی، پر تو اخلاق نبوی، حامل صفات نبوی

قطب الاقطاب

حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب قدس سرہ

کی زوجہ پر نور کے نام کہ

اس کتاب کی اشاعت انجی کی محبت، تربیت، محبت، شفقت

اور توجہات عالیہ کا فرد نواز ہے۔

خاکہائے شاہ نفیس الحسینی قدس سرہ

احقر رضوان نفیس

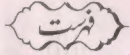
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم



۱	لفظ تقدیم	۱۳
۲	بوکر و عمرؓ، عثمان و علیؓ (ظہر)	۱۸
۳	حرب روضان	۱۹
۴	ابتداء ہے	۲۲
۵	نبی اکرم ﷺ کے ساتھ قرعہ ریشہ داری	۲۵
۶	ولادت خانہ کعبہ	۲۶
۷	نبی اکرم ﷺ کی کفالت	۲۶
۸	حضرت علیؓ کی اسلام لانے میں سبقت	۲۷
۹	چنانچہ ابوطالب کی تعزیت	۳۰
۱۰	حضرت علیؓ کی خلافت و بیعت کی جبین گوئی	۳۱
۱۱	حضرت علیؓ کی نبی اکرم ﷺ کے مبارک کندھے پر سواری	۳۲
۱۲	شبہ ہجرت میں نبی اکرم ﷺ کے ہنر مبارک پر شبہ مری	۳۳
۱۳	سوغات میں آپ ﷺ کے ساتھ انوث کا قیام	۳۵
۱۴	جنگ بدر میں حضرت علیؓ کے شہادت کارنامے	۳۶
۱۵	خاتون جنت سے شادی	۳۹
۱۶	غزوہ احد میں بہادری	۴۱
۱۷	غزوہ خندق میں	۴۵

۱۸	غزوہ اتر قریظہ کے وقت حضرت علیؓ کی خدمات	۴۷
۱۹	غزوہ خندق میں حضرت علیؓ کی شرکت اور خدمات	۴۸
۲۰	غزوہ خیبر میں حضرت علیؓ کی بہادری	۴۹
۲۱	غزوہ حرة القنہ میں	۵۲
۲۲	نصارائے فوجان کے ساتھ مہابہ / حضرت علیؓ کا اعزاز	۵۳
۲۳	حکمہ کے موقع پر حضرت علیؓ کی خدمات	۵۴
۲۴	بنو نضیر کی طرف حضرت علیؓ کی روانگی	۵۵
۲۵	غزوہ خنین میں حضرت علیؓ کی عیبت قدی	۵۷
۲۶	غزوہ تبوک کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کی قائم مقامی	۵۸
۲۷	۹ ہجری کے چار شریک امیر مقرر کیا جانا	۵۹
۲۸	حضرت خالد بن ولید کی معزولی کے بعد حضرت علیؓ کی یمن کے لیے تقرری	۶۱
۲۹	حضرت علیؓ کی یمن کے قاضی کے طور پر تقرری	۶۳
۳۰	جند کلاب کے موقع پر حضرت علیؓ کے اعزازات	۶۴
۳۱	امال نبوی ﷺ کی وقت حضرت علیؓ کی خدمات	۶۶
۳۲	حضرت علیؓ کے فضائل و مناقب کی مہابت	۶۷
۳۳	حضرت علیؓ کے فضائل کے حلقہ متواتر احادیث	۶۹
۳۴	تقریر کے لیے ایسے بے چسپے حضرت ہارون رشاد کے لیے حضرت موسیٰؑ	۶۹
۳۵	اے اللہ! علیؓ سے محبت کرنے والے سے تو محبت کر	۶۹
۳۶	اے اللہ! یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں	۷۰
۳۷	غزوہ خیبر کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کی شہادت	۷۰

۵۸	حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ سے نبی اکرم ﷺ کی محبت
۵۹	حضرت علیؑ کو گری اور سردی کا احساس نہ ہونے کی وجہ
۶۰	حضرت علیؑ کا خاص اعزاز
۶۱	حضرت علیؑ سے محبت
۶۲	دربار نبوت میں حضرت علیؑ کا مقام
۶۳	حضرت علیؑ کی صحت کے لیے اُپاہ نبوت سے نکلنے والی دوا
۶۴	سرگوشی کرنے کے لیے صدقہ کے حکم کی مستوفی میں حضرت علیؑ کا کردار
۶۵	خانوادہ نبوی ﷺ سے محبت کرنے والے کا مقام
۶۶	حضرت علیؑ کی شہادت پر حضرت حسنؑ کا خطبہ
۶۷	انصار کے پاس منافقوں کی پہچان
۶۸	حضرت علیؑ سے نبی اکرم ﷺ کی سرگوشی
۶۹	حضرت علیؑ کے لیے خاص اعزاز
۷۰	حضرت علیؑ سے محبت و اُفضلی
۷۱	حضرت علیؑ کی زندگی کے لیے دوا
۷۲	حضرت شاد علیؑ اللہ کا حضرت علیؑ کے اور سائبہؑ تیرہ
۷۳	شہادت و محبت و خیرہ
۷۴	وفا داری
۷۵	وکیل و یاد دشمنوں کو
۷۶	کھردرائی اور شمشیر برہنہ ہونا
۷۷	اپنے دشمن کی جھیل کرنا

۷۸	حضرت علیؑ کے لغات میں حضرت علیؑ کا ایک طویل روایت
۷۹	حضرت علیؑ کو زہراؑ کہا
۸۰	حضرت علیؑ کے لیے جنت کا محفوظ خزانہ
۸۱	حضرت علیؑ عرب کے سردار
۸۲	باکام نبوت سے حضرت علیؑ کے ساتھ مخصوص معاملہ
۸۳	حضرت علیؑ کا مسجد میں مٹنے والا دروازہ
۸۴	حضرت علیؑ کا روزانہ
۸۵	حضرت علیؑ کی بیوی
۸۶	منافقوں کی پہچان
۸۷	حضرت علیؑ کی دل کے توڑ گرتے
۸۸	بارگاہ نبوت میں حضرت علیؑ کا مقام
۸۹	حضرت علیؑ اللہ کے مجرب ہیں
۹۰	حضرت علیؑ سے محبت رکھنے والوں کے لیے بشارت
۹۱	جنت تین افراد کی مختص ہے
۹۲	حضرت علیؑ جنت میں نبی اکرم ﷺ کے سربراہ ہوں گے
۹۳	حضرت علیؑ کو سکائی جانے والی خصوصیت
۹۴	آنحضور ﷺ کے اذیائیں سب سے آخری ملاقاتی
۹۵	جنت میں حضرت علیؑ کا بیٹھنا
۹۶	حضرت علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا محبت ہے
۹۷	خانوادہ نبویؑ سے لڑائی اور شرعی حقیقت

۹۷	نبی اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک کا بیان	۱۳۸
۹۸	قراڑ صلوات اللہ علیہا (خصوصی دعا والی نماز)	۱۵۰
۹۹	دن اور رات کے نواہل	۱۵۲
۱۰۰	حضرت علیؑ کے قناتی	۱۵۳
۱۰۱	حضرت علیؑ کے توحید و صفاتِ الہیہ کے بارے میں مہانت	۱۵۳
۱۰۲	حضرت علیؑ اور تصوف و اسرار	۱۵۳
۱۰۳	حضرت علیؑ بطور مشیر خلفائے سابقین	۱۵۳
۱۰۴	حضرت علیؑ کی خلافت اور خلفائے راشدین کے بارے میں روایات / پیشین گوئیاں	۱۵۵
۱۰۵	خلافت راشدہ کی تہذیب و ار پیشین گوئی	۱۵۵
۱۰۶	حضرت علیؑ کی خلافت اور شہادت ہوگی	۱۵۶
۱۰۷	خلفائے راشدین کے بارے میں فرمانِ نبوی ﷺ	۱۵۶
۱۰۸	حضرت علیؑ کی شہادت کی خبر	۱۵۸
۱۰۹	حضرت علیؑ کے بچے قتل کے بارے میں روایات و مسائل کی خبر	۱۵۹
۱۱۰	خلافت کے اُمیدواروں میں اختلاف کی خبر	۱۵۸
۱۱۱	خلافت مدینہ میں اور بادشاہی شام میں ہونے کی خبر	۱۵۹
۱۱۲	مشدد و حوادث کی خبر	۱۵۹
۱۱۳	جنگِ جمل کی خبر	۱۶۰
۱۱۴	سات فتنوں کی خبر	۱۶۰
۱۱۵	واقعہ صفین کی پیشین گوئی	۱۶۱

۷۸	زہد اختیار کرنا اور شہواتِ نفس کو حقیر جاننا	۱۰۳
۷۹	حضرت علیؑ کی ریاضتِ گہری اور بیتِ اہل کے بارے میں اُن کی استیلا و پسندی	۱۰۵
۸۰	نبی اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک کا بیان	۱۰۸
۸۱	نبی اکرم ﷺ سے سننے والے علوم کو یاد رکھنا	۱۱۲
۸۲	ذہن کی تیزی اور فضول کی پرہیزگاری	۱۱۵
۸۳	حفظِ قرآن کے لیے خصوصی عمل اور دعا کی تلقین	۱۲۲
۸۴	آفتاب کا دہرہ لوٹ آنا	۱۲۷
۸۵	حضرت علیؑ کی کرمِ اللہ و جہ کا علم اور اُن کے پرستگرت مولا کا	۱۳۲
۸۶	حضرت علیؑ کے دو کلماتِ نکتہ جن میں سے بہت سے شربِ ایش بن چکے ہیں	۱۳۵
۸۷	حضرت علیؑ کی کرامات	۱۳۲
۸۸	حضرت عسین کی شہادت گاہ کی پیش گوئی	۱۳۲
۸۹	دعائے اُپس گری	۱۳۳
۹۰	ایک اور نکتہ کی حضرت علیؑ کے زور و عافیت	۱۳۳
۹۱	حضرت علیؑ کی بددعا کا نتیجہ	۱۳۳
۹۲	اُن دیکھے اہل حق کے ذریعے آج کی ہوائی	۱۳۳
۹۳	حضرت علیؑ کی اپنی قتل کے بارے میں پیشین گوئی	۱۳۵
۹۴	اُن کا علم اور حضرت علیؑ	۱۳۶
۹۵	علوم دین کے احیاء میں اُن کا حصہ	۱۳۶
۹۶	جمع و تہذیبِ قرآن	۱۳۶

۱۱۶	عظیمین کے تفریق کی اطلاع
۱۱۷	خوارج کے خروج اور ان سے شدید جنگ کی خبر
۱۱۸	ایک غلامی کے ذریعے حضرت علیؑ کی شہادت کی خبر
۱۱۹	حضرت حسنؑ اور امیر معاویہؓ کے باہن مصالحت کی پیشین گوئی
۱۲۰	امیر معاویہؓ کی امارت کی خبر
۱۲۱	قریبی کوجراتوں کی امارت کی خبر
۱۲۲	بنو مروان کے اقتدار کی اطلاع
۱۲۳	بنو امیہ کے اقتدار کی طوالت کی خبر
۱۲۴	دو فرقوں کے وجود کی خبر
۱۲۵	حضرت علیؑ کی خلافت کا ثبوت
۱۲۶	جنگ جمل شریک لوگوں کے بارے میں حضرت علیؑ کا موقف
۱۲۷	امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کا معاملہ
۱۲۸	حضرت علیؑ کی مدد نہ کرنے والے صحابہ و تابعین کا حکم
۱۲۹	حضرت علیؑ کی امداد کا جواب
۱۳۰	تیسرہ

لفظ تقدیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسول الله الكريم سيدنا و مولانا محمد
والواحد صاحب الجنتين۔

ساری دنیا اس حقیقت سے باخبر ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے دنیا میں
امن و آشتی، رشد و ہدایت، بتائے باہمی، بین الملکی تعلقات، عالمگیریت اور آفاقیت
کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ اور زندگی کا ایک نیا اور وسیع تصور سامنے آیا۔
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہونے والے اس عظیم اور عظیم القدر انعام اور اسان کا
تقاضا یہ ہے کہ دنیا ہمیشہ اپنے اس محسن اعظم کا تذکرہ محبت و عقیدت اور "ادب و
احترام" سے کرے اور ان پر ادب و محبت کے ساتھ درود و سلام پیش کرتی رہے۔
جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُحِبُّونَ عَلَى الَّذِينَ تَأْكُلُوا أَمْثَلُ الثَّوَنِ امْتُوا وَاحْضُوا عَلَيْهِمْ وَسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ
(الاحزاب / ۵۶)

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجتے ہیں۔

اسے ایمان والو تم بھی ان پر کثرت سے درود و سلام بھیجا کرو۔"

اسی طرح قرآن کریم میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسان عظیم کے بدلے
کے طور پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ پر غیر مشروط ایمان لایا جائے اور آپ کی ہر بات
اور آپ کے ہر حکم کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۲۔ شاد ولی اللہ محدث دہلوی کی ازلیۃ الخفاء اور اس کی ہیئت:

یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شاد ولی اللہ (۱۱۱۳ھ - ۱۲۰۳ھ / ۱۷۹۳-۱۷۶۲ء) کو آخری دور کی امت اور قیادت کرنے کے لیے پیدا فرمایا تھا۔ اسی لیے انہوں نے نہ صرف اپنے زمانے کے مسائل پر لکھا، بلکہ اپنے بعد اٹھنے والے قتلوں اور مسائل کے بارے میں بھی امت کی رہنمائی فرمائی۔ اس حوالے سے ان کی کتاب "ازلیۃ الخفاء من خلافت الکلفاء" بڑی قیمتی کتاب ہے اور تمام ائمہ امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس جیسی کتاب اس موضوع پر نہ لکھی گئی اور نہ ہی شاید "سموہ" کہیں جائے گی۔

شاہ صاحب نے لکھی اس کتاب کے ذریعے "خلافت راشدہ" کے متعلق اپنے حوالے شکوک و شبہات کا مدلل جواب لکھا ہے اور معتز ضیق کے منہ بند کر دیے ہیں۔

شاہ صاحب محترم نے ازلیۃ الخفاء کا آخری حصہ (اردو ترجمہ میں جلد چہارم) صفحے راشدین کے متعلق روایات اور آثار جمع کرنے کے لیے مختص فرمایا ہے۔ دور حاضر کی ضرورت کے مطابق ہم نے اس میں سے "حرفی حصہ جو حضرت علیؑ بن ابی طالب کے فضائل و مناقب، ان کے کارناموں، ان کی خدمات، علیدہ اور ان کے اقوال، ان کی کرامت اور ان کی خلافت پر وارد ہوئے والے اعتراضات و اشکالات کے جوابات وغیرہ پر مشتمل ہے، الگ کر کے چھاپنے کا فیصلہ کیا ہے۔

شاہ صاحب کی کتاب فارسی زبان میں ہے اس کا اردو ترجمہ جو بازار میں دستیاب ہے، ضروری ترامیم اور تصحیحات کے ساتھ اس میں شامل کیا گیا ہے۔

اس حصے کے مطالعے سے جہاں ایک حرف و فصل مصنف کے تجر علمی کا اندازہ ہوتا ہے، جہاں حضرت علیؑ اور ان کے خدام کے فضائل و مناقب کا بھی علم ہوتا ہے۔ یہ بابر امت مسلمہ سید اور حسین لدوٹ پ نفیس رقم قدس سرہ نے شروع کیا تھا ان کے اس بابر امت مسلمہ کو جاری رکھنے کا مقصد عصر حاضر میں ائمہ اہل بیت کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ اور ان بارے میں حقائق کو واضح کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ قہد سید نفیس حسینی شاہ صاحب کے در حدت کو بلند فرمائے اور دہلوی حرف سے اس کاوش کو قبول کرے۔

اس سلسلے میں برادر عزیز میاں رضوان نفیس اور ان کے رفقاء نے جو محنت کی، اس پر وہ بے حد شکر ہے کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس پر جزائے خیر عطا فرمائے۔

آمین . کلکتہ

(ڈاکٹر محمود الحسن عارف)

دارالعلوم خانہ رحمان پارک

کلکتہ راوی ر ہور

بوکر و عمر، عثمان و علیؓ

اصحابِ محمدؐ حق کے ولی
یارانِ نبیؐ جس سب سے جلی
وہ شیخِ حرمؐ کے بیروانی
بوکر و عمر، عثمان و علیؓ
اسلام نے جن کو عزت دی
ایمان کی روایت جن سے چلی
ترتیبِ خلافت بھی ہے یہی
لگتے بنے یہی ترتیب بھی
ان چاروں کی خوشبو بھیلے گی
گر کچھ کا یہ نغمہ گلی گلی
یہ لوح و قلم کی نصیبت ہے
لکھ شاہِ نفیس بھٹ جلی

بوکر و عمر، عثمان و علیؓ
بوکر و عمر، عثمان و علیؓ
بوکر و عمر، عثمان و علیؓ
بوکر و عمر، عثمان و علیؓ
بوکر و عمر، عثمان و علیؓ
بوکر و عمر، عثمان و علیؓ

حرفِ رضوان

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

تعبِ انقلاب حضرت سیدِ نبیؐ، کسمیٰ شادِ صاحبِ رحمتؐ، علیؓ نے اپنے زمانے میں
میں۔ والی بیت کی محبت و وسوسہ کے پیشو اور آدم تھے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ
اللہ پاک نے مجھے اس کام میں لگایا ہے۔

حضرت رحمتِ اللہ علیہ کا یہ درد تھا کہ لوگ صحابہؓ والی بیت کی محبت کو توازن اور
یکساں رکھ کر اپنی زندگی کو کامیابی کی راہ پر ڈال میں کیونکہ جو صحابہؓ کا گستاخ ہے وہ بھی
جادو حق سے ہٹا ہوا ہے اور جو اہل بیت کا گستاخ ہے وہ بھی حق سے ہٹا ہوا ہے اور اہل
بیت کو تو وہ ہر اشرفِ مصل سے کہہ کر وہ صحابہؓ بھی ہیں اور اہل بیت بھی حضرت رحمت
اللہ علیہ کا قول ہے کہ۔

”میرے دو ہاتھ ہیں ایک میں صحابہؓ کو اراک کا اراک اور دوسرے میں اہل بیت کا اور
میں خود حضورؐ کی قبر میں سجدہ کا نام ہوں“

اللہ پاک ہمارے بزرگوں کے طریقہ پسند ہے۔ نہ وہ کہے اور اسی پر ہمارا فائدہ فرمائے
(آمین)

رافضیوں کی ضد میں آکر کیونکہ وہ افراد و تغریب سے کام لیتے ہیں محنت اہل بیت کو
ان کے سپرد کر دیتے ہیں ان سے تحریر و تحقیق کر لی ہے بلکہ اپنی تقریریں اور
تحریریں سے ان کی عقل و شان کو کھٹانے کی ناکام کوششوں میں لگ کر اپنے

برآہنوں انتظامی و سیاسی امور میں ان کا ہندی فکر نے قد جس میں کوئی چلک یا بھجوت قبول کرنے کے لئے وہ تیار نہیں تھے یہ وہ پہلو ہیں جن کو پیش نظر رکھے اور ان کا تجربہ کئے بغیر ان کی سیرت کا مطالعہ ناقص اور غلط فہمیوں اور کوتاہ ادبیتوں بلکہ ناانسانی کا موجب ہو گا۔ " (المرغنی)

اس کتاب کی اشاعت کے بعد حضرت شاہ صاحب کے بہت ہی محبوب اور ہدم ویرینہ جناب ڈاکٹر محمود الحسن عارف مدظلہ نے اپنی گونا گوں علمی مصروفیت کے باوجود کمال شفقت فرمائی اور تسہیل، حوصلہ، پیغام و عرف در عنوانات سے اس کتاب کو مزین فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش پر اپنی بارگاہ عالم میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔

کتاب کی پیور رنگ جیسے خواجہ صاحب نے کی، ہماری سرپرستی اور مشاورت حضرت مولانا عبدالحق صاحب دست بر کاظم، مولانا عزیز الرحمن جانی، مولانا محمد عابد، محمد عرفان شجاع، مفتی علی رضا جعفری، سید مہر مسیح بخاری، محسن خواجہ، پدمدری منصور، صادق، میمن سعید، صاحب میمنہ صاحبان نے فرمائی اللہ پاک تمام اصحاب کو اپنے شایان شان جز عظیم عطا فرمائے اور شش ماہ میں صاحب کرام، اہل بیت عظام اور بزرگوں کے ساتھ محشور اور حضور نبی کریم ﷺ کی تہذیب سے سرفراز فرمائے۔

تہن تبرک الہی

دکٹر شاہ رئیس اصفیٰ ندوی سرمد

احقر رضوان نقیص

سمیت اپنے معتقدین کو خدا اور نیکے رسول ﷺ کی نافرمانی کی راہ پر اس دینا اللہ پاک ہم کو "و" تفریق کے اس وبال سے محفوظ رکھے (آمین)۔

اور سے یہاں حضرات اہل بیت کرم خصوص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد میں کام کی بڑی کمی ہے اہل بیت سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی مدنی رحمت اللہ علیہ کی تھنیف لطیف "امر غنی" سے ایک تفسیر قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

"وہ مظہم شخصیت جن کے حقوق نہ صرف یہ "و" انہیں جو۔ بلکہ ان کے حق میں شدید ہے اصنافی رد رکنی محض حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و محبوب شخصیت بھی ان میں سے ایک ہے۔ مخصوص حالات خاص قسم کے عقائد اور چند نفسی اسباب کی بنا پر ان کی سیرت پر بہت گہرے اور دیر پرے پڑ گئے ہیں اور باب بحث و تحقیق تو اہل رہے جو دو گ جوں کی عظمت کے گن گات ہیں اور ان کے نام پر اپنے عقائد کی حرمت تعمیر کے ہوئے ہیں انھوں نے بھی کلمہ و کلمات اس کی سیرت کا مطالعہ معروضی و تحقیقی انداز میں نہیں کیا اور پورے ماحول و زمان کے عہد کے تقاضوں اور دشواریوں کو سامنے رکھ کر مانت و فہم جانب داری کے ساتھ پیش نہیں کیا وہ مشرورہ جس میں وہ پیدا ہوئے اور پروں چڑھے اس کا تجزیہ نہیں کیا گیا ضرورت تھی کہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ اصول تھے جن کے دو تختی سے پابند رہے وہ کیا۔ قدر تھے جن کو وہ تاریکی حرجان بنائے رہے جو مشکلات سامنے آئیں ان کا کس صوں پسندی و ردی و انسانی معیار پابند سے مقابلہ کیا اور ان سے عہد و

ابتداء

کتاب کے شروع کرنے سے پہلے ہم ابتداء کے طور پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کی کتاب "امر نفسی" سے کچھ اقتباس پیش قدریں کرتے ہیں۔ اس مضمون کو اگر تعصب کا چشمہ ابھار کر صدق نیت سے پڑھا جائے تو امید ہے کہ اللہ پاک اس کی برکت سے غلامی کا یہ رافضیت، باعصیت اور غار جیت وغیرہ کے فتوے سے پاک کر کے "سینہ بے کینہ" بنائے گا جو اصل مقصود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد شاید ہی کسی عظیم تاریخی شخصیت کی ایسی تصویر کھینچی گئی ہوگی جو حسرت، عداوت، ارتدادات و تصورات اور انسان کے فطریاتی وجود ان کی عکاس ہو جیسا کہ ضرار بن صرہ (حضرت علیؑ کے ایک رفیق) نے حضرت علیؑ کے حلق اپنے مشاہدات کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

حضرت معاویہؓ کی فرمائش پر اور ان کی مجلس میں اور ان کے سامنے انھوں نے جو کہ اس میں جیسا محبت و احترام کی جھلک ہے وہیں شہادت کی دو صداقت بھی نمایاں ہے جو صرف اللہ ہی کے لیے محدود کی غیر موجودگی میں دی جاتی ہے وقت و ماحول کی نزاکت اور مکمل احساس ذمہ داری اور جرأت کے ساتھ بیان کیے ہوئے یہ جملے ایک بہترین ابدی مرتبہ بن گئے ہیں۔

"ابو صرہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے بیان کیا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ضرار بن صرہ سے کہا کہ بتاؤ علیؑ (رضی اللہ عنہ) کیسے تھے؟" حضرت نے کہا اگر آپ مجھے معاف رکھیں تو بہتر ہوگا انھوں نے یہ بیان کر دیا کہ

مجھے آیا آپ مجھے اس خدمت سے معاف نہیں کریں گے؟ کہا نہیں تمہیں، کہن ہو گا۔ اس پر دو روئے چھٹپنے

"ان کی نگر انتہائی دور رس تھی ان کے قوی انتہائی مضبوط تھے بات و دو ٹوک اور صاف صاف کہتے اور ایسے پارے عدل و انصاف کے ساتھ کرتے، ان کی شخصیت سے علم کے خشے اچھے تھے دنیا اور دنیا کی دل آویزیوں سے متوحش رہتے رات اور اس کی تاریکی سے دل لگاتے تھے خدا کو ادا ہے کہ (راتوں کو عبادت میں) ان کے آنسو حتمی نہ تھے ورنہ رات تک فکر مند اور سوچتے رہتے اپنے کف دست کو اٹھتے پھٹتے اور اپنے آپ سے باتیں کرتے سونا جھوٹا پہنتے روکھ رکھ کھاتے جلد بالکل اپنے حق سامعین اور بے تکلف لوگوں کی طرح رہتے جب بچ چھٹا تو خوب دیتے جب اس کے پاس جاتے تو خود بڑھ کر بات شروع کر دیتے جب بلاتے تو حسب وعدہ آجاتے نہیں ہم لوگ جس کو (باوجود اس قربت و رفاقت اور اس سادگی کے ان کا رعب ایسا تھا) کہ سامنے بولنے کی ہمت نہ ہوتی اور نہ کوئی گفتگو چھیڑتے، اگر وہ مسراتے تو ان کے دعا میں اپنے نظر آتے پیسے سفید موتیوں کی ٹڑی ہو دیندہ اور ان کی توقیر کرتے مساکین سے محبت کرنے کی طاقت انسان کی یہ جرأت نہ تھی کہ ان سے باطل کی تائید میں توقع رکھتا اور اپنی ملازمت کے عدل و انصاف سے باخبر نہ ہوتا۔

اور میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان کی راتوں کے پند و نگر دیکھے ہیں کہ رات نے اپنی سیاہ چادر پھیلا دی ہے تارے ڈوبنے لگے ہیں اور حق

محراب مسجد میں اپنی ڈاڑھی ہاتھ سے پکڑے اور پھر سے شخص کی طرف دیکھ رہے ہیں اور اس طرف تڑپ رہے ہیں، جیسے کوئی ایسا شخص تڑپے جس کو کسی زہرے سے سانپ بچھوئے اس کا دوا بخو، لیکن اب یہ کہتا ہے کہ ان کی آراب بھی سنائی دے رہی ہے اور وہ کہہ رہے ہیں:

”اے دنیا! کیا تو مجھ سے تجیلا پہلا تر رہی ہے؟ کیا مجھ سے کوئی امید رکھتی ہے؟ مجھ سے کچھ امید نہ رکھ! میرے علاوہ کسی اور کو یہ اے! میں تو حقے طلاقیں دے چکا ہوں، جس کے بعد تیری طرف رجوع علی گنجائش نہیں تیری عمر کو تیرا، تیری دی ہوئی کامرانی حقیر تیرے فخرات بھانیک در بڑے، آوارہ و گمراہ تیرے ساتھ کتنا طویل ہے، اور راستہ کسی درجہ سست ہے۔“

راوی کہتے ہیں کہ یہ س کر حضرت معاویہؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اس کے قطرے ان کی ڈاڑھی پر گرنے لگے، اپنی آستین سے وہ آنسو پونچھتے اور روانے سے آواز صق میں گھننے لگی، پھر حضرت معاویہؓ نے کہا: واللہ! یہ لیکن پر رحم فرما، واقعی ان کا یہی حال تھا، صراحتاً اہل حال کہو، ان کی جدائی سے کیا محسوس کرتے ہو؟ کہ مجھے ایسا مہم ہے جیسا اس عورت کو ہو گا جس کا بچہ اس کی گود میں لایا گیا ہو، اور نہ اس سے آنسو جھٹے ہوں، نہ غم چکا ہوتا ہو۔

امیر المومنین، بہادروں کے امام

اللہ تعالیٰ کے شیر حضرت علیؑ کو کرم اللہ وجہہ

حضرت علیؑ، م الامام خمیس اسد اللہ احباب کے فضل و مناقب کثرت ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ قریبی رشتہ داری:

ان میں ایک یہ ہے کہ آپؐ حضرت علیؑ کے ساتھ قریبی رشتہ داری رکھتے اور شرافت سب میں اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے۔ آپ ابو طالب بن عبدالمطلب کے بیٹے تھے اور آپ کی والدہ اسد بن ہاشم کی بیٹی فاطمہ تھیں۔ جو عمر نے کہا کہ یہ مکلی ہاشمی عورت ہیں جن کے بطن سے ہاشمی ادا پیدا ہوئی۔ تو حضرت علیؑ بیٹھ اور ان کے بھائی وہ بیگلی جماعت ہیں جو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے ہاشمی ہیں (اس کا مطلب یہ ہے۔ حضرت علیؑ کے والدین دونوں ہاشمی تھے ہاشمی کریم ﷺ کے عہد کا نام مبارک ہے جو جناب ابی طالب کے والد، بڑی معروف شخصیت کے صاحب تھے، مشہور روایت کی رو سے قریش نہ کہ ہے اس سے ہی موسم سرد اور موسم گرم کے دو سطروں کی اعزاز حاصل کی گئی اور ان کے بعد حضرت امیرؑ، خلیفہ امیر اور ان کے بعد امام محمد باقرؑ اور عبد اللہ تھیں اور ان کے بھائی بھی امام باقرؑ کی طرف سے ہاشمی تھے۔ اور جناب رسالت مآب ﷺ کا طرہ بنت سعد کے ہارے میں فرمایا کہتے تھے کہ میری حقیقی ماں کے بعد جس نے مجھے جنم دیا وہ میری ماں تھیں۔ ابو طالب کا دیوار کرتے تھے اور ان کے یہاں کھانا، عورت کے طور پر ہوتا تھا، وہ ہم سب کو سپہ

ساتھ لے کر نکالتے تھے۔ ان بی بی کا یہ معمول تھا کہ اس میں سے کچھ بچا کر قریبی
 تاک اس میں سے میں دوپہر کچھ کھا سوں۔ اس کو حاکم نے روایت کیا ہے
 ۲۔ ولایتِ خاندانِ نبویہ:

حضرت علیؓ کے مناقب میں سے جو ان کی پیدائش کے وقت قدر
 ہوئے ایک یہ بھی ہے کہ وہ چار گھنٹے سے بڑھ کر نہ کھاتے تھے۔ حاکم نے حکیم بن
 حرام کے حالات زندگی میں جو یہ لکھا ہے کہ ان (علیؓ) نے پورے میں مصعب کا یہ
 قول کہ کعبہ میں ان (علیؓ) سے پہلے کوئی اور پیدا ہوا نہ ہو سکتا ہے کہ اس
 پر نفس (صحت) ہے۔ اے مصعب کا وہم کہا گیا ہے جو حرفِ انجیر (ولایت) میں
 ہے۔ بلاشبہ متواتر روایات میں ہے کہ حضرت فاطمہ بنت اسد نے امیر المومنین
 حضرت علیؓ کو جو کعبہ میں جس دم دیا۔

سورہ نمل اکریم ﷺ کی کفالت:

اللہ عزوجل والد کی عزت نام نہنی علیؓ کے دور میں حضرت علیؓ کے شامل
 حال ہو گئی اور آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کی کفالت کو اپنے اہل بیت اور اسی
 بنا پر حضرت علیؓ کا اسلام لانا اور نبی اقدس ﷺ سے ساتھ نماز اور کارنامہ بلوغ
 سے پہلے ممکن ہوا۔

۳۔ حضرت علیؓ کی اسلام لانے میں سبقت:

صحابہ اور تابعین کا قول کہ بعد حضرت خدیج رضی اللہ عنہ کے بعد سب
 سے پہلے مسلمان وہی ہیں۔ اس بارے میں ایک فصل حضرت صدیق اکبر رضی
 اللہ عنہ کے مناقب میں گزر چکی ہے۔

محمد بن اسحق نے کہا کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن ابی نعیم نے روایت کی
 ہے 'انہوں نے مجاہد بن جبر ابی الحجاج سے نقل کیا دیکھتے ہیں کہ علی بن ابی طالب
 رضی اللہ عنہ پر اللہ کی نعمتوں میں سے ایک یہ نعمت ہوئی جو اللہ نے ان کے حصہ میں
 رکھی تھی اور اس ازبیدہ سے ان کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا تھا کہ قریش کے ہر ایک
 شدید خشک سالی کا زمانہ آیا اور ابو طالب زیادہ بیمار پڑ گئے تھے۔ اس پر رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچ حضرت عباسؓ سے کہا اور وہ بنی ہاشم میں سب سے زیادہ دولت مند اور
 دولت مند تھے۔ لہذا اے عباس آپ کے بھائی ابو طالب خیر احوال ہیں اور لوگوں
 پر جو یہ خشک سالی کی آفت تیزی سے جو آپ دیکھ رہے ہیں لہذا آئیے ہم ان کے
 پاس چلیں اور ان سے کچھ مانگ لیں اور پھر لڑیں۔ اس کے گھر سے ایک آدمی کو پاس لے
 لوں اور ایک کو آپ لے لیں اور ہم اس کی طرف سے ان کو خارج خود برداشت
 کریں اس پر حضرت عباسؓ نے کہا بہت اچھا۔ چنانچہ آپ اور ان ابو طالب سے جا کر
 ملے اور ان سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے اوپر سے آپ کے گھر سے خرچ
 کا بیوہ لے کر لیں تاکہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے اس تنگی کو دور کر دے جس میں کہ وہ مبتلا
 ہیں۔ تو ان دونوں سے ابو طالب نے کہا کہ بہتر مگر تم میرے پاس غنیمت کو چھوڑ دو۔

اہل اہم کی روایت میں ہے کہ تم عقل و رطب کو چھوڑو اور اس کے بعد جو چاہو کرو
اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ کو سے یا اور ان کو اپنے سیر سے لگایا
اور حضرت عباسؑ نے حضرت جعفرؑ کو فکر اپنے سینے سے لگایا۔ پھر حضرت علیؑ
رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے تاکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبی
بنانا مبعوث کیا تو حضرت علیؑ نے آپ ﷺ کا جناح کیا اور آپ پر ایمان
لائے اور آپ کی تصدیق کی اور حضرت اظہر حضرت ایمان کے پاس رہتے تھے
تاکہ ایمان لائے اور حضرت عباسؑ سے مستقل ہوئے۔

بن اسحاق نے لکھا ہے کہ بعض اہل علم نے بیان کیا کہ جب نماز کا وقت
آتا تھا تو رسول اللہ ﷺ تکہ کی گھنٹیوں میں سے کسی کی طرف نکل جاتے اور ان
کے ساتھ حضرت علیؑ بن ابی طالب بھی اپنے پاپ ابو طالب سے اور اپنے تمام بچوں
سے اور پوری قوم سے پھپک کر نکلتے تھے اور وہیں دونوں نماز پڑھتے تھے۔ پھر جب
شرم ہو جاتی تو دونوں واپس آ جاتے تھے، اتویہ دونوں جب تک اللہ نے چاہا کہ آپ اس
حال پر رہیں جو ہی کرتے رہے۔ پھر ایک دن یہاں ہوا کہ ابو طالب نے دونوں کو نماز
پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یہ کونسا دین ہے جس
پر تم عمل کر رہے ہو؟ تو آپ ﷺ نے کہا کہ یہ اچھا ہے اللہ کا اس کے فرشتوں
کا اور اس کے رسولوں اور ان کے ساتھ حضرت ابراہیم کا دین ہے۔ یہ جیسا کہ آپ
ﷺ نے فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے اس دین کے ساتھ
رسول بنا کر اپنے بندوں کی طرف بھیجا ہے اور آپ سے چچا ہر اُس شخص سے جس

کامیں بعد چاہتا ہوں خیر اور اس کو ہدایت کی طرف بلاتا ہوں (بھلائی) کے زیادہ
حق دار ہیں اور جس نے بھی میری دعوت کو قبول کیا وہ میری حالت کی آپ پر اس
کا حق بھی سب سے زیادہ ہے۔ اس پر ابو طالب نے کہا کہ اسے بھیجے انہیں سب بات کی
حافظت میں رہتا ہے۔ آپ داد کے دیں کہ وہ جس طریقہ پر دہتے ہیں کہ چھوڑ دوس
لیکن حد ان قسم میں کی چیز کو جس سے تھے تکلیف محسوس ہوتی تو تجھ تک نہیں لائے
دوس گاہ جب تک زندہ ہوں۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ ابو طالب نے حضرت علیؑ سے کہا کہ میرے بیٹے
تو کسی دین پر ہے انہوں نے کہا کہ ایمان میں تو اللہ کے رسول ﷺ پر اور جو کچھ
آپ نے کر آئے اس پر ایمان لپکا ہوں اور میں آپ کی تصدیق کر چکا ہوں اور میں
تھے آپ کے ساتھ مل کر اللہ کے لیے عمارت بھی اور ان کا ایمان کیا ہے، انہوں نے
گمان کیا ہے۔ ابو طالب نے یہ کہا کہ خیر وار محمد ﷺ نے تجھے خیر خواہی کی دعوت
دی ہے ہدایت آپ کے لیے۔ اس پر ابو طالب نے فرمایا۔

اور محمد اس صلہ میں حریفی سے روایت کی کہ کہا کہ میں نے حضرت
علیؑ کو دیکھا کہ وہ ایک دن صبر پر نہیں رہتے تھے جس شخص کو کبھی اس طرح ہتے
ہوئے نہیں دیکھا تھا، یہاں تک کہ ان کی اڑاویں اٹھ گئیں۔ پھر کہا کہ مجھے اپنے
بابا ابو طالب کا یہ قول یاد آیا۔ کہ جب انہوں نے ہمیں دیکھ کر میں رسول اللہ ﷺ
کے ساتھ تھا، ہم میں غم میں نہ پڑا رہے تھے، تو وہ کہنے لگے بھیجے تم دونوں کیا
کر رہے ہو؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی طرف دعوت

دی۔ تو انہوں نے کہا کہ "جو کچھ تم کر رہے ہو اس میں کوئی حرج نہیں یا جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس میں کچھ حرج نہیں لیکن خدا کی قسم میری سرین بھی اوپر نہیں اٹھے گی۔ وہ اپنے وعدہ کی بات پا کر کے تعجب کی وجہ سے جسنے گئے۔ پھر حضرت علیؓ نے کہا یا اللہ میں عتراف کر رہا ہوں (فرمیں) کہ آپ کی انت میں سے کسی بندے نے، سوائے آپ کے نبی کے، مجھ سے پہلے آپ کی حدوت نہیں کی۔ یہ بات انہوں تین مرتبہ کہی۔ کہ چٹک میں نے لوگوں کے نماز پڑھنے سے سات دن پہلے نماز پڑھی ہے۔

۵۔ جناب ابو طالب کی تعزیت:

حضرت علیؓ کے فضل میں یہ بھی ہے کہ جب ابو طالب نے وفات پائی تو حضرت علیؓ نے تعزیت میں اور حضرت عمرؓ کو تسلی دیے میں اور ان کے لئے دعائے خیر کرنے میں کمال درجہ شفقت فرمائی۔ امام احمد بن حنبل نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب میرے ماں ابو طالب کا انتقال ہو گیا تو میں نے نبی ﷺ کے پاس آکر کہا کہ آپ کے بچا کا انتقال ہو گیا ہے فرمایا کہ جاؤ ان کو دفن کر دو۔ پھر میرے پاس آنے تک کوئی بات نہ کرنا۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے غسل کیا اور آپ کے پاس آیا تو آپ نے میرے لئے بہت دعایں کیں جن سے مجھے اس قدر مسرت ہوئی کہ اتنی خوشی مرغا اور مایہ اونٹوں کے مٹنے سے نہ ہوتی۔ (حضرت علیؓ جب میت کو غسل دیتے تھے تو نہایت کرتے تھے)۔

۶۔ حضرت علیؓ کی خلافت و نبیت کی پیشین گوئی:

حضرت علیؓ کی ایک نصیبت یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے آنحضرت ﷺ ان کے ساتھ "فکر خلافت" کی بات فرمادی کہ کیا کرتے تھے؟ خلافت خلافت جو شخص خلافت و نبیت کا اندازہ کرے یا ہو۔ یہ جو شخص وہاں پہنچا ہے اور نبیوں سے ۳۰ قسم کی دعوت کے قیے کو اس بات پر متعلق نہ ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت علیؓ کے بے حدت کی امید رکھتے تھے [جو کہ خلافت خاصہ کے عوض میں سے تھا۔ چنانچہ امام نسائی نے کتاب الخلفاء میں ربیعہ بن ناجیہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرا مہینہ آپ اپنے بچا کے بغیر اپنے چچا کے کیسے دواں ہو گئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ رسول ﷺ نے اول و بعد المطلب کو جمع کیا یا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی اور ان کے لئے ایک مد (یعنی تقریباً ایک سیر) کا عہد کیا اور انہوں نے علیؓ کو سب لوگوں سے پہلے بھرا کر کھایا اور کھانا بٹا دیا، فرمایا کہ چھپو، یہی نہیں کیا تو بعد پھر آپ ﷺ نے ایک پیالہ شراب منگایا تو سب نے اس میں سے سیر نوش کیا اور اس میں چرائی رہا، گویا کہ اس کو چھوڑی نہیں گیا اور اس میں سے نہیں پیا۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے اور دواں مطلب میں تجارتی طرف خاص طور اور قمار لوگوں کی طرف عام طور پر بھیجا گیا ہوں۔ اور تم نے اس انت میں سے جو کچھ تم دیکھ سکتے تھے وہ دیکھ لیا اور تم میں سے کون مجھ سے اس بات پر بیعت کرے گا کہ وہ میرا مددگار بنے، اس کا حق دار نہ ہو، تو کوئی بھی ان کی طرف نہ بڑھا

۔ اس موقع پر میں نے ان کی طرف بڑھا اور میں دو گوں میں سب سے چھوٹا تھا آپ نے دیکھا تو فرمایا کہ بیٹے جا۔ پھر آپ ﷺ نے وہی بات تیس مرتبہ کہی اور میں ہر مرتبہ اٹھ رہا اور آپ ﷺ فرماتے رہے کہ بیٹے جا۔ یہاں تک کہ تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ اس طرح یہ بات دہرائی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے والد سے کے مطابق حضرت علیؓ کو ہر چالیس کا مژدہ دیتا تھا۔ حضرت علیؓ نے چھ ہاتھ میرے ہاتھ پر دیا۔ پھر کہا کہ یہ ہے وہ بات جس سے میں اپنے چچا زاد کا وارث ہوا ہوں بچوٹ شیر۔

۷۔ حضرت علیؓ کی نبی کریم ﷺ کے مبارک کندھے پر سوار ہونی:

امام نسائی نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ہم دونوں کعبہ کے اندر گئے اور رسول اللہ ﷺ میرے کندھے پر چڑھ گئے اور آپ کو اٹھائے ہوئے علیؓ تھڑے ہوئے۔ (یہ بعد راوی کی طرف سے ہے) حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے میری عمرزدی کو دیکھا تاہم کہ بیٹھ جاتوں بیٹھ گیا نبی اللہ ﷺ میرے کندھے سے اترے اور میرے سامنے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میرے کندھوں پر چڑھ جا اور آپ مجھے نیکر کھڑے ہو گئے تو حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میری یہ حالت تھی کہ مجھے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ میں اگر چاہوں تو آسمان کے کنارے پر پہنچ جاؤں (یہ اس زمانہ کی کیفیت کی طرف اشارہ ہے۔ جو اس وقت حضرت علیؓ محسوس کر رہے تھے، جب سے کہ میں رسول کو نبی معصوم بات سیکر سے اور نہ ہی معمولی امر) تو حضرت علیؓ کعبہ پر چڑھے اور ان پر ایک تختیں یا تپانے کا بٹ تھا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس پر زور لگانا شروع کیا

تاکہ اسے کھائز سوں واکیں۔ میں اور گئے، چبچے اور اس کے سامنے سے یہاں تک کہ جب میں نے اس پر قابو پایا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ان کو پھینک دے تو میں نے اس کو پیچھے پھینک دیا پھر اس کو قدام کیا کہ شیش ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہو۔ پھر میں نیچے اتر آیا۔ پھر میں اور رسول اللہ ﷺ وہاں سے چھپتے ہوئے چل دیئے یہاں تک کہ گھر والی کی اوت میں جا پہنچے نہ امید سے کہ کوئی ہمیں مل نہ جا۔۔

۸۔ شب ہجرت میں نبی کریم ﷺ کے ستر مبارک پر شب بسری:

آن کے من قب میں سے ایک یہ ہے کہ جب کفار قریش آنحضرت ﷺ کو ایذا دینے کے لیے اکٹھے ہو گئے اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت مقرر ہو گئی تو آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو قریش سے فرمایا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ستر پر سوار ہیں اور آنحضرت ﷺ کی چادر مبارک اپنے اوپر اٹھائیں تاکہ کفار نہ لے لیں۔ پھر آپ ﷺ نے قریش کے جانے پر مصلحانہ ہونے پائیں۔ اور اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے مدینہ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی اور آنحضرت ﷺ سے مل گئے۔

ابن ابی نعیم نے ہجرت کے روز نبی کریم ﷺ کے بارے میں کفار قریش کے ہام مشورہ سے قصہ میں کہا ہے کہ ہمارے جیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ نے کہا کہ یہ رات شب ﷺ ہے ستر پر نہ سوئیں۔ تو جب رات کا اندھیرا چھا تو ستر کین کین میں ہو کر آپ ﷺ دیکھنے لگے کہ آپ ﷺ سوئیں گے تاکہ وہ آپ ﷺ کے اوپر حملہ نہ کر دیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ دیکھا تو علی بن ابی

حسب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو میرے ستر پر ریت چا دو میری نصرتی ستر چا اپنے
 اوپر اور ازلے اور اس میں سوجا۔ اور ان کی جانب سے ہرگز کوئی تکلیف نچوہ نہیں
 پہنچے گی۔ رسول اللہ ﷺ جب سویا کرتے تھے تو ان چادر میں سویا کرتے تھے۔ پھر
 رسول اللہ ﷺ ان کی طرف سے ہاتھ نکالے اور آپ نے ایک مٹی کی ٹنٹھی بھرا کر
 اپنے ہاتھ میں لے لی اور اس کو ان کے سرواں پر بکھیرتے رہے اس وقت آپ یہ
 آیات پڑھ رہے تھے ہسّٰنُ وَالْقَاضِي الْمَكِيْمُ ۝ سَعَى الْكَافِرُ الْكَافِرُ لَا يَتَقَبَّلُ ۝
 تک یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ان آیات سے فارغ ہو گئے اور ان میں سے کوئی
 شخص بیماری نہ رہا کہ آپ نے اس کے سر پر مٹی نہ ڈالی ہو۔ پھر جس طرف جائے گا
 آپ نے ارادہ کیا تھا آپ چلے گئے۔

اس کے بعد ان کے پاس ایک سے والا آیا جو ان کے ساتھیوں میں سے
 نہیں تھا۔ اس سے کہا کہ یہاں تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا
 محمد ﷺ کا۔ اس نے کہا کہ اللہ تمہیں ضرر سے میں اس راہ اللہ کی قسم بلاشبہ
 محمد ﷺ تمہارے سامنے سے ہو کر چلے گئے ہیں۔ پھر انہوں نے تم میں سے کسی
 شخص کو بھی نہیں چھوڑا مگر اس کے سر پر خاک ڈال دی ہے اور جہاں جاتا تھا پلے بھی
 گئے ہیں۔ یہ تم نہیں دیکھتے تمہارے اوپر کیا ہے؟ پھر ان میں سے ایک سے اپنے سر
 پر ہاتھ پھیر تو اس پر مٹی پالی پھر اسوں نے مکاں کے اندر جہاں تک شروٹ یا توہم علی
 کو ایک دوسرے تھے حورسوں اللہ ﷺ کی چادر اوڑھے ہوئے ستر پر سو رہے تھے۔ تو
 کہنے لگے کہ وہ بدعتینا یہ محمد ﷺ سوئے ہوئے ہیں اس پر اس کی چادر ہے۔ چنانچہ

یہ وہاں سے نہیں گئے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور حضرت علی ستر پر سے اٹھے تو
 انہوں نے کہا وہ ہم سے جس شخص نے نبی اکرم ﷺ کا کپڑا پہنا وہ ہمیں کیا تھا اس
 نے کجائی کہا تھا۔ پھر محمد بن حنفیہ نے نبی ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے قصد میں
 بیان کیا کہ مکہ میں حضرت علی سے تین رات اور تین دن قیام کیا یہاں تک کہ رسول
 اللہ ﷺ کی طرف سے دو گون کوئی وہاں تیسرا اگر وہیں جو ان کی آپ ﷺ کے
 پاس رکھی ہوئی تھیں۔ پھر جب اس سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ سے چالے
 اور کلثوم بن العدم کے مہمان ہوئے۔

۹۔ موافقت میں آپ ﷺ کے ساتھ اخوت کا قیام:

اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب صحابہ کرام کے درمیان موافقت واقع
 ہون (یعنی) ایک ہر طرح سے رسول اللہ ﷺ نے ایک بخاری و بھاری توبہ کیا موافقت
 کے معنی میں جو ان کے ہیں تو آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی
 اللہ عنہ کو اپنا صحابی قرار دیا اور ان کے درمیان عداوت کی ہے کہ رسول
 اللہ ﷺ نے صحابہ کے درمیان موافقت فرمائی تو حضرت علی آئے اور ان کی
 آنکھیں سنسوٹوں سے بھری ہوئی تھیں اور وہ یہاں رسول اللہ آپ ﷺ نے اپنے
 صحابہ کے درمیان موافقت کرنی اور میرے درمیان کے درمیان موافقت قائم نہیں
 کی تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے [یہی
 اکرم ﷺ سے اس موقع پر صحابہ میں] انصار کے ہیں صحابی چارہ قائم کیا مگر۔ تو خود کو کسی

انصار کی کابھلی قرار دیا ورنہ علیؓ حضرت علیؓ کو اس میں حصت یہ حق کی دگ یہ نہیں کہ
خداوندی کو مرسل اللہؐ یہ برا مسل جو کہ اور اپنے بھائی کو خدا پہنچانے کے لئے آیا ہے

۱۰۔ جنگ بدر میں حضرت علیؓ کے شجاعانہ کارنامے:

ان میں سے ایک اور یہ ہے کہ سوائق اسلامیہ میں سے جنگ بدر میں
حضرت علیؓ مرخصی رضی اللہ عنہ کا حلف کاٹا اور وقت اول یہ کہ حسب موضع بدر
کے نزدیک پہنچے تو آپ ﷺ نے ایک جماعت کو، ثنائی کے لشکر کا حامل معوم
کرنے کے لئے بھیجا اور حضرت علیؓ مرخصی رضی اللہ عنہ بھی اس جماعت میں سے تھے۔

محمد بن سنانؓ کے روایت کی ہے کہ جب شام ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے
علیؓ بن ابی طالب اور زبیرؓ بن عوف اور سعدؓ بن ابی وقاصؓ کو اپنے صحابہ کی ایک
جماعت کے ساتھ بدر کی طرف بھیجا تاکہ وہ خبریں لے کر آئیں تو قریش کے پانی
اُٹھانے والے لوگ ان کے ہاتھ لگے جن میں خواجگانہ کا غلام اسم اور سواہر بن
سعد کا غلام عربی بن ابی ہریرہ بھی تھا، تو یہ حضرات ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ کے
پاس لائے۔

دوسرے یہ کہ جنگ شروع ہونے کے وقت کفار میں سے تین آدمی مقابلہ
کے لئے باہر آئے اور تین آدمی ان کے ساتھ مقابلہ کے لئے بنی ہاشم میں سے نکل
آئے ان میں سے ایک حضرت علیؓ مرخصی رضی اللہ عنہ تھے۔ محمد بن اسحقؓ نے کہا اور اسود بن اسد
غزوہ بدری مقابلہ کے لئے نکلا اور یہ ایک مدح و خور بد نصائل شخص تھا، تو اس نے کہا کہ
میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ ان کے حوصلے میں سے ضرور پانی چھوٹ گیا اس کو ڈھکا

دو گایا اس کے پیچھے ہٹا اسے اس کا۔ تو جب وہ نکلا تو اس کی طرف حضرت
عزہؓ بن عبدالمطلب بڑے جب دونوں میں مدھمکڑ ہوئی تو حضرت عزہؓ نے اس کے
ایک ہاتھ مارا تو اس کا پاؤں آگ میں پڑ گیا اس پر سے رنجی ہو گیا اور اس کے پیچھے تھوڑا
اپنی پشت پر گر گیا۔ اپنے ساتھیوں کی طرف اپنے رنجی پاؤں کے ہاتھ کھینٹے گا۔ پھر
وہ حوض کی طرف مڑ گیا اور اس میں جا گھسا، چنانچہ کہ اپنی قسم پوری کرے۔ اسی
وقت حضرت عزہؓ نے اس کا پیچھا کیا اور اس پر ضرب لگائی یہاں تک کہ حوض میں ہی
اس کو قتل کر دیا۔

پھر اس کے بعد عقبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن
عقبہ کے ساتھ لگا یہاں تک کہ جب صف سے جدا ہو گیا تو اس نے مقابلہ کے لئے
لڑا اور اس کی طرف انصار میں سے تین فوجیں تھیں جو حضرت عوفؓ اور مسودہؓ کا رشتہ
سے اپنے جن میں اس مفراء تھی اور ایک اور شخص تھا جس کو عبد اللہ بن رواحہ
کہا تھا تاہم انہوں نے کہا کہ قریشیوں نے کہا کہ ہم انصاری ہیں، تو انہوں نے
کہا میں تم سے کوئی قریشی نہیں، پھر ان میں سے ایک لٹکانے والے نے لٹکا کر
اسے محمد ﷺ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ تو رسول بھیجے۔ تو رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا اسے مجاہد بن ابی العاصیؓ کے ساتھ لے کر اسے بھیجے۔ جب یہ
حضرات آئے اور ان کے قریب پہنچے تو انہوں نے کہا کہ تم ہمارے دو دو حضرت
عبیدہؓ نے کہا کہ میں عبیدہ ہوں اور حضرت عزہؓ نے کہا کہ میں عزہؓ ہوں اور حضرت علیؓ
نے کہا کہ میں علیؓ ہوں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہاں تم عزت و برتری میں ہمارے مرتبہ

لوگ موم۔ تو حضرت ابو عبیدہؓ جرتیں میں لای عمر کے تھے جب بنی ریحہ کے مقابلے کے لئے نکلے، اور حضرت حمزہؓ نے شیبہ بن ریحہ کا مقابلہ کیا اور حضرت علیؓ نے وہید بن عبد کا قاتل کیا۔ حضرت حمزہؓ نے شیبہ کو مسکت بنی نہ دی ورنہ قتل کر دیا۔ دوسرے حضرت علیؓ انہوں نے بھی وہید کو مسکت نہ دی اور اسے قتل کر دیا۔ اہل بیت حضرت حمیدہ اور جبہ کے درمیان متنازعہ اور دونوں نے ایک دوسرے پر ایک ایک ضرب لگائی۔ دونوں نے اپنے مقابلے کو ختم کر دیا۔ غم پہنچا۔ پھر حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ لڑائی ہوئی گواروں کے ساتھ جبہ پر غزوہ ہوئے اور ان کو انہوں نے قتل کے گھاٹ اُتار دیا اور اپنے ساتھی حضرت عبیدہؓ کو اٹھا لیا۔ اہل بیت ان کے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیا۔

سوم یہ کہ اس جنگ میں حضرت جبریلؑ حضرت میکائیلؑ نے ان کے ساتھ تھے۔ حکم نے ابوسلم سے ہوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم بدر میں میرے اور حضرت ابو بکرؓ کے لئے فرمایا کہ تم میں سے ایک کی دیکھیں طرف حضرت جبریلؑ اور میکائیلؑ دوسرے کی طرف حضرت میکائیلؑ ہیں کے اور اسرار اہل ملوادی حکمت اور فرشتے ہیں وہ صف میں رہتے گا۔ جنگ کے وقت جن لوگوں کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور جنگ کے بعد محمد بن الحنفی نے ایسے کئی لوگوں کا ذکر کیا ہے بعض کا یقین کے ساتھ اور بعض کا تردد اور استکشاف کے ساتھ۔

ابو بکرؓ نے سواہم میں سعید بن رفیع بن انصاری سے انہوں نے اپنے والد سے نبیوں نے ان کے داد سے روایت کی ہے وہ کہہ کہ ہم بدر سے لوٹے تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا تو بعض دھوکوں نے انہوں کو پکار کر پوچھا کہ کیا تم میں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں۔ تو اس خبر کے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ آگئے اور ان کے ساتھ علیؓ بن ابی طالب تھے تو دھوکوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں آپ کو تم کر دیا تھا۔ تو فرمایا کہ ہوا میں (یعنی علیؓ) نے پیٹ میں کچھ تکلیف محسوس کی تو میں اس کے پیچھے ہو یا تھا۔) مہار کوئی چپ ہوا، فتنہ فطرت میں انہیں گزندہ پہنچا ہے۔

۱۱۔ خاتونِ جنت سے شادی:

ان کے فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے شادی کر لی تھی۔ صحیح ابن حنبلہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کر دیا اور اس ضمن میں روایت افزائی اور اس حبیبہ سے نوازا۔ ابو عمر نے عبیدہؓ میں محمد بن ہاک بن جعفر ہاشمی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کا حضرت علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ نکاح کیا جنگ کے بعد اور حضرت فاطمہؓ کی عمر ان کے نکاح کے دن پندرہ سال اور ساتھی پانچ ماہ تھی اور حضرت علیؓ کی عمر اس وقت تیس سال اور پانچ ماہ تھی۔

کاتبِ حروف (حضرت شہداء اللہ محدث، ہادی) لکھتے ہیں کہ یہ ہے کہ فقیر کو اس بات میں کہ حضرت فاطمہؓ کا نکاح غزوہ کے بعد ہوا ہے تردد ہے، اس لیے

میں بھی ایک دنہ میں چھپ گئی۔ اونٹنی جی کہ پھر حضرت علیؑ سلام اللہ علیہ آئے تو ان کو نبی ﷺ نے اعدایہ اران کے نوپر کچھ پانی چھڑکا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس حضرت فاطمہؑ کو لاؤ تو فاطمہؑ سلام اللہ علیہا آئیں وہ اپنے اوپر شرم سے ایک رومال ڈالے ہوئے تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تیرا نکاح اپنے شخص سے کیا ہے جو مجھ کو اپنے دل بیت میں سب سے زیادہ محبوب ہے اران کو دعا دی اران پر کچھ پانی چھڑکا۔ پھر رسول اللہ ﷺ وہاں سے نکلے گئے تو آپ ﷺ نے کچھ سیاسی دیکھی تو فرمایا کہ یہ کون ہے؟ میں نے یہ کہہ دیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی بہن بنت نعیم؟ میں نے کہا جی ہاں فرمایا کہ تو بھی فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی رخصتی میں موجو تھی اور تو اس کی عزت کرتی ہے۔ میں نے کہا جی ہاں وہ کتنی تیرا کہ پھر آپ ﷺ مجھے دعا دی۔

۲۔ خروہ احمد میں بہادری:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ معرکہ نعد میں بڑے بڑے نفع قل ان کے حلف میں تھے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ نے حضرت علیؑ کے عہد میں تھے جب ان کو سر پہ شہادت حاصل ہو سکتا تھا تب انھوں نے بڑی عیالہ لصلوٰۃ السلام سے نصرت علیؑ کی تھی کہ جو حلف ادا کیا چنانچہ آپ نے ان حالت میں قریش کا جھنڈا اٹھانے والے سے مقابلہ کیا اور ان کو مار ڈالا ان اسحاق نے یہاں تک کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور جس نے ان کو شہید کیا وہ قبیصہ بن قبیہ بنی تھا اور وہ یہ گمان کر رہا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ ہوں۔

کہ پھر حضرت علیؑ مرتھے کا حضرت فاطمہؑ سے واقعہ اللہ میں یہ کہنے میں کیا سخت ہو گی کہ العیسیٰ عن ابنہ (مجھ پر ہے یہ خون و عود) و نقضہ عنہ انہی علیؑ میں ہے۔ حضرت علیؑ کے بعد فاطمہؑ رخصت ۳ھ میں کاغذ یا اوروں میں رخصتی ہوئی اور عود ۳ھ میں ۳۔ غز میں ہوئی انہوں نے محمد بن اسحاق کی روایت کہ نکان خروہ احمد کے بعد جو صحیح نہیں ہے۔ ان میں یہ کہ فرما دیا کہ بعد نکان ہو چو کہ رخصت احمد میں خروہ احمد ہے اور ان کے آخری یہ بھی کاغذ یا اوروں میں ہے۔

ہام لائی نے فضاہ حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ میں مہر مدائن: یہ وہ سے روایت کی ہے انہوں نے یہ والد سے کہا کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ حضرت فاطمہؑ رضی اللہ عنہا سے نکان کا پیغام دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو آدمی جو ہیں جب حضرت علیؑ سلام اللہ علیہ نے پیغام بھیجا تو آپ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا۔ اور نیز لائی نے انہا بہن نعیم (۳۰ بہن نعیم) سے روایت حضرت جعفر بن علیؑ صاحب کی راہر تھیں حضرت علیؑ کے بڑے بھائی تھے جو ۸ھ میں جنگ جملہ میں شہید ہو گئے تھے۔ بعد سے حضرت ابو بکرؓ نے نکاح کر لیا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ کی وفات کے بعد سے حضرت علیؑ نے نکان کر لیا سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی رخصتی کے وقت موجو تھی۔ جب جمع ہو گئی تو نبی کریم ﷺ شریف کے آپ ﷺ نے دروازہ کھولا تو ہم ایمن نے دروازہ کھولا کہ جاتا ہے کہ ان کی روت میں شہ تھا (شہر سے) وہی ہیں کہ ایک طرف سے ہے اور اجڑا ہوا۔ میں کوٹا دیا۔ وہیں۔ ابی۔ والے کو فتح کیے تھے اور عورتوں نے نبی کریم ﷺ کی آواز میں نہ۔ ایک طرف ہو گئیں۔ (راوی نے) کہا اہل بیت (چھپ گئیں) اور

پھر وہ قریش کی طرف یہ کہتا ہوا ہوتا کہ میں نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا۔ حالانکہ وہ مصعب بن عمیر تھے جو شہید کر دیے گئے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا حضرت علی بن ابی طالب کو دیا اور اس موقع پر حضرت علی بن ابی طالب نے مسلمانوں میں سے ہر شخص کے طور پر خوب ادا شہادت دئی۔

ابن ہشام سے روایت پہنچتا ہے کہ مجھ سے مسلم بن علقمہ ماری نے بیان کیا کہ عزاہندہ میں جب جنگ نے شدت اختیار کی اور رسول اللہ ﷺ انصار کے جھنڈے کے نیچے آکر بیٹھ گئے اور حضرت علی بن ابی طالبؓ سے پاس پہنچا بھیج کر جھنڈا آگے بڑھاؤ اور حضرت علیؓ آگے بڑھے اور کہا کہ میں کو انھیں ہوں (اور ان ہشام کی من روایت میں کہا جاتا ہے کہ وہ قسم ہے۔ قسم کے معنی ہیں کہ جتنا کہ خدا عزوجل کا نام ہے اور قسم کے معنی ہیں کہ جتنا کہ خدا عزوجل کا نام ہے) اور انھیں کہتا ہے کہ اے وہ قسم کیا مقابله پر آنے کی ہمت ہے اگر وہی کہتے ہیں کہ پھر صلوات کے درمیان دونوں مل جل کر رہ گئے اور دونوں نے ایک دوسرے پر در کیا۔ پھر حضرت علیؓ علیہ السلام نے ان پر ایک صرب بانی اور ان کو بچھڑا دیا۔ پھر عمرؓ اس سے ہٹ گئے اور اس کا کام تمام کیا حضرت علیؓ سے ان کے ساتھیوں نے کہا کہ آپ نے اسے ختم کیوں نہیں کیا۔ تو فرمایا کہ ان نے میرے سامنے ہتھیار کھوس دیا تھا مجھے وہم نے اس سے روک دیا اور میں نے خیال کیا کہ اللہ نے اس کو قتل ہی کر دیا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ابو سعید بن خدیجؓ سو سو مسلمانوں کے ارمیاں نکلا اور اس نے ملکہ کہ میں سو سو گروہ تیار کرنے والا ہوں۔ میرے مقابلے پر کون آئے گا؟ تو کوئی بھی اس کے مقابلے پر نہ نکلا۔ تو اس نے کہا کہ اے اصحاب محمد تم گن کرتے ہو کہ تمہارے مقتول جنت میں جا چکے گئے اور اب مقتول درخ میں۔ رات اور عشاء کی قسم تم جھوٹ بولتے ہو اگر تم اس بات کو حق سمجھتے تو مجھ سے مقابلہ کے لئے تم میں سے کوئی تو نکلتا۔ اس موقع پر حضرت علی بن ابی طالبؓ سے مقابلہ کے لئے نکلے۔ پھر ایک دوسرے پر صرف دو سو وار کر کے کوئی نہ بچا کہ حضرت علیؓ نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر کہہ کرے مقتولین کے دامن کی فہرست میں ایک جماعت شہیدیں آتی ہے جن کو حضرت علی بن ابی طالبؓ نے قتل کیا تھا۔

در جب بتاؤ امتحان پیش آیا اور بہت سے صحابہؓ اس وقت میں درجہ شہادت پر پہنچ گئے۔ اصحاب کو اس جنگ میں حضرت ﷺ کی متعلق کچھ خبر نہ تھی اور آپ انھیں ﷺ کی طرف تشریف لے گئے اس جماعت میں حضرت علیؓ اس موقع پر شامل تھے۔ ابن اسحق نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو مسلمانوں نے پہچان لیا تو وہ آپ ﷺ کی طرف چل پڑے۔ آپ ﷺ ان کے ساتھ امد کی گھاٹیوں کی طرف چل دیے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عوفؓ، حضرت حذافہؓ، حضرت عمارؓ اور مسلمانوں کی ایک جماعت تھی۔

راہ راست سے اس کے راسخوں کو بھی اس طریق میں شامل کر کے اہل بیت کی پیروی کا مظاہرہ کیا اس اسحاق نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار و ذوالفقار کب جاتا تھا۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ مجھ سے اہل علم نے روایت کی کہ ابن ابی نعیم نے کہا کہ ایک نداء کرنے والے نے محمد کے دن نداء کی "لَا شَيْفَ إِلَّا ذُو الْقَعَارِ" یعنی ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی جوان نہیں جو ہر بار محمد کرنے والا ہے۔

۱۳۔ غزوہ خندق میں:

ان کے مناقب میں سے ایک اور یہ ہے کہ غزوہ خندق میں جب کفار قریش میں سے چند لوگوں نے خندق کو عبور کر لیا اور مسلمانوں کے مقابلہ پر اُٹ گئے تھے تو حضرت علی مرتضیٰ نے عمرو بن عبدود کے ساتھ متجدد کیا ورنہ اس کو جہنم میں بکسا یا ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ ان لوگوں نے خندق کے ایسے مقام کا انتخاب کیا جو چھ قدموں کے پتھر پر کھڑا تھا اور ان کی تلواروں میں گھس گئے۔ پھر انہوں نے اپنے گھوروں کو اس جگہ پر کھڑا کر خندق اور سنگ پہاڑی کے درمیان تھیں تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر بڑھے اور ان کو اس حد پر جہاں سے ان لوگوں سے پہنچے ان کو نہ دیکھا نہ روک دیا، اور کھڑے سواران کے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور عمرو بن عبدود نے غزوہ بدر میں جنگ کی تھی اور اس کے ایک گہرا زخم لگا تھا اور وہ غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوا تھا چہرہ چمک غزوہ خندق کا وقت آیا تو وہ جھنڈا لگائے ہوئے نکلتا کہ لوگ اس کا مقدمہ پہنچیں۔

پھر راسخ کی گھڑی ٹھٹھانے کے بعد غلوں، صحابہ نے لئے پانی لانے کی نذر نہ تھی حضرت علی مرتضیٰ سے ہاتھ سے نذر پانی۔ صحیح بخاری میں سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر سے میں پوچھا کیا تو انہوں نے فرمایا کہ واللہ میں بخوبی جاننا ہوں کہ کون رسول اللہ ﷺ کے زخم کو دھو رہا تھا اور کون پانی بہا رہا تھا اور کس کو آپ ﷺ کا کانی مٹی تھی فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ اس کو دھو رہی تھیں اور حضرت علی مرتضیٰ سے پانی بہا رہے تھے پھر جب حضرت فاطمہ نے دیکھا کہ پانی غلوں پر گہوڑا کھینچ رہا اور اس سے خون کا بہاؤ جاری ہو رہا ہے تو انہوں نے بوریے کا ایک ٹکڑا لے کر اس کو دھوا اور اس پر بوریے پر لگا تو خون بند ہو گیا۔ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے متعلقین تک پہنچ گئے تو آپ سے اپنی تلوار اپنی بیٹی حضرت فاطمہ کو دی اور فرمایا کہ بیٹی اس پر سے خون دھو دو۔ وہ بتاتے ہیں کہ مجھے بہت خوبی اٹھائی حضرت علی بن ابی طالب نے بھی ان کو اپنی تلوار دی اور کہا کہ اور یہ بھی لے دو اس کا خون بھی دھو دو۔ واللہ سے انہی مجھے آج بڑی خوبی ہوئی لکھائی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا کہ تم نے اس خوبی کے ساتھ جنگ کی ہے واللہ تمہارے ساتھ سہل بن حنیف اور ابو جہل نے بھی بڑی خوبی کے ساتھ جنگ کی ہے اس سے واضح ہو گا کہ انہوں نے مٹلی مفہوم میں لیا ہے۔ کہ اسے علی مرتضیٰ نے جنگ میں شہادت کے جوہر دیکھائے ہیں تو کہہ سکتے ہیں حنیف اور ابو جہل۔ علی مرتضیٰ کو ہر بار مظاہر کیا ہے۔ مگر یہ بات درست نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ کا مقصد حضرت علی مرتضیٰ سے متعلق یہ کہ تعریف کرنا تھا۔ تاہم

پھر وہ اور اس کے سوا غمیر گئے اور اس نے اعلان کیا کہ اس کا مقابلہ کون کرے گا؟ حضرت علیؑ بن ابی طالب اس کی طرف آگے بڑھے اور اس سے کہا کہ اے عمر اباشہ تو نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ قریش میں کوئی شخص جب دو اہم کاموں میں سے ایک کی طرف تجھے دعوت دے گا تو اس کو ضرور قبول کرے گا اس نے کہا کہ ہاں پھر اس سے حضرت علیؑ بن ابی طالب نے کہا کہ میں تجھے دعوت دیتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی طرف اور اسلام لانے کی طرف میں نے کہا کہ اس کی مجھے حاجت نہیں۔ یہ سن کر حضرت علیؑ نے کہا کہ پھر میں تجھے دعوت دیتا ہوں کہ جنگ کے لئے نیچے اتر۔ تو اس نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میں پسند نہیں کرتا کہ تجھے قتل کروں تو اس سے حضرت علیؑ نے کہا کہ واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ تجھے قتل کر دوں۔ یہ سن کر عمرو بن لوطؓ نے کہا کہ وہ فوراً اپنے گھوڑے سے نیچے کود پڑا اور اپنے گھوڑے کی ہانگوں پر اور پھر اس کے منہ پر تلواریں باری۔ پھر حضرت علیؑ بن ابی طالب کے مقابلہ پر آیا۔ اب دونوں میں لڑائی شروع ہو گئی ایک نے دوسرے پر وار کئے تو حضرت علیؑ نے اس کو قتل کر دیا اور اس کے تمام گھڑسوار ساتھی بھاگ نکلے یہاں تک کہ بھاگتے ہوئے خندق کو پہنچ گئے۔ پھر حضرت علیؑ اس واقعہ کے متعلق یہ اشعار کہے

نقصت عجزاً رخصت سفاہاً قہارہ

و بصیرت رب محمد بصواب

لصورت حین نو کنت متجولاً

کاجرجہیں دکار کسوں دلفی

و عقلت عن الثواب ولو انی

کاجرجہیں دکار کسوں دلفی

کاجرجہیں دکار کسوں دلفی

کاجرجہیں دکار کسوں دلفی

لا تحسبن الله غافل

ولہبہ یامعشر الاحزاب

(ترجمہ) اس نے پتھروں (یعنی حوس) کی بچی عقل کے بعد سے پن کی وجہ سے مدد کی اور میں نے اصابتِ راس کے ساتھ رب محمد کی مدد کی پھر میں اس وقت واپس واپس جب میں نے اس کو بچھڑا دیا جیسے ریت اسیٹھنے کے اوپر سمجھو کلاہ پڑا ہوا ہوں۔ اور میں نے اس کے پکڑاؤں کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اگر میں خون میں کود پڑا ہوا ہوتا تو یہ میرے پکڑے کھسٹ لیتا۔ اے (مشرکین کے) گروہ! ہرگز یہ گمان نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ورہ چنے نی کو روکا کرنے والا ہے! عربوں میں راج تھا کہ وہ امن کو قتل کر کے اس کے پکڑے تار پٹتے تھے۔ حضرت علیؑ نے اس رسم بد کی طرف تہدو کیا ہے۔ حضورؐ روایات میں ہے کہ اے نبی! ہم تجھ کو عمر میں مہدوئی۔ شہد میں کرنے کے لئے غیور، فقیہ، شہید، مکر، پختہ، و کھلم کھلا کر لیا اور جاسوس و شہداء میں کر دی۔

۱۔ فریاد و توبہ قرینہ کے وقت حضرت علیؑ کی خدمات:

پھر سو قہقہے سے خاصے کے وقت ان کے قلعہ سے اتر آئے کے اسباب میں سے ایک سبب حدت علیؑ رضی اللہ عنہ کی تھی۔ ابنِ حق نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے اہل علم میں سے ایک ایسے شخص نے دعا مانگی ہے جس پر میں وثوق رکھتا ہوں کہ حضرت علیؑ بن ابی طالب نے جب کہ وہ شہید یا زینا پڑا تو قہقہہ کا میمرہ کہے ہوئے تھے وراہہ! حضرت ریح بن الغزواءؓ کے کہتے تھے کہ میں نے اس کے قہقہہ میں دو اقداس کو ضرور پکھڑا دیا جو حضرت حمزہؓ نے اس کو پکھڑا تھا اور میں اس کے قلعہ کو ضرور فتح کرے رہوں گا۔ جس کے بعد سو قہقہے کے بیویوں نے کہا کہ میں

محمد ﷺ پر وہ حضرت سعد بن معاذ کے بیٹے پر (کہ ان کا جو فیصلہ ہو گا وہ ہمیں منظور ہے اور قلموں سے نیچے اترے تھے) ان موقع پر ہی کہ مدنی باپ حضرت سعدؓ یہ لکھنا کہ ان کے دھن کے قابل قرہ مردوں کو قتل دیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا۔

۱۵۔ صلح حدیبیہ میں حضرت علیؓ کی شرکت اور خدمات:

ان کے شریک قبیل میں سے ایک اور بپ سے کہ وہ بیعت رضوان میں حاضر تھے اور صلح نہ نہائی کے ہاتھ سے لکھا گیا تھا۔ اس اہل حق نے بیان کیا کہ وہی اسی حمید (صلح نامہ) کے کاتب تھے۔ اور نیز وہی سر میں آپؐ کے حضرت علیؓ مرتضیٰ کے ساتھ مختصر خلافت کا موسم فرمایا۔ نسائی اور حاتم نے روایت کی ہے۔ اور افادہ نسائی کے ہیں، حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس قریش کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ اے محمد ﷺ ہم آپ ﷺ کے پڑوسی ہیں اور آپ ﷺ کے حلیف ہیں اور ہمارے کچھ غلام آپ ﷺ کے پاس آگئے ہیں ان کو نہ دین میں کوئی رغبت ہے نہ عقل و سمجھ کی باتوں سے مانگی ہے۔ اور تو صرف ہمارے ماں و ستار کو چھوڑ کر یہاں بھاگ آئے ہیں آپ ﷺ ان کو ہماری طرف لوٹا دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے کہا کہ ان لوگوں سے کچ نہا ہے و شک یہ آپ ﷺ کے پڑوسی اور آپ ﷺ کے حلیف ہیں تو نبی ﷺ کا چہرہ و مبارک متغیر ہو گیا پھر آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے کہا کہ

انہوں نے کچ نہا ہے و شک یہ آپ ﷺ کے پڑوسی اور آپ ﷺ کے حلیف ہیں تو نبی ﷺ کا چہرہ و مبارک متغیر ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے کروہ قریش والہ میں تم پر تم میں سے ایک ایسے شخص کو بھیجو گا جس کے قلب کا یمن کے بارے میں مدد امتحان کر چکا ہے اور وہ قرہ سب کو یا تم میں سے کچھ کو دین پر ضرور مارے گا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ میں ہوں؟ فرمایا نہیں حضرت عمرؓ نے کہا کیا وہ شخص میں ہوں یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا کہ نہیں۔ لیکن وہ دو ہے جو حوتے کا گھڑ رہا ہے۔ اور آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنا جوتا یا تھ جس کو وہ کا گھڑ رہے تھے۔ [ماہنامہ دانش حدیبیہ کے ۷۷ء میں پیش آیا۔ ۱۶-۱۷ء کے دوران]

۱۶۔ غزوہ خیبر میں حضرت علیؓ کی بہادری:

ان کے اناقب میں سے ایک اور یہ ہے کہ غزوہ خیبر کے دوران خیبر کے چند قلعوں میں سے ایک قلعہ تھا جس سے فتح ہونے میں آدھ ہوتی تو آپ ﷺ نے محض حضرت علیؓ مرتضیٰ کے ہاتھ میں یہاں اس کی طرف روانہ کیا۔ اس قلعہ کو آپؐ نے فتح کر لیا۔

محمد بن احق سے بیان کیا ہے کہ مجھ سے عروہ بن زبیرؓ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے سلمہ بن روع سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو جھنڈا دے کر خیبر کے ایک قلعہ کی طرف بھیجا تو انہوں نے جنگ کی اور وہیں "جئے کرب" کا حرج حاصل نہ ہوئی حالانکہ انہوں نے خوب کوشش کی تھی پھر

دوسرے دن حضرت عمرؓ کو بھیجا۔ انہوں نے جنگ غوث کی اور وہیں لوٹ آئے
مکران کو بھی پاری کو شش کے باوجود فتح حاصل نہ ہو سکی۔

تیسرے دن حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں کل ضرور ایک ایسے شخص کو جھنڈا
اول کا جو بندہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا
رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔ صلے کرنے والا ہے، بھانجے والا نہیں
وہ وہاں نہیں آئے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں پر فتح دے گا۔ (راوی
نے) کہا کہ: سہہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو چار سال تک نہیں دکھ
رہی تھیں تو آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لہذا جب وہیں پہنچا اور پھر فرمایا کہ یہ
جھنڈا لہو اور دانہ ہو گا وہ اللہ تعالیٰ تم کو فتح دے۔ راوی کہتے ہیں کہ سترے بیان کیا کہ
وہ اس کو ٹیکر حب بھینپتے ہوئے نکلے اور ہم ان کے پیچھے ان کے قدم بدم چلتے
رہے۔ ہاں تک کہ انہوں نے اپنے جھنڈے کو قلعہ کے نیچے پھرنی بجی کے نیلے میں
گھڑا دیا۔ یہودیوں نے ان کو قلعہ کے اوپر سے جھانکا اور انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو
انہوں نے کہا کہ میں علی بن ابی طالب ہوں۔ کہا کہ یہ سن رہی ہو یہی کہے گئے کہ قسم
ہے اس کتاب کی جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی تم علی مرتضیٰ ہو گئے (یا جو نبیوں
نے کہا) اور حضرت علیؓ میں ابی طالب اس وقت تک نہیں لوئے جب تک کہ ان کے
ہاتھوں پر عدل کا قلعہ نہ چڑھ کر دے۔ اور یہی روایت میں ہے کہ جنگ خیبر میں حضرت علیؓ
کا مقابلہ مرتضیٰ بنی مشیر یہودیوں سے ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو فتح دے گا۔ تو ہم سب امید

لیج رہا تھا

ابن ابی عمیرؓ نے مجھ سے روایت کی ان سے عبد اللہ بن حسن نے ان سے
ایک وفد فہم نے ان سے اور نفع مولیٰ رسول اللہ ﷺ نے وہ کہتے ہیں کہ ہم
حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھ نکلے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو جھنڈا
دیکر بھیجا تھا۔ پھر جب جھنڈا قلعہ کے قریب پہنچا تو وہیں کے لوگ آپ
کے مقابلے پر آئے تو ان سے حضرت علیؓ نے جنگ کی۔ ایک یہودی نے حضرت علیؓ
پر حملہ کیا تو آپ کے ہاتھ سے ڈھال گر گئی تو آپ نے ایک دروازہ جو قلعہ کے قریب
تھا اٹھایا اور اس کو اپنے ہچاڑ کے لئے ڈھال بنالیا اور جب تک آپ جنگ کرتے رہے
وہ دروازہ برابر آپ کے ہاتھ میں رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں پر
قلعہ فتح کر دیا۔ پھر انہوں نے اس دروازہ کو اپنے ہاتھ سے نیچے رکھ دیا پھر جب وہ
ناراض ہو گئے تو قلعہ کی قسم بھجھ سمیت سات آدمی اس دروازے کو پھٹنے کی کوشش کر
ئے۔ بے اثر قرار دیا۔ امام بخاری نے حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت کی
ہے کہ ابوہریرہؓ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہی روایت کی
تھی اور وہ آشوب فوش میں مٹا رہے تھے۔ انہوں نے نہیں کیا (یعنی رنج کیا) کہ میں نبی
اکرم ﷺ سے پیچھے رہ گیا ہوں۔ یہاں اسی سال میں آپ ﷺ سے آئے۔ تو
جب ہم نے وہ رات گزری (جس کے بعد) قلعہ فتح ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ
میں کل جھنڈا دوں گا یا (یہ فرمایا) کل جھنڈا یہ شخص سے گا جس سے اللہ اور اس کا
رسول ﷺ محبت کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو فتح دے گا۔ تو ہم سب امید

کر رہے تھے۔ پھر کہا گیا کہ یہ علیؓ نہیں تو آپ ﷺ اسے ان کو جھنڈا دے دیا تو اللہ نے ان کو تسکین دی۔

۱۷۔ غزوہ مرقہ عقباً میں:

ان میں سے ایک اور یہ پہلو کہ مرقہ العقباء میں حضرت علیؓ مرتھے اور حضرت جعفرؓ اور حضرت زیدؓ کے درمیان حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی پرورش کے بارے میں جھگڑا ہو گیا تو حضور ﷺ: "ایک کو ایک خاص اعزاز سے نوازا کہ امام بخاری نے حضرت بروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب ذوالقعدہ میں نبی ﷺ نے عمرہ دار کر میں [مسجد مدینہ میں مسلمانوں اور کفار کے] بینہ نہ معاہدہ طے پایا تھا اس کی ڈاڑھی سے سب کو "نکھڑاؤں کی حرکت کرنا آئے" کی حرکت کی گئی تھی۔ نبی کریم ﷺ سے یہاں مکر نہیں اور تک قیام کیا۔ اس وقت حضرت جعفرؓ بی بی عاتقہ شہید ہو چکے تھے۔ جس کی بنا پر یہ واقعہ پیش آیا اور تین دن کی سخت گذر گئی تو نبی ﷺ اواسی کے لئے نکلے تو حضرت حمزہؓ کی بیٹی نے آپ کا پیچھا کیا وہ اسے پیچھا کر کے آوازیں دے رہی تھیں [حضرت حمزہؓ کے اعتبار سے "حضرت علیؓ سے یہاں سے اس کے پیچھے تھے، لیکن رضی اللہ عنہ سے پہلی تھے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اور حضرت حمزہؓ اور حضرت زیدؓ میں حادثہ سے پہلے ہی کوئی فیصلہ نہ کیا تھا اور یہاں سے پہلے ہی حادثہ سے اس کے بعد اس نے اس کو اپنی جتنی لپکائی آپ ﷺ کے لئے دیا کہ یہاں تک کہ "تو اس کو حضرت علیؓ مل گئے۔ انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور حضرت قاطرؓ کے پاس لے آئے اور ان سے کہا کہ اپنے بچے کی بیٹی کو اپنے پاس رکھو۔ میں اس کو لے آیا ہوں۔ پھر اس پر حضرت علیؓ

اور حضرت زیدؓ اور حضرت جعفرؓ میں جھگڑا ہو گیا حضرت علیؓ نے کہا میں اس کو لے کر آیا ہوں اور یہ میرے بچے کی بیٹی ہے۔ حضرت جعفرؓ نے کہا کہ یہ میرے بچے کی بیٹی ہے اور میری بیٹی اس کی عمارت ہے۔ جبکہ حضرت زیدؓ نے کہا کہ یہ میری بیٹی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس حادثہ کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا کہ خاندان کے مرتبہ میں ہے۔ اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ اور حضرت جعفرؓ سے فرمایا کہ تو صورت اور میرت کے اعتبار سے مجھ سے مشابہ ہے اور حضرت زیدؓ سے فرمایا کہ تو ہمارا بیٹا اور ہمارا مولیٰ ہے [یہاں میں بعضیوں اور حسبِ قیاس یہ ارشاد اہل سنت سے بھی ہے] اس جملہ سے زیدؓ خوشی سے رقص کرنے لگے تھے۔ صحت]

۱۸۔ نصرائے نجران کے ساتھ مباہلہ، حضرت علیؓ کا اعزاز:

اس میں سے ایک اور یہ ہے کہ جب نجران کے خاندان کے ساتھ مباہلہ کا معاملہ پیش آیا تو "مختار بن ابی بکر" نے حضرت علیؓ سے کہا کہ حضرت فاطمہؓ الزہراءؓ اور حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ کو مباہلہ کے لئے کہنا۔ قرآن نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "لَنْ يَكْفُرَ الْكَافِرُ" یعنی ہم اپنے بیٹوں اور چھانڈے کو بائیس درجہ عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو "آخر تک۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بلا لیں اور کہا کہ یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں (مباہلہ کے طعن میں ایک اور سے کو خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ میں تمہاری عورتوں کی نوبت نہیں

آئی اور دفعہ نماز میں موجود ان کے سات پارہی۔ کہیں یہاں سے دو۔ ایک محسوس ہوا۔ آسمان پر حضور ﷺ کی غیر مشروط امانت قبول کرنا

۱۹۔ حضرت علیؑ کے موقع پر حضرت علیؑ کی خدمت:

ان میں سے ایک یہ کہ جب فتح مکہ کے لئے مملکت کرنے کا فیصلہ ہو گیا تو آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ کو ایک جماعت کے ساتھ روانہ فرمایا تاکہ وہ خط جو حاجب بن ابی بلتعہ نے کافر قریش کے نام تمنا تھا اس کے لئے جانے والی عورت کے قبضہ سے نکال لیں۔ نام بخاری نے حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے زہیر اور مقداد کو بھیجا اور فرمایا کہ تم یہاں روانہ ہو جاؤ جب تم روضہ خاں پہنچو گے تو تمہیں ایک مسافر عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے جا کر لے دو تو حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ ہم روانہ ہوئے مگر ڈرے دوڑتے رہے یہاں تک کہ ہم روضہ خاں پر پہنچ گئے دیکھتے ہیں کہ یہاں ایک مسافر عورت موجود ہے۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے کہا کہ تجھے خط نکال کر دے گا ورنہ ہم تیری مدد نہیں کریں گے۔ حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ پھر اس نے اپنے بالوں کی سینڈ میو میں سے خط نکالا جس کو ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر پہنچے آخر حدیث تک۔

پھر جب کہ حضرت سعد بن عبادہ سے جو غزوہ بدر کے عہد وار تھے یہاں تک صادر ہوا جو بی اکرم ﷺ کو پسند نہ آیا تو آپ ﷺ نے جہنم ان سے لے کر حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ محمد بن حنفیہ کہہ کہ بعض اہل علم نے یہ ممکن کیا

کہ سعد کا جب داخل حرم کی طرف رخ پھیر گیا تو انہوں نے کہا کہ آج کا دن سخت جنگ کا دن ہے۔ آج حرم کی حرمت باقی نہ رکھی جائے گی۔ تو یہاں حرمین میں سے ایک شخص سے حضرت عمر بن خطاب کو یہ بات بتادی، تو انہوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ رضی اللہ عنہ کی طرح جو کچھ سعد بن عبادہ سے کہے۔ مجھے یہ اندیشہ سوا رہا ہے کہ قریش میں خونریزی ہوگی تو رسول اللہ ﷺ رضی اللہ عنہ کی علیؑ میں بی طالب سے فریاد کہ تم اس سے جہنم لے لو اور تم مملکت دار ہو، مکہ میں اس کے ساتھ داخل ہو۔

ابن ابی عمیر نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں جا کر بیٹھے اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوئے حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ بی طالب رضی اللہ عنہ اور کعبہ کی کھنچی ان کے ہاتھ میں تھی۔ حضرت علیؑ نے کہا ہا رسول اللہ ﷺ رضی اللہ عنہ (یعنی پانی کے شکم) کے ساتھ چپ (کعبہ کی درباری) بھی ہم کو دیر بچتے تو رسول اللہ ﷺ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم میں اس حد تک نہیں ہے تو اس کو بلایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اسے جہنم یہاں لے آؤ علیؑ رضی اللہ عنہ۔ آج علیؑ اور دفعہ (عہد اکادمیت)

۲۰۔ غزوہ خیبر کی طرف حضرت علیؑ کی روانگی:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو کوئی شخصہ کی طرف بھیجا تھا اور انہوں نے وہاں کے قیدیوں کو اپنی اہمیت کو بغیر اعتقاد کے مار ڈالا تھا تو اس برائی کے تدارک کے لئے ان کے پیچھے آپ ﷺ نے حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

۲۱۔ غزوہ ختمین میں حضرت علیؓ کی شہادتِ قدسی:

ان میں سے ایک اور یہ ہے کہ غزوہ ختمین میں جب چھ ہجرت کی صورت پیدا ہوئی تو حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ اس حالت میں ثابت قدم رہے اور اس کی جماعت میں موجود رہے۔

بنی اہل حق نے یہاں کیا کہ جو لوگ مہاجرین میں سے تھے وہ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور آپؓ کے بیٹے میں سے حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ اور ان کا بیٹا در فضل بن زبیرؓ و عمارؓ اور اسامہؓ بن زیدؓ اور امیر بن امیہؓ بن امیہؓ تھے۔

بنی اہل حق کہتے ہیں کہ مجھ سے عاصم بن عمرؓ نے عمرؓ بن خطابؓ سے حدیث سے روایت کی کہ اس اور اس میں قیدیہ توازن کا وہ شخص جو صاحبِ علم تھا سچے امت پر چڑھ جاتی نکات میں کر رہا تھا، حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ رضی اللہ عنہ نے اور اصحاب نے ایک شخص سے اس پر محمدؐ کرنا چاہا، کہا تو حضرت علیؓ اس کے پیچھے آئے اور اس کے اذیت و دغا کوچا پر تلوار ماری تو انت پانی سرین کے بل گزرا تو انصاری نے وہ کر اس شہرہ دوڑ چوڑی قوت سے ضرب لگائی اور اس کی ہانگ کو نصف پھنڈی تک کاٹا، تو وہ اپنے انت پر سے پیچھ گڑھ اس طرح میدیں مسلمانوں کے حق میں چھو گیا۔

محمد بن اہل حق نے کہا کہ مجھ سے حکیم بن حکیم نے ابو جعفر محمد بن علیؓ روایت کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ کو بلایا اور فرمایا کہ میں علیؓ بن ابی طالبؓ کی طرف سفر کر کے جاؤ اور ان کے ساتھ کی تحقیق کرو اور جاہلیت کے روائے اپنے پاس کے بچے روئندہ ان (انصاف کی روایت رکھنا) اس پر حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے، ان کے ساتھ مال بھی تھا جو رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیا تھا چنانچہ انہوں نے ان کے ساتھ ان کے خون کی ریت ادا کی اور اس کی بھی مدائی جان کا مال نقصان کیا گیا تھا یہاں تک کہ ان کے کتوں کا بھی خون بہا دیا اس حد تک کہ جب ان کے خون بہا کا کوئی حق باقی نہ رہا، سب ادا ہو چکا اور ان کے ساتھ حمال تھا اس میں سے کچھ بھی لیا تو حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ نے ان سے کہا کہ کیا تمہارے خون یہاں کا کوئی معاوضہ باقی رہ گیا ہے جو تمہیں ادا نہ ہوا ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ پھر میں اپنے پاس بھی ہوا مال بھی تمہیں ہی دیتا ہوں بطور احتیاط رسول اللہ ﷺ کے لئے ایسے نقصان کے معاوضہ میں جو ان کے علم میں نہ آیا ہو اور نہ تمہارے علم میں یہ کام پورا کر کے رسول اللہ ﷺ کی طرف وہاں ہو گئے اور آپ ﷺ سے سب حال بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے خوب کیا بہت اچھا کام کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے قید کی طرف منہ کیا دعا کے لئے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے کندھوں کے نیچے کا حصہ نظر آنے لگا تھا فرمایا:

اللہ میں آپ کے سامنے برقی اللہ ہو۔

۲۲۔ غزوہ تبوک کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی قائم مقامی:

اس میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ جب غزوہ تبوک کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ نے متعین کی خبر گیری کے لئے حضرت علیؓ کو مدینہ منورہ میں چھوڑ دیا تھا۔ اس کے ضمن میں ایک ظہیر روایت ہے آپ و شرف فرمایا۔ محمد بن اسحق نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو طالب کو اپنے متعلقین پر جانیں بنایا اور ان کو ان میں غلبہ کا حکم دیا۔ منافقین نے حضرت علیؓ کے متعلق پروپیگنڈہ کرنا شروع کر دیا انہوں نے کہا کہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اوپر وار رکھتے ہوئے اس سے ہٹا ہونے کی قیادت سے ان کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ تو جب منافقین نے یہ کہا کہ تو حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ اپنے پیچھے انہی کو رکھ کر گئے ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپہنچے جب کہ آپ ﷺ مقدم حریف (جو مدینہ کے قریب ایک مقام ہے) میں آئے تھے۔ اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ منافقین نے یہ گمان کیا ہے کہ آپ ﷺ مجھے اپنے اوپر پار کچھ کر پیچھے چھوڑا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے جھوٹ کہا ہے۔ بادشاہ میں سے فتح کو ان سب پر جن کو میں اپنے پیچھے چھوڑ کر آیا ہوں اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ تو تم میرے پیچھے میرے اور اپنے متعلقین کی جرم گیری کرتے رہنا اور پھر فرمایا اے علیؓ تو ان پر خوش نہیں ہے کہ تیرا امیر تیرے ساتھ وہی ہو جو حضرت ہارون کا امیر ہے حضرت موسیٰ کے ساتھ تھا مگر بات یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

۲۳۔ ۹ ہجری کے حج میں شریک امیر بنایا جانا:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہیں سال میں آپ ﷺ نے حضرت ہاکم صدیق کو امیر حج بنایا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب روانہ ہوئے تو سورۃ براہ کا تلاوت کی حد تک تلاوت فرماتے تھے کہ میں نے تم کو حج کی سعادت عطا فرمائی کہ تم فرمادے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھا۔ احمد بن حنبل نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے ان کو سورۃ براہ کا ذکر فرمایا تو انہوں نے کہا یا نبی اللہ میں نے توحش و تقریر ہوں اور تیری خطیب و فریاد کی اس کے بغیر چارہ نہیں کہ اس و میں سے کرنا یا قرآن کریم نہ تو حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر یہ ضروری ہے مجھے تو میں ہی روانہ ہو گا۔ فرمایا تم میں وہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان میں خوب برکت دے گا اور تمہارے قلب کو تسبیح و تہلیل دے گا پھر آپ ﷺ نے ان دست مبارک سے حضرت علیؓ کے منہ پر رکھا۔

محمد بن اسحق کہتے ہیں کہ محمد بن عظیم بن حکیم بن معاویہ بن حنفیہ نے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ پر سورۃ ابراہیم نازل ہوئی آپ ﷺ حالات ابو بکر کو امیر حج بنا کر بھیجے تھے تا کہ وہ لوگوں کو حج راہیں آپ ﷺ سے۔ میں کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ سے سارہ حضرت ابو بکر کے پاس بھیج دیں تو وہ لوگوں کو انہیں لے کر آپ ﷺ سے فرمایا کہ میری

حرف سے بڑھ کر سے علیؓ بیت کے اور ولی اس عداوت کے باعث نہیں رہا۔ پھر آپ علیؓ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو بلایا اور فرمایا کہ براہ راست اس تختے کو ترے گھر لے کر دارالخلافہ کبر کے دن جب لوگ معنی میں جمع ہوں تو سب لوگوں میں اعلان کر دو کہ ولی کا فرضیت میں داخل نہ ہوگا اور اس سال سے حد کوئی شراب بچ نہ کرے اور نہ کوئی بیت اللہ کا حوالہ لے گا جو کہ جسے وہ جس کا رس اللہ علیہ السلام سے معاہدہ تو اس معاہدے کی مدت تک اجازت ہے۔ پانچویں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رس اللہ علیہ السلام کی "معاہدہ" یعنی قادیانہ کو یاد نہ ہونے یہاں تک کہ حضرت ابو بکرؓ سے راستہ ہی میں چاہے۔

جب انھوں نے حضرت علیؓ کو دیکھا تو چھوٹے میر ہو یا معاہدہ حضرت علیؓ نے جا میر نہیں بلکہ معاہدہ ہوں۔ پھر انہوں نے چل پڑے تو حضرت ابو بکرؓ نے ان کے لئے حج کا نام کیا (جس شریعت کے مطابق لوگوں سے مناسک حج کرانے کے) اور عرب اس وقت اس سال میں اپنے حج کی کن مزاروں میں پہنچے ہوئے تھے جن پر وہ ایمان حاصلیت میں ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ تو (۱۰، ۱۱، ۱۲) آیا تو حضرت علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سوئے اور ان میں ان باتوں اعلان یا جن کا حکم ان ورس اللہ علیہ السلام نے دیا تھا چنانچہ انہوں نے کہا کہ لوگوں کا فرضیت میں داخل نہ ہوگا آج کے دن کے حد کوئی شراب بچ نہ کرے گا اور نہ کوئی شخص دعا ہو کر بیت اللہ کا حوالہ کرے گا اور جس کا رس اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ کوئی معاہدہ ہے تو مدت معاہدہ تک اس کو رس اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

کے جس اس سے ان میں عداوت کیا گیا ہے چاروں کی بہت ہے تاکہ ہر قوم اپنی جان میں اور اپنے شہر میں لوٹ جائے۔ پھر کسی مشرک کے ساتھ کوئی عہد اور کوئی معاہدہ نہ کرے گا، مگر ایسے شخص جس کا رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھ ولی معاہدہ کسی عہد مدت تک ہو تو وہ اس مدت تک کے لئے مستثنیٰ ہوگا۔ پھر اس ان کے بعد کسی مشرک سے حج نہیں کیا اور نہ کسی کے نکاح کو کر بیت اللہ کا حوالہ کیا۔ پھر دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاس کوٹ آئے۔ اور ابی شرک میں سے جن لوگوں سے معاہدہ تھا، جن سے ایک عہد مدت تک کے لئے تھا ان سے، اس میں جو اعلان ہوا وہ سب مانع و سوار براہ راست تھا۔

۲۴۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی معزوں کے بعد حضرت علیؓ کی یمن کے لئے تقرری:

ان میں سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو قسمی بہ حضرت علیؓ کے جس دوسرے نے کے لیے یمن کی طرف بھیجا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو عراق کی ریاست دوران میں حضرت علیؓ کو قسمی کی کوششوں سے ان حدائق کے قلعوں میں سے ایک قلعہ فتح کیا۔ اس دوران میں حضرت علیؓ کو قسمی کی بات حضرت خالدؓ کے بعض لوگوں نے وال میں کچھ بدل پیدا ہوا۔ ان لوگوں نے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کی شکایت خدمت نبویؐ سے لے لی۔ دوسری پہنچی اور حضرت علیؓ نے حضرت علیؓ کو قسمی کے حق میں یہ پایاں لیان خاص کرے۔ اور لوگوں کو قسمی کی شکایت پر ہجر کا درس سے منع کیا۔

۲۔ وہاں نبوی ﷺ کے وقت حضرت علیؓ کی خدمات:

اس میں ایک اور یہ کہ جب حضرت ﷺ نے اس عام دہائی سے عام اعلیٰ کو انتخاب فرمایا تو حضرت علیؓ نے بھی اس وقت اہل بیت سے ساتھ آپ ﷺ کے قتل اور افسانہ کی خدمت میں رہے۔

محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ہمارے صحابہ میں سے عبد اللہ بن ابی بکر و حسین بن عبد اللہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ غزات میں بنی حباب رضی اللہ عنہ، حضرت عباسؓ بن عبد المطلب، حضرت فضل بن عباسؓ، حضرت عثمانؓ، عباسؓ، سہل بن زید اور شتران مومن رسول اللہ ﷺ کی سی وہ لوگ ہیں جو آپ ﷺ کو قتل دینے میں تھے۔ اور یہ کہ اس خون خناری نے جو بنو خزرج کا ایک شخص تھا حضرت علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہم کو بھی لے جاؤ جیسے جب کہ وہاں سے لوگ بھی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے تھے اور اہل مدینہ میں سے بھی۔ حضرت علیؓ نے کہا نہ آؤ آؤ آؤ اہل بیت سے اور رسول اللہ ﷺ کے قتل میں شریک نہ ہو۔

آپ ﷺ کو دوروں قتل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اپنے سینے سے سہرا دیا اور حضرت فضلؓ اور حضرت عباسؓ اور حضرت قثمؓ آپ ﷺ کو پناہ دے تھے اور حضرت اسدؓ میں رہا اور حضرت شتران جو دونوں آپ ﷺ کے آراء کو رد نہ دے تھے یہ آپ ﷺ کے نو پر پانی ڈال رہے تھے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب آپ ﷺ کو قتل دے رہے تھے اور آپ ﷺ کو اپنے سینے سے

سہرا بھی دے رہے تھے۔ اور آپ ﷺ کے صہ پر آپ ﷺ کی قیاس تھی۔ پیچھے کریم کی سے آپ ﷺ کو جتنے تھے وہ اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے بدن پر نہیں لگا رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے میرے آپ اور میں آپ ﷺ پر قربان کس قدر پاکیزہ ہیں آپ ﷺ زندہ اور مردہ دونوں حالتوں میں۔ در رسول اللہ ﷺ میں وہ چیزیں نہیں دیکھی تھیں جو عام طور پر میت میں دیکھی جاتی ہیں۔

پھر ابن الحنفیہ نے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک میں اترے دو حضرت علیؓ بن ابی طالب اور حضرت فضل بن عباسؓ و حضرت قثم بن عباسؓ اور حضرت عثمانؓ مومن رسول اللہ ﷺ تھے۔

حضرت علیؓ کے فضائل و مناقب کی روایات

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی احکام ساری میں سبقت سے متعلق اور اس کی حاکمیت کو آپ کے فضائل کے بیان پر مشتمل ہیں اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ اس کو شہرہ کی بات ہے۔ سرچاتے ہیں کہ ان میں سے کچھ احادیث کا انتخاب کر کے یہاں آں کو لکھ دیں۔

حاکم نے احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام میں سے کسی کے اتنے فضائل نہیں آئے جتنے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے آئے ہیں۔

بندہ ضعیف (شہود علیؓ و آلہ و آلہ) کہتا ہے کہ اس کا سبب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رضی اللہ عنہ میں دو وجوہ کا اجتماع ہے کہ آپ کی ساری احکام میں پختی ہے جیسا کہ

چند چھوٹی چھوٹی باتیں ان میں سے ہم سے بیان کی ہیں۔ دوسری آنحضرت
ﷺ کے ساتھ آپ کی قریبی رشتہ داری ہے، اور آنحضرت ﷺ رشتہ داری سے
تعلق کی مراحات رکھے میں سب سے بڑے ہوتے اور حقوق قرابت کو سب سے
زیادہ بچھنے والے تھے۔ پھر جب اہلبیانی نے اہل ادوی اور حضرت علی مرتضیٰ
کو قرابت کے لئے آنحضرت ﷺ کی قوم میں ڈال دیا تو آپ کا مرتبہ قرابت وہاں
ہو گیا اور آپ کی شان میں ایک اور بزرگی کا اضافہ ہوا: **پاؤں اللہ تعالیٰ سے۔**

پھر جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان کے **معدہ میں** **علاقہ** طریق
فضیلت ان کے شامل حال ہو گئی۔ پھر جب ان کے ایام خدمت میں استشفاد و شفایابی ہو
اور اہل زمانہ کے دل ان سے رنگش ہوئے تو آنحضرت ﷺ کے بقیہ صحابہ کرام
اس قدر کے دفع کرنے میں بہترین کوششیں کیں اور ان کے ترکش میں جو بھی یہ حق
اُس کو صرف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو قبول فرمائے۔ اس سبب سے ان کے
فضائل کی احادیث کا اثرہ اشاعت و وسیع تر ہو گیا۔ آجہ حدیثیں تو اتنے مرتبہ میں اور
کچھ دوسری احادیث حسن کے درجہ میں پہنچیں۔ پھر حسب شیعیت کے فقہ نے اس
اُچھڑا تو جب پاک لوگوں کی ایک جماعت نے بھی حدیث اہل عدہ اہل سے پاؤں باہر نکالا اور
مذہبی بدعت کو سر قیام کرنے کے لئے احادیث وضع کرنا شروع کر دیں اور معتزلیہ
چن لیں گے وہ لوگ جو ظلم کے مرتکب ہوئے کہ جس ہر گاہ میں ان کو لوٹ کر جانا
ہے وہ کبھی نہ۔

خصوصاً یہ کہ ہم موضوع احادیث اور ایسی احادیث کے درج کرنے سے جن
کا ضعف شدید ہے جو نہ مؤید بنانے کے لئے کارآمد ہوں اور نہ شاہدین عسکریہ
کریں گے، اور جو حدیث صحت اور حسن کے مرتبہ میں ہے یا قابلِ برداشت ضعف
رکھتی ہے اس کو ہم روایت کر رہے۔

الف۔ حضرت علیؑ کے فضائل کے متعلق متواتر احادیث:

احادیث سے فراموش کیا، حدیث تین جہیں، حدیث کے حوالے پر نہ کہ حدیث کے لئے اور حدیث
کرتے ہوں۔ لکن احادیث کا مرتبہ حدیث مضمون کے بعد سب سے زیادہ ہے
۱۔ تو میرے لئے ایسے ہے جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام:

یہ حدیث متواتر ہے کہ

امت موقیٰ عبد اللہ بن عباس
۱۔ تو میرے لئے اس مرتبہ میں ہے جس
مرتبہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس
حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔

یہ حدیث حضرت محمد بن عبد اللہ بن عباس اور حضرت انس بن مالک
ابن ابی طالب اور عبد اللہ بن عباس وغیرہم روایت کی ہے
۲۔ اے اللہ علیؑ سے محبت کرنے والے سے تو محبت کر۔

اور متواتر احادیث میں سے یہ حدیث بھی ہے

اَنَا مِنْ عِلَىٰ وَعَلَىٰ بَقِيَّةِ الْعَالَمِ دَلَالَهُ مِنْ عِلَىٰ (رضی) ہوں اور علیؑ مجھ
سے اے اللہ تو اس سے محبت کر جو اس

و علیہم السلام

سے محبت کرے اور اس سے عداوت نہ کرے۔

اس کو حضرت: چمن، قرہ، حضرت بریدہ، حضرت عمران بن حصین اور حضرت عمرؓ کی شان و غیرہ۔ روایت کی ہے۔

سوائے اس کے کہ میرے اہل بیت ہیں:

متواتر حدیث میں یہ حدیث بھی ہے: کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (سورہ احزاب: 33)

اور رکے اور تم کو (ہر طرح)

ظاہر و باطن پاک و صاف رکے تو رسول اللہ ﷺ نے اہل پنجوں (حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور خود ذات رسالت مآب ﷺ) کو بلایا۔ یہ حدیث حضرت سعدؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اور حضرت انسؓ میں ماکہ نے روایت کی ہے۔

غزوہ خیبر کے موقع پر دی گئی خوشخبری:

متواتر احادیث میں سے یہ بھی ہے: کہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو غزوہ خیبر میں جھنڈا عطا کیا اور فرمایا

لَا تَطْعَمُونَ إِلَّا بِهَذَا رَجُلًا يَحْتِ التَّه وَرَسُولَهُ میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور

و بحمدہ و رسولہ

اس سے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ اس سے

محبت کرتے ہیں

اس کو حضرت عمرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت اسلم بن سعدؓ اور حضرت سلم بن اکوعؓ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

امام مسلم نے عامر بن سعد بن ابی وقاصؓ سے نقل کیا انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے من اہل بیتین نے حضرت سعدؓ سے کہا تم کو اس بات سے کیا چیز مانع ہے کہ تم ابو ترابؓ کی خدمت کرو۔ حضرت سعدؓ نے کہا کچھ لو کہ جب تک مجھے تم، تم یار ہیں کی جس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا میں حضرت علیؓ کو ہر گز بھلا نہ کہوں گا۔ اس باتوں میں سے ایک بھی اُمیر سے نہ ہوتی، وہ مجھے فرماؤ، انہوں نے زیادہ محبوب ہوئی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا جو ان سے فرما رہے تھے۔ (فقہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے ایک غزوہ کے موقع پر حضرت علیؓ کو (حدیث میں) چھوڑا تو جس پر آپ ﷺ سے حضرت علیؓ نے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہ آپ ﷺ کے مجھے عزا دلانی اور مجھ پر عید پانا یا ہے تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اما تروا ان تکون معی بحرہ ہا وں کہ کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ میں موسیٰ الا لاہ لا نبیۃ بعدی تم میرے لئے اس مرتبہ میں ہو جس مرتبہ میں حضرت موسیٰؑ کے ہیں

حضرت ہادونؑ تھے مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔

اور میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ فرودِ خیر میں آپ ﷺ فرماتے تھے کہ میں یہ جھنڈا اکل ایک ایسے شمس کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے، اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔ (صحیح) کہا کہ ہم (اچھے) اس (جھنڈے) کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے اونچا ہونے لگے (تاکہ رسول اللہ ﷺ کی ہم پر غر پڑ جائے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ علیؑ کو بلا کر، چنانچہ وہ انکی حالت میں کہ ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، لئے نئے تو آپ ﷺ نے ان کی دونوں آنکھوں میں پناہ عاب و بن گمایا اور جھنڈا ان کو دیا، پھر اللہ نے ان کے ہاتھ پر قلعہ فتح کر دیا۔

اور جب یہ آیت نازل ہوئی "تَقَاتُوا لَكُمْ يُبَايِعُكُمْ" "آہم اپنی اولاد کو بایعیں اور تم ہی دل کو بند" (۳۰:۶۱) تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو بلایا اور کہا یا اللہ میرے ولی بیت

ہم۔

۵۔ حضرت علیؑ کے فضلِ کل میں حضرت بن عباسؑ کی ایک طویل روایت:

حاکم و نسائی نے عمرو بن ميمون سے روایت کیا، کہ کہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؑ سے پانی پینا تھا کہ ان کے پاس نو اشخاص آئے انہوں نے کہا سے ابن عباسؑ یا تو آپ ہمارے ساتھ چلیں اور یا پھر اس لوگوں سے ملگ ہو، ہم سے تنہائی

میں گفتگو کریں۔ تو حضرت عبداللہ بن عباسؑ نے کہا نہیں بلکہ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ راوی نے کہا اور وہ اس بندہ میں وہ ابھی مانجنا نہیں ہوئے تھے۔ کہ پھر اس لوگوں نے بات بیت میں جھلکی تو ہم نہیں جانتے تھے کہ نبیوں نے یہ کہا، راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابن عباسؑ اپنے کپڑے جھڑاتے ہوئے اس وقت وہ اُف و شف (کلمات افسوس) کہہ رہے تھے کہ یہ کون ایسے شخص کی دعوتی میں پڑ گئے کہ جن میں ایسے اس فضل ہیں جو ان کے سوا کسی اور میں نہیں ہیں۔

۱۔ وہ ایسے شخص کی برکتی میں پڑے ہیں جن کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں کل ایسے شخص کو جھنڈا بخیر بھیجوں گا جس کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہ کرے گا، وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا

دوسرا ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں پھر اس (جھنڈے) کی سبکی سے میدانِ بحرِ حبیب ﷺ نے فرمایا کہ علیؑ، ہے لوگوں نے کہا کہ وہ بجلی میں تباہ نہیں رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں نے دوسرا انہیں تھا جو اچھا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ اسے اور ان کی آنکھیں بند رہی تھیں، دیکھنے پر بھی قادر نہیں تھے پھر آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں چلوک لادی، اور پھر جھنڈے کو تین مرتبہ لایا اور ان میں ان ہی کو دیا۔ پھر حضرت علیؑ صبیحہ استغاثی (دعا) میں آیا، پھر آئے۔

۲۔ حضرت ابن عباسؑ نے مزید کہا کہ پھر "اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو سورہ توبہ دے کر بھیجا۔ پھر اس کے پیچھے حضرت علیؑ کو بھیجا، انہوں نے اس

نیک ہے میرے سامنے مناسب نہیں ہے جس کے کہ تو میرا قائم مقام ہو کر یہاں

بیٹا۔

۸۔ اس میں نے بیان کیا کہ: حضرت علیؑ سے رسول اللہ ﷺ کے فرمایا کہ تو میرا بیٹا (دوست و محبوب و آقا) ہے مہم مسلمان ہو اور مسلمان عورت کا۔

۹۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد (کے محفل سے ملے ہوئے مکالموں) کے دروازے بند کر دیئے تھے حضرت علیؑ کے ۱۰۰ رے کے سوا تو وہ حالت چنیت مسجد میں داخل ہوتے تھے اسی لئے کہ وہ اہل کار و تہ قیور اس کے سوان کا اور کوئی دوسرا راستہ تھا۔

۱۰۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کیا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں جس کا آقا ہوں تو اس کا آقا علیؑ بھی ہے (حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے شروع میں یہ تھا کہ وہ حضرت علیؑ سے حاصل کیا کریں گے مگر چند ہیے بعد اعلیٰ میں بیان کر دینے جو آپ کے لئے ثابت ہیں اگرچہ اور بھی ان میں شریک تھا۔)

۱۱۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ ہم کو اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں یہ خبر دی ہے کہ وہ اصحاب کثیرہ سے رضی اور خوش ہے رہی جس کو کہ۔ رحمت سے پیچہ بیت کی قسم میں حضرت علیؑ ہی تھے۔ ہر اللہ نے جو کچھ ان کے دلوں میں تھا جان لیا۔ تو کیا اللہ نے ہم کو ایسی خبر دی ہے کہ اس کے بعد اللہ ان سے یعنی حضرت علیؑ سے ناراض ہو گیا ہے؟

۲۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں، نبی اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب کہ انہوں نے یہ تھا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس صلیب بن اہل جنتہ کی گردن مار دوں۔ فرمایا تو آپ کرے گا اور تجھے یہ خبر نہیں گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے دلوں پر بھانک کر یہ فرمادیا کہ اب تم جو عمل چاہو کرتے رہو (میں تمہاری مغفرت کر چکا ہوں اور حضرت علیؑ بھی اہل بدر میں سے ہیں)۔

۱۳۔ حاتم نے حضرت باہرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ حضرت علیؑ بن ابی طالب کو ایسی تیر فنیستیں دی گئی ہیں کہ ان میں سے ایک غضبیت بھی مجھے مل جاتی تو وہ میرے لئے نریخ رہتا کہ انہوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ آپ سے کہا گیا کہ سے امیر المؤمنین وہ کیا ہیں کہ کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے ساتھ ان کا نکاح ہونا دراصل کار رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں رہنا کہ ان کے لئے اس میں وہ بات حلال ہے (یعنی رحمت جنت است مسجد میں داخل ہونا) جو ان کے ہی لئے حلال ہے۔ اور غزوہ بخیر ۱۱۔ جہنم۔

۱۴۔ عالم نے حضرت ابی عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ میں چار ایسے فضائل ہیں کہ وہ عربوں میں سے کسی میں نہیں ہیں ۱۔ وہ تمام عرب اور عجم میں سے پیسے فقیہ ہیں جہاں سے سے پہلے رسول اللہ ﷺ تھے اسے ساتھ نہ رہا ہی ہے۔

۲۔ اور وہ ایسے فقیہ ہیں جن کے ساتھ ان کا جہنم ابھر مگر کہ میں رہا ہے۔

سورہ ۱۱۰ فصل تین صوبوں نے (جنگ اعدائے میں) حاکم کی آغوش میں آپ ﷺ کے ساتھ مہر کیا تھا۔
۲۔ میں ۱۰۰ ایسے فصل ہیں جنہوں نے: حضرت ﷺ کو غسل دیا تھا اور قبر میں داخل کیا تھا۔

۶۔ حضرت علیؑ کو بڑا بھلا تھا:

حاکم نے ابو امیہ شبنم حضرت علیؑ سے روایت کی کہ انہوں نے ابو عبد اللہ جعدی سے کہا کہ کیا تم میں رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا جاتا ہے، کہتے ہیں کہ میں نے کہا معاذ اللہ یا سحان اللہ یا کوئی اور سی حرف کا کلمہ۔ رسولی کہنے لگا کہ حضرت مسلمانوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے "جس نے علیؑ کو برا بھلا کہا۔ اس نے مجھے برا بھلا کہا۔"

اسی طرح ابو بکر بن حبیب اللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ کہ شام والوں میں سے ایک شخص آیا وہاں نے حضرت ابن عباسؓ کے سامنے حضرت علیؑ کو گالی دی تو حضرت ابن عباسؓ نے اس کو پتھر مارا کہ کہ اے دشمن خدا تو نے رسول اللہ ﷺ کو ایذا دی، اللہ تعالیٰ سے قسم پاس میں فرمایا ہے

إِنَّ اللَّهَ لَمَّا ذُكِرَتْ إِلَيْهِ ذُنُوبُهُ لَعَنَهُ اللَّهُ وَجَعَلَ جُودَ لُوكٍ لَّهُ تَعْنٍ أَوْ اسْ كَعِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی (۳۳:۵۷)

ہے اور ان کے لئے رُسوا کر دینے والا طراب تیار کر رکھا ہے
کہ رسول اللہ ﷺ موحود ہوتے تو قہر ہی اس بات سے ان دیکھی ایذا پہنچتی۔

۷۔ حضرت علیؑ کے لیے جنت کا محفوظ خزانہ:

حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ میں نے جنت میں ایک محفوظ خزانہ ہے اور بادشاہ قوس کی دونوں جانب والا ہے، عذراۃ (انجمنی عورت پر انکی) اتھاقیہ) نظر سے بعد وہ سری (۱) راوی) نظر نہ ڈال۔ یہی تو قہر سے لئے معاف ہے، دوسری کا حقے حق نہیں

۸۔ حضرت علیؑ عرب کے سردار:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ سے کہ "میرے پاس عرب کے سردار کو لاؤ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یا آپ عرب کے سردار، فصل ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور علیؑ عرب کا سردار ہے۔

۹۔ ہاگاؤ نبوت سے حضرت علیؑ کے ساتھ حساسی ماحول:

عبد اللہ بن عمرو بن عبد جحفی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ جب میں رسول اللہ ﷺ سے وال

کہ حق تعالیٰ آپ ﷺ کو عطا کرتے تھے اور جب میں خاموش ہوتا تو آپ ﷺ خود مجھ سے بات کرتے تھے۔

۱۰۔ حضرت علیؓ کا مسجد میں کھٹنے والا دروازہ:

حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے بہت سے لوگوں کے دروازے مسجد نبوی شریف میں گذر گاہ کے طور پر ٹھٹھتے تھے، ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا کہ حدیث علیؓ نے سوا تمام لوگوں کے دروازوں کو بند کر دو۔ اس بارے میں جب لوگوں نے سلام کیا تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا ماجد قیامی میں علم دیا ہے کہ تمام لوگوں کے دروازوں کو بند کر دیا جائے حضرت علیؓ کے دروازے کے سوا۔ تو اس بارے میں تم میں سے جو لوگوں نے اعتراض کیا ہے۔ حدیثی قسم میں نے زخود نہ تو کسی کو بند ہے کیا وہ نہ خواہے۔ لیکن مجھے ایک بات کا حکم دیا گیا تو میں نے اس کا اتباع کیا۔

۱۔ حضرت علیؓ کا دروازہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے جو شہر میں پانے کا ارادہ کرے تو اس کو دروازے پر آنا چاہئے۔

۱۲۔ حضرت علیؓ کی بیوی:

حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میری زندگی کی طرح زندگی گزارے اور میری موت کی طرح کی موت مرے اور ہمیشہ کی جنت میں رہے جس کا مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ علی بن ابی طالب کی بیوی کرے کیونکہ وہ تم کو سیدھے راستے سے جنت لے دے گا اور نہ مگر ایسی میں داخل کرے گا۔

۱۳۔ منافقوں کی پہچان:

حضرت ابو زبیر سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ہم منافقین کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب سے، انہار سے پیچھے رہ جائے سے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ بعض رکھنے سے پہنچتے تھے۔

۱۴۔ حضرت علیؓ نے نہ مگر تھے:

حضرت ابو زبیر سے مروی ہے کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ﷺ نے مجھے حضرت علیؓ بن ابی طالب کی روایت میں اسے دیا ہے اور وہ فقیر ہیں جن کے پاس کچھ مال و دولت بھی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے فاطمہ کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ اللہ عزوجل نے قرآن میں ان کو جھانک کر دیکھا اور پھر دو بیویوں کو برگزیدہ بیان دونوں میں سے ایک تیرا آپ ہے اور دوسرا تیرا شوہر۔ حضرت علیؓ سے یہ آیت کے بارے میں مروی ہے

۱۶۔ حضرت علیؑ اُٹھ کے محبوب ہیں:

حضرت نس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی کہ تا حد ایک مرتبہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا اور پیش کیا کیا۔ تو آپ ﷺ نے کہا یا اللہ میرے پاس ایسے شخص کو بھیج دیجئے جو آپ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہو اور میرے ساتھ اس گوشت میں سے کھائے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اسے اس میں کہا کہ یا اللہ خدا میں سے کسی شخص کو بھیج دے اور اسے اس کا صداق بنا دے۔ پھر علیؑ آئے تو میں نے (ہر بی بی پر) ان سے کہہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی کام میں گئے ہوں۔ (وہ چلے گئے اور) پھر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دروازہ کھول اے۔ تو وہ دروازے (حضرت علیؑ) نے اپنے حاضر نہ ہونے اور اس کو روک دینے کے لئے کھلا کر دیا (تو میں نے) (مجھ سے) کہا کہ تو نے جو چاہا اس پر اس پر کس چیز نے تجھے آزاد کیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ ﷺ کی امان کو من یا تھا تو یہ۔ اس نے چاہا کہ اس شخص میری قوم میں سے ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیش آدمی و اپنی قوم سے محبت ہوتی ہے۔ ترجمہ نے لکھا ہے کہ یہ حالت "میت" ہے اور عام اس کی سندیں لائے جس سے یہ خالص غرابت سے لکل گئی ہے۔

بَعْدَ مَا أَتَى الْمَدِينَةَ وَكَانَ قَبْلَهُ هَذِهِ أَفْهَمُ وَأَكْبَرُ وَأَمَّا هَذِهِ (نہی) ہیں (۱۳۱ء)

حضرت علیؑ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مندرجہ میں ہادی ہوں۔

۱۵۔ ہر گاہ نبوت میں حضرت علیؑ کا مقام:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب غضب ناک ہوتے تو سوائے علیؑ بن ابی طالب کے ہمیشہ سے کسی کو یہ برکت نہ ہوتی کہ آپ ﷺ سے کلام کرے۔ اور حضرت سلمانؓ سے۔ وہاں سے کہ ایک شخص نے سنا ہے کہ آپ کو حضرت علیؑ سے اتنی زیادہ محبت کیوں ہے؟ تو نہیں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ "جس نے علیؑ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علیؑ سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔"

حضرت ابن ہریرہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ اپنے اصحاب میں سے چار افراد سے محبت کرنے کا حکم دیا اور مجھے خبر دی کہ وہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ حضرت زیدؓ کہتے ہیں کہ ہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں ہم میں سے ہر ایک اس کا خواہشمند ہو گا کہ وہ ان میں سے ہو۔ تو فرمایا کہ یا رکھو کہ علیؑ ان میں سے ایک ہے پھر فرمایا سمجھو کہ علیؑ ان میں سے ہے۔ پھر آپ ﷺ کا خوش ہو گئے۔

۷۔ حضرت علیؑ سے نجات رکھنے والوں کے لیے بشارت:

حضرت امین یا سر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ حضرت علیؑ سے فرما رہے تھے کہ اے علیؑ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے تجھ سے محبت کی اور جو تجھ سے ملے رہا اور مذہب ہے اس شخص کے لئے جس نے تجھ سے دشمنی کی اور تیرے پاس سے نہ بچتا ہے۔

اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے پہلا شخص جو میرے پاس حوض کوثر آئے گا وہ تو میں سے ہے پیسے جو اسلام لایا وہ علی بن ابی طالب ہے۔ اور حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے کہ سب سے پیدا ہوا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسلام لایا وہ حضرت علی بن ابی طالب ہیں۔ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ حضرت فاطمہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اور فرمایا کہ میں تو یہ سونے والا یعنی علیؑ اور وہ دونوں جنتی ہیں اور حسین قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے۔

۱۸۔ جنت تین افراد کی مشتاق ہے:

اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت تین آدمیوں کی جنتی علیؑ اور زکریاؑ اور سلمانؑ کی مشتاق ہے۔

۱۹۔ حضرت علیؑ جنت میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ہوں گے:

حضرت ابن ابی دؤی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ میں اپنی امت میں سے جس کا بھی مکان کروں یا اس سے نکال کر دوں وہ میرے ساتھ جنت میں ہو، تو اس نے مجھے (یہ بات) عطا فرمادی، اور عبد بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر علیؑ کے بارے میں تین باتوں کی وحی کی گئی ہے کہ وہ مومنین کا سردار ہے، متحین کا پیشوا ہے۔ سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کو کھینچ کر لے چلے والا (یعنی صالحین کا رہبر) ہے۔

اور حضرت علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ ہم نے حج کیا پھر ہمارا مدینہ منورہ میں حضرت حسن بن علیؑ کی طرف چلا، ہمارے ساتھ سواہ بن خدیج تھے، حضرت علیؑ نے غاف بہت بد زبانی کرتے تھے، حضرت حسنؑ نے کہا کہ تو حضرت علیؑ کو بہت کاٹا کر دینا چاہتا ہے تو اس نے کہا کہ اللہ میں یہ نہیں کرتا فرمایا کہ اگر تو ان سے ملے اور میں نہیں ملان کہ تو ان سے قیامت کے دن ملے گا تو تو ان کو رسول اللہ ﷺ کے حاضر پر (آپ ﷺ نے ارشاد کیا)۔ کامن لعین کے جہنم کو آپ ﷺ سے روکتا ہوں۔ ان کے ہاتھ میں حوض (ایک دریا) کی ایک لاشی ہوگی۔ مجھ سے یہ بات سچ ہوئے۔ اس نے بیان کی جس کے صدق و ثبوت وہی جانتی ہے حضور نبی کریم ﷺ پر جس نے فقرہ کہی اور پڑھا ہو۔

۲۰۔ حضرت علیؓ کو سکھائی جانے والی خصوصی دعا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "مومن! میں تجھے ایسے علم دے سکھائیں کہ اگر تیرا کاروبار کرے تو تیری مغفرت کرانی ہو گی۔" اس بات کے کہ حیرتی مغفرت ہو چکی ہے۔

[illegible]

پروردگار سے اور تم غیب اللہ کے ہے
 ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۲۱۔ حضور سنی علیہ السلام کے دنیا میں سب سے آخری ملاقاتی:

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس ذات کی قسم ہے جس کے نام پر میں حلف اٹھاتی ہوں کہ (رسول اللہ ﷺ کے (صال سے قبل) آپ ﷺ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف حضرت علیؑ تھے۔ اس روز صبح سویرے ہم نے رسول اللہ ﷺ کی عیادت کی اور آپ ﷺ فرماتے رہے کہ کیا علیؑ آیا، کیا علیؑ آیا۔ یہ الفاظ آپ ﷺ نے کئی مرتبہ فرمائے۔ تو حضرت کاظم رضی اللہ عنہ نے کہا تاہم آپ ﷺ نے اس کو کسی کام کے سے بھیجے۔ کئی ہیں۔ پھر ساتھ دیر کے بعد

حضرت علیؓ تھے۔ حضرت امیر المومنینؓ یہاں کہ میں نے کہا کہ آپ ﷺ کو حضرت علیؓ سے کوئی خاص کام ہے؟ ہم سب یہاں سے باہر نکلیں اور وارے۔ چلے جائیں۔ میں یہ نسبت اس کے دروازے سے زیادہ قریب تھی تو (میں نے) دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ کی طرف زیادہ ٹھک گئے اور ان سے مشورہ کرتے رہے اور میں سے سرگوشی کرتے رہے پھر رسول اللہ ﷺ اسی دن نکلتے فرما گئے تو آپ ﷺ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف حضرت علیؓ تھے۔

۲۲۔ جنت میں حضرت علیؑ کا بیٹا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ ﷺ میرا چچا تھے بھڑے ہوتے اور ہم دین کے گلیوں میں چل رہے تھے، اسی دوران میں ہمارا گندہ ایک باغیچے کے قریب سے ہوا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ باغیچہ کیا چھو ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مدت میں تم باغیچے میں سے محسوس کیا کرو یا چھو ہے۔

۲۳۔ حضرت علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حق کے چرے کی طرف انہیں دعوت ہے۔

۲۶۔ حضرت علیؑ کو گمراہی اور سرائی کا حس نہ ہونے کی وجہ:

امام سانی نے عبدالرحمن بن یحییٰ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت علیؑ سے کہا: "وہ اس وقت جس کے ساتھ جا رہے تھے کہ لوگ آپ کی سہاگت سے تنہا رہتے ہیں کہ آپ سرائی میں اداہر یک پکڑوں میں لپکتے ہیں جبکہ گرمی میں سخت اور کڑھے پکڑوں میں لپکتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ کیا تو ہمارے ساتھ خیر میں نہیں تھا تو انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں میں وہاں تھا کہا کہ (واقعہ یہ سو تھا) کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو بھیجا اور ان کے لئے مہنڈ اتیار کیا جبکہ اپنے آپ کو چھوڑا اور وہاں آگئے۔ اور حضرت عمرؓ کو بھیجا اور ان کے لئے مہنڈ اتیار کیا پھر وہ بھی لوگوں کے ساتھ آگئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں کل ایک ایسے شخص کو چھوڑا، وہاں کا جو اللہ اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ محبت کرتا ہے اور وہ بھانسنے والا نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور اس وقت میری دونوں آنکھیں ڈھری تھیں تو آپ ﷺ نے میری آنکھوں میں اپنا صابن لگایا اور کہا کہ اب اللہ گرمی اور سردی کی لذت سے تو اس کے لئے کافی ہے چاہے حضرت علیؑ نے کہا کہ اس کے بعد سے نہ میں نے گرمی کی تکلیف محسوس کی اور نہ ہی سردی کی۔

۲۴۔ خانوادہ نبویؐ سے لڑائی اور ضلحی حقیقت:

ابو۔ حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے: وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے فرمایا کہ جس سے تمہاری عورتی ہے اس سے بری لڑائی بھی ہے جس سے تمہاری صلح ہے اس سے میری بھی صلح ہے۔

۲۵۔ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؓ سے نبی کریم ﷺ کی محبت:

ابو۔ حضرت بربدؓ سے روایت ہے: کہ عورتوں میں سب سے زیادہ محبت رسول اللہ ﷺ کو حضرت فاطمہؓ سے تھی اور مردوں میں حضرت علیؑ سے۔

حضرت نجیح بن عبیدؓ سے مروی ہے: وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ ہم المومنین حضرت عائشہؓ کے یہاں گیا تو میں نے حضرت عائشہؓ کی آواز کو پردے کے پیچھے سے سنا۔ اور میری والدہ حضرت عائشہؓ سے حضرت علیؑ کے بارے میں سوال کر رہی تھیں تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ تو مجھ سے یہ شخص کے بارے میں پوچھ رہی ہے کہ والدہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتی جو رسول اللہ ﷺ کو ان (حضرت علیؑ) سے زیادہ محبوب ہو اور نہ زمین پر کوئی ایسی عورت ہے جو رسول اللہ ﷺ کو ان کی زواج (یعنی حضرت فاطمہؓ) سے زیادہ محبوب ہو۔ ان تمام احادیث کو معدرک میں حاکم نے روایت کیا ہے۔

محمد بن اسماعیل بن ریحہ سے انہوں نے چنے والہ سے روایت کی ہے: کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے علیؓ! تو قیوم ۱۱۷ ہے اور میرے بیٹوں کا باپ ہے،
میں تجھ سے بول دو، تو مجھ سے نہ۔"

۱۰۔ حضرت علیؓ کی صحت کے لیے رہبان نبوت سے نکلنے والی دعا:

سیدنا بن عبد اللہ بن عمارؓ نے اہل بیتؓ سے اپنے دعا ۱۱۸ سے روایت فرمائی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے
میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ جب آپ ﷺ میرے محلہ پہنچے تو آپ
بواحق تو آپ ﷺ نے میرے پہلو پر ایک لکائی، پھر مجھے اپنا ہاتھ احاطہ فرمایا اور فرمایا کہ
مجھے کچھ سکون ہو گیا ہے تو مسجد کی طرف نماز پڑھنے کے لئے چلے گئے۔ پھر جب
نماز ادا کر چکے تو آپ ﷺ وہیں تشریف لے گئے مجھ پر سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا کہ
اے علیؓ! تم اور میں اٹھ تو میں صحت و بے ہو چکا تھا، گویا مجھے پیسے کوئی بیماری ہی نہ تھی
پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی نماز میں اپنے رب سے جو چیز بھی مانگی وہ اس
نے مجھے عطا کی اور میں نے اپنی ذات سے لئے جو کچھ بھی سوال کیا وہ میرے لئے بھی
کیا۔

اس سرگوشی کرنے کے لیے صدقہ کے حکم کی منسوخی میں حضرت علیؓ کا
کردار:

حضرت علی بن علقمہؓ سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہے: کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

بِأَنَّهَا الْكَلْبُ الْأَعْمَىٰ، وَإِنَّا لَنَجِدُهُ الْوَسْوَٰنَ
وَقَدْ كَلَّمَا نَزَلَ بِدَعَايِ نَجْوَىٰ كُفْرًا ضَلَقْنَا
(۵۸:۱۳)

اے ایمان والو! جب تم ہمارے
رسول ﷺ سے سرگوشی (کرنے کا ارادہ)
کیا کرو تو اپنی اس سرگوشی سے پہلے
(مسکین کو) کچھ خیرات ادا کر دو۔

تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "وہ لوگوں کو حکم
دے رہے ہیں کہ تم کو کتا یا رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ ایک ایمان
حضرت عثمانؓ نے جانا۔ تاہم اس کی طاقت نہیں دیکھتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ
پھر کہنے کی طاقت سمجھتے ہیں۔" انہوں نے کہا ایک حدیث کہ ان سے رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا کہ تو تو بہت جھٹلا رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا
بِأَنَّهَا الْكَلْبُ الْأَعْمَىٰ، وَإِنَّا لَنَجِدُهُ الْوَسْوَٰنَ اِجْعَلْ اِيَّامَ بَنِي سُرَكُوشٍ مِنْ قَبْلِ خَيْرَاتِ
ضَلَقْنَا (۵۸:۱۳)
دینے سے ڈر گئے۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کرتے تھے کہ اس عمن غنیمت میری اچھ
سے کی گئی۔ (اس آیت کا شراہ یہ تھا کہ مدینہ منورہ کے حاشیہ بنی عقیلہ جاتے اور
انہیں خصوصاً مسلمانوں پر عیب بھانے کے لئے ہی اکرام ﷺ سے سرگوشی میں ملے)

شرعاً، اپنے اور اس کے پیچھے کون مقلی مقصد کا ارادہ نہ ہوتا اس سے یہ شرط تیار کہ جو لوگ آپ ﷺ سے رگوئی کرنا چاہتے ہیں، اپنے مدعی بن لیں چنانچہ منافقین حدیث کر کے میں گزارتے اور وہ اس حکم کا مقصد خدا کا صل ہو گی اس لئے یہ کوئی امر کے بعد یہ شرط مسوخت کر دیا گی، جس میں مذکور بہت سے معصوم ہوتا ہے کہ مسوئی کے سلسلہ میں حضرت علیؑ کی رائے کی افی اکی نہ تھی یہ تو علیؑ

۳۲۔ خوادہ نبوی ﷺ سے محبت کرنے والے کا مقام:

اہم قرطبی، اور عبد اللہ بن احمد نے روایت کیا ہے کہ اس حدیث میں اہل بیت کے سلسلہ روایت سے روایت کی ہے دونوں کہتے ہیں: کہ ہم سے حضرت علیؑ کی شخصیت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں علی بن جعفر بن محمد نے کہا، کہ مجھے خبر دی میرے بھائی عباس بن جعفر بن محمد نے اپنے والد جعفر بن محمد سے نبیوں نے اپنے والد محمد بن علیؑ سے انہوں نے اپنے والد علی بن حسین سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا علی بن ابی طالب سے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن اور حضرت حسین کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں سے اس کے باپ اور ان کی ماں سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے اور ج میں ہو گا۔

۳۳۔ حضرت علیؑ کی شہادت پر حضرت حسن کا خطبہ:

اور احکم نے سادات اہل بیت کے سلسلہ روایت سے روایت کی کہتے ہیں، ہم سے ابو محمد بن الحسن بن محمد بن یحییٰ بن ابی طہر عقیلی حسنی نے روایت کی کہ ہم سے اسماعیل بن محمد بن احق بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین نے روایت کی کہ کہ

مجھ سے میرے چچ علی بن جعفر بن محمد نے روایت کی کہ مجھ سے حسین بن ربیع نے، عمر بن علی سے روایت کی، انہوں نے اپنے والد علی بن حسین سے: وہ کہتے کہ حضرت حسن بن علیؑ نے جب کہ حضرت علیؑ شہید کئے گئے لوگوں کو مخاطب کیا۔ تو وہ کی حمد و ثناء کی پھر کہا کہ آج رات اس شخص کی وفات ہو گی جن سے پہلے لوگ کسی عمل میں مسکت نہیں لے گئے اور نہ حد والے ان کے مرتبہ کو پہنچے اور رسول اللہ ﷺ کہنا جھنڈا ان کو دیا کرتے تھے تو وہ جنگ کرتے تھے اور حضرت جبرئیل ان کے دائیں طرف اور حضرت میکائیل ان کے بائیں طرف ہوتے، جو اس وقت تک وہیں نہیں ہوتے تھے، تا آنکہ اللہ تعالیٰ ان کو فتح نہ دے دیتا تھا۔ اور زمین پر انہوں نے نہ تو سونچوڑا اور نہ چاندی سونے سات سوار بہوں کے جوان کے وظیفہ میں سے کئے گئے تھے، ان کا رد تھا کہ اس سے پہلی نبی کے لئے کوئی خادم خریدیں گے۔ اور ہم نہائی سے اس حدیث کو دوسری سند سے روایت کیا ہے عازما لہذا، تک نقد (یعنی پہلی ہائی نے) نے کوئی خدمت خریدیں گے، تک۔

پھر کہا کہ اس کو جو بھی پہچانتا ہے، وہ تو پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ جان لے کہ میں حسن بن علیؑ ہوں، میں نبی ﷺ کا پوتا ہوں میں وصی کا بیٹا ہوں، میں بشیر کا بیٹا ہوں، میں غریب کا بیٹا ہوں، میں اللہ کی طرف اس کے علم سے دعوت اپنے لئے کا بیٹا ہوں، میں رشتہ پیچھے نے اسے چرنا کا بیٹا ہوں اور میں اس گھر و دیں میں سے ہوں کہ حضرت جبرئیل ہماری طرف مائل ہوا کرتے تھے اور ہمارے ہی پاس سے اوپر چڑھ کرتے تھے، میں ان گھر و دیں میں سے ہوں جن سے اللہ تعالیٰ نے

گند کی کہار کی اور ان کو کامل طور پر پاکیزہ کر دیا۔ اور میں ان گھوڑوں میں سے ہوں
جنہاں سے جھٹ کر کے اللہ سے ہر سہماں پر فرض کیا ہے چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ
نے فرمایا:

وَمَنْ يَشْكُرْ فَكُنْ حَسْبُكَ لِيْ ذَلِكُمْ فَطُفْتُ عَنْكَ ۚ
(۴۲:۴۳) میں اور خوبی دیکھ کر دے گا تو ہم اس

تو اقرب حنہ (نگلی کا کانا) اہل بیت کی محبت سے

[اس روایت کا یہ مقدمہ کر سکیں کہ اقرب حنہ سے مراد صرف اہل بیت کی محبت ہے۔ بلکہ
مقدمہ واضح کر رہے کہ اہل بیت یعنی امام باقر سے محبت کرنا بھی ہوں قمر حنہ یعنی نگلی
کمانے میں شامل ہے اور یہ عمار کی دوسرے حادہن کو اس میں نہیں کہ اس سے محبت ہو۔ بھی
نگلی کمانے کے دوسرے میں شامل ہو۔]

۳۴۔ انصار کے ہاں منافقوں کی پہچان:

امام ترمذی نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ ہم
انصاروں کی جماعت منافقین کو کسی عداوت سے پہنچاتی تھی یعنی حضرت علی بن ابی
طالب کی ساتھ ان کے بعض کی وجہ سے۔

اور حضرت ام سلمہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا
کرتے تھے علی سے کوئی منافق محبت نہ کرے گا اور کوئی مومن ان سے نبھیں نہ رکھے
گا۔

۵۵۔ حضرت علی سے نبی کریم ﷺ کی سرکوشی:

حضرت عائشہ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ کا حلف میں
حضرت علی کو بلا دیا۔ وہ اس سے سرکوشی کی تو وہ اس نے کہا کہ آپ ﷺ کی سرکوشی
اپنے بچے کے بیٹے کے ساتھ ہوگی تو اس سے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے
اس سے سرکوشی نہیں کی لیکن اللہ نے اس سے سرکوشی کی ہے۔

۵۶۔ حضرت علی کے لیے خاص اعزاز:

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی میرے اور تجھے سے سو کسی کے سنے
حلاں ہیں کہ تیرے مسجد میں جنات کی حالت میں جائے۔ کہا گیا کہ اس کے معنی یہ ہیں
کہ گن گننے والے یہاں حلاں ہیں کہ بحالت جنات مسجد کو راست بنائے سوئے
میرے اور سنے چرے۔

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد
نبوی شریف میں ٹھہرے والے تمام لوگوں کے بندہ کر کے کا حکم دیا سو انے حضرت
علی کے دروازے کے۔ [بعض روایت میں حضرت ابوبکر کے معنی دیا اور ان کا ذکر بھی
آتا ہے۔ لیکن حضرت علی کے ہے اس سے اسے کا وہ مسجد میں جائے کی حالت کا ذکر
ہے۔ جبکہ حضرت ابوبکر و معنی اور ان کا ذکر مسجد میں کھولنے کی حالت کا ذکر ہے۔]

۳۷۔ حضرت علیؑ سے محبت و دشمنی:

عزت علیؑ سے مردی ہے کہتے ہیں: کہ مجھ سے بی زہر ملنے کا فیصلہ ہی اسی نے کھولی کر کیا۔ یہ کہ یہ محبت ہے کہ قبو مومن لے سو کوئی محبت نہیں کرے گا اور قہر سے منافق کے سوا کوئی دشمنی نہیں کرے گا۔

۳۸۔ حضرت علیؑ کی زندگی کے بے ذلت:

حضرت سعیدؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فکر رواں کیا جن میں حضرت علیؑ بھی شامل تھے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہوں ہاتھ غصے ہوئے یہ کبر رہے تھے کہ یہ اللہ مجھ سے وقت تک موت نہ دیجئے گا جب تک کہ علیؑ کو آپ مجھ سے نہ دکھ دیں۔

حضرت شہ ولی اللہ کا حضرت علیؑ کے اوصاف پر تبصرہ

۱۔ شجاعت و حمیت وغیرہ:

اصل نام یہ ہے کہ حضرت علیؑ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے لغز اہل کفر کا یہ جس حواس ہے کہ اصل جہت میں آپ اپنے اہلِ اہلِ قویہ رکھتے تھے جو مالی بہت جو اس مردوں کے ہوتے ہیں یعنی شجاعت قوت و حمیت اور وہ تو بخشش خداوندی نے ان تمام اہلِ اہلِ کفر کو اپنی رضا کے کاموں میں صرف کیا اور انہیں خلق سے جو آپ رکھتے تھے فیضِ ربانی کی اس کے ساتھ تیسر شریک سے ایک مقام پیدا ہو گیا۔ در اہلِ اہلِ کفر سے عقائد کے پیدا ہونے کی بحث حضرت فاروقِ عظیم کے مناقب میں واضح کی

جہاں ہے۔ در اہلِ اہلِ کفر میں ہے کہ جب آپ جیتے تھے تو ہجو (کے کو یا اہلِ کفر) جیتے تھے اور جب کسی شخص کا ہجو پکڑ لیتے تھے تو اس کا مرد نہ کر دیتے تھے در اس میں یہ استطاعت نہ رہتی کہ وہ اس نے سکے اور وہ فریبی کے قریب تھے۔ زوردار کٹی اور ہاتھ والے تھے۔ اور جب لڑنے کے سے جیتے تو ہجو زوردار سے بڑھتے آپ نہایت دیر اور نہایت طاقت ور تھے۔ جب بھی کسی سے کشمی لڑی تو اس کو بچھڑ دیا۔ وہ بدور استے تھے کہ جس سے بھی مقابلہ ہو آپ (اللہ کی نعمت سے) فتح یاب ہوئے۔

۲۔ وفاداری:

آپ کے اخلاق قویہ میں سے ایک وقت جس جب فیضِ خداوندی سے آپ کے اس اخلاق کو مہذب کر دیا تو آپ کے لئے "مقامِ محبت" مسلم ہو گیا۔ جو اتر ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل ایک ایسے شخص کو مہذب دوں گا جو نہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب کرتا سے در اللہ اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے در جہلہ حضرت علیؑ کو دیا۔

۳۔ دھکیل دینا دشمنوں کو:

آپ کے ایسے ہی اوصاف میں سے ایک محبت یہ ہے کہ آپ اپنے ہم چشموں کے ساتھ مقابلے میں اور دشمنوں کو لڑائی میں داخل دیتے تھے۔ فیضِ خداوندی نے اس وصف کو اس کی ساری مسلمانوں میں صرف فرما دیا اور آخرت میں عجیب شہرہ اس سے پیدا ہو گیا۔ اور یہ آج بھی

ہدایہ خضعہم الخاضعوا لہ بنی ہاشمہ یہ دو طریق ہیں جنہوں نے اپنے رب سے
(۱۲۳:۱۹) بارے میں ہاتھ پٹا کر لیا۔

ان کی اور ساتھیوں میں شامل ہوئی ہے۔

امام بخاری نے روایت کی کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے:
انہوں نے کہا کہ میں سب سے پہلے دووں۔ فوراً کے علیؓ پھر کر اللہ تعالیٰ کے سامنے
قیمت اس کے پانچ مقدمہ پیش کروں گا۔ (۱) کہ میں نے میرے ساتھ ایک
انسان بدسلوکی کی۔

حضرت قیسؓ فرماتے ہیں کہ انہی کے بارے میں یہ تین نادر پہلی حدیث خطیب
"ع" جتنی کہ یہ دو دنگ ہیں جو جنگ بدر میں ایک دوسرے کے مقابلے میں لگے۔
حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت حمیدؓ یا ابو سعیدؓ بن ابی رث اور شیبہؓ بن ربیعہ
قتیبہ اور الہدیہ بن حنظلہ۔

۳۔ کھردرا پن اور شمشیر برہند ہونا:

حضرت علیؓ کے اوصاف میں سے ایک وصف ان کا ہر پہن، شمشیر برہند
ہونا اور کسی کی پرواہ نہ کرنا۔ یہ عزم کو لوگوں کی خواہش اور حرمت کی وجہ سے نہ
توڑتا ہے۔ اور بخشش خداوندی نے ان کے اس وصف کو نبی من اسلحہ اور حفاظت
بیت المال میں شرف کیا۔

حاکم نے حضرت ابو سعیدؓ حدیث سے روایت کی ہے دو کہتے ہیں: کہ لوگوں
نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت علیؓ بن ابی طالب کی شکایت کی۔ تو آپ ﷺ ہم

میں خطبہ دینے کے لیے عزت ہوئے۔ میں نے ان کو کہ آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے
کہ اے لوگو علیؓ کی شکایت نہ کرو کیونکہ اللہ کی بات اور اللہ کی راہ میں کچھ سخت
ہے۔

ابو حمزہؓ نے حضرت علیؓ بن کعب بن جراح سے روایت کی انہوں نے اپنے والد سے
کہہ دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ علیؓ حدیث کے بارے میں سخت
ہے۔

۵۔ اپنے دشمن کی تکمیل کرنا:

ان کے اوصاف میں سے ایک اپنی قوم اور اپنے بچاؤ کی محبت و محبت میں
مثلاً آپ کے کارکنی کو چور کرنے کا جرم کرنا اور اس کی مدد میں ہمت قویہ کو کام
میں آنا ہے۔ زیادہ تر یہ خصلت شریف لوگوں میں پیدائشی جاتی ہے۔

نبیؐ قبیلہ بنی نے اللہ کا کلمہ نہ کرنے کا اصرار ان کے اس کے خدا کا، تو
علیؓ اور جمعیہ اہل حق نے اس سے اس (اعیہ) کی خدمت کی اور اس معلوم
حق کو خوب واضح کر دیا۔ لیکن امام مہتمم حاصل ہو گیا کہ جس کی تعبیر رسول
اللہ ﷺ کی اذیت اور آپ ﷺ کی اذیت سے اور لفظ اسی اور اس کی اور ان کی
بائند الفاظ سے کی جاتی ہے

حاکم نے حضرت بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
کہ تم میں سے دیا اور آخرت میں من میرا ساتھ دے گا پھر آپ ﷺ نے اس
میں سے ہر شخص سے کہا کہ تم میں سے کون دینا اور آخرت میں میرا ساتھ دے گا

تو ہر ایک نے کہا کہیں ہم ایسا نہیں کریں گے یہاں تک کہ آپ ﷺ میں سے
تکلیفیت (یہ سوال کرتے سوئے) گزر گئے پھر حضرت علیؓ نے کہا کہ میں
آپ ﷺ کا ہوا۔ آخرت میں ساتھ دوں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابراہیم
آخرت میں تو میرا دوست اور ساتھی ہے۔ اس حدیث کی تفصیل امام نسائی کی
روایت سے حضرت علیؓ مرتضیٰ کے بارے میں گذر چکی ہے۔

حاکم نے حضرت بن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی
حیات میں حضرت علیؓ کہہ کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
”مَنْ قَاتَلَ أَوْ جَاهَلَ، انْقَلَبَتْ عَلَى عَقْبَائِهِ“
یعنی سوا آپ ﷺ کا مقابلہ نہ کرے
یا آپ ﷺ شہید ہی ہو جائیں تو کبھی تم
لوگ اٹکے پھر جاؤ گے۔ (۱۳۳-۳)

اس کے بعد کہ اللہ نے ہم کو ہدایت کر دی اور اللہ ہم نے نہیں بھریں گے۔
واللہ اگر آپ ﷺ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو جس چیز پر آپ ﷺ کا
قتل کیا ہو گا میں اس پر ضرر قتل کر رہا ہوں کیسا تک کہ میں بھی وفات پا جاؤں
واللہ میں آپ ﷺ کا بھائی اور آپ ﷺ کا دل اور آپ ﷺ کے چچا کا بیٹا ہوں
اور آپ ﷺ کے عم کا وارث ہوں تو مجھ سے زیادہ اس کا حق دار ہونا ہے۔ حاکم نے
ابن اسحاقؓ سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت فخر ابن عباسؓ سے سوا
کیا کہ تمہیں چھوڑ کر حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ سے وارث کیونکر ہو گئے؟ کہا کہ
اس لئے کہ وہ ہم سے پہلے ان سے مل گئے تھے اور ہم سے زیادہ شہادت سے

آپ ﷺ سے ساتھ شہید رہے۔ اس میں تقریر سے دونوں فریق مفرطین (حد
سے زیادہ کی کرنے والے) اور مفرطین (حد سے زیادہ بڑھانے والوں) کا فائدہ ملے
واضح ہو گیا۔ ایک کہتا ہے کہ نعت، حقیقت قوی کی بنا پر غلامی کس ہے۔
دوسرا کہتا ہے کہ استحقاق خلافت میں خود کسی شرط ہے۔ دوسرا غلط

۶۔ زہد اختیار کرنا اور شہوات نفس کو حقیر جاننا:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ دنیا سے بے رغبتی رکھنا اور شہوات نفس کو حقیر
سمجھنا اور ان کے پیچھے نہ پڑنا۔ ابو حمزہ روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ امیر معاویہؓ نے
ہم ان کے ایک شخص ضرارؓ کی سے کہا کہ اے ضرار ہم سے حضرت علیؓ کی صفات
بیان کرو۔ ضرار نے کہا کہ امیر مومنینؓ آپ مجھے معاف ہی رکھیے۔ امیر معاویہؓ
نے کہا کہ تجھے کہنا ہی پڑے گا۔

ضرار نے کہا کہ اب اگر ان کا وصف بیان کیے بغیر چارہ نہیں تو سنئے آپ
اس قدر صفات، سنئے تھے کہ جن کی انتہا رسائی اشارہ ہے، آپ سخت قوتوں
والے تھے۔ فیصلہ نہایت کرتے اور حد کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے، ان کی تمام
اطراف سے طر کے چشمے پھوٹتے تھے اور ان کے سب طرف خلعت پھلتی تھی۔ دیا
اور اس کی چمک سے وہ جا اڑتے تھے رات اور دن اس وحشت سے مانوس ہوتے
تھے، اور اللہ کے ڈر سے بہت آنسو بہنے لگے تھے، گھر (ادات اطاعت حق) میں
مستغرق رہتے۔ ان کو یہ لباس پسند تھا جو چھوٹا ہو اور ایسا کھانا جو موسمی جھوٹا ہو اور ہم

میں عام رخصتوں کی طرف رہتے تھے۔ جب ہم ن سے کچھ سوئیاں کرتے تو ہم کو جواب دیتے تھے، جب ہم یہ پوچھتے کہ نکاح کریں تو ہمارے نکاح کرتے۔

اور ہمارے قصور و خدوئہ کے کہ ہم اپنے سے قریب تر رکھتے اور ہم سے قریب رہتے تھے، ان سے رعب و وحش سے ہماری منت نہیں ہوتی تھی کہ ان سے (بے تکلفی سے) گفتگو کریں اور یہ دوسروں کی تعلیم کرتے تھے اور عربوں کو پس بٹھاتے۔ طاقت و جرات و تعلق پر وہ تارو تار ان سے حمایت کی طبع نہ کر سکتے تھے اور ان کے اوصاف سے کمزور ہوجاتے نہیں ہوتا تھا۔ اور میں کسی دین و دنیا کے دشمن نے ان کو ان کی بعض خاص جگہوں میں جب کہ رات کی تاریکی خوب بچھپائی اور ستارے چھپ جاتے کسی حالت میں خود دیکھ ہے کہ چنی آزمچی چڑے ہونے اس طرح بیچ و تاب کھاتے تھے جس طرح سانپ کا زہر بیچ و تاب کھاتا ہے۔ دوسری طرح روتے تھے جس طرح غمزدہ روتا ہے اور کہتے کہ اے دنیا کی کسی دیکھو کا اے، تو میرا سہارا کرتی ہے یا مجھے لہذا شاق بناتی ہے، میں تجھے تیں ملاؤں، اے چکاہوں جس میں رجوع کی محنت نہیں ہے (تیرا حال تو یہ ہے کہ) تیری عمر تھوڑی ہے اور تیرا حجب حقیر، انہوں نے روز و رات کی اور سزاؤں و دواؤں سے اور راستہ و دھند پر ہے۔ یہ سن کر امیر معاویہؓ روپڑے سے اٹھ اٹھ کر رات بھر گھومتا رہا کہ اے امیر معاویہؓ قسم دے دیا ہے، بلکہ مجھ سے بولے کہ اے خیرات تجھ کو ان کے خیرات کا کس درجہ غم ہوگا میں نے کہا ان عورت کے غم کے برابر جس کے شکوت پہنچے کو ان کی گود میں ڈال کر دیا جائے۔

یہ محمدؐ سے بعد نبی بن ابی ابراہیم سے روایت کی ہے، انہیں کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کو اس حال میں دیکھا کہ گھر سے چمٹے اور ان کے بدن پر ایک رے کے بیٹے ہونے کو سونے کھڑک لگی تھی جس کی تین اقد تھیں کہ اگر سے کھینچا جائے تو انہیں تک پہنچ جائے، اور جب اس کو چھوڑ دیا جائے تو آدھے ہڈوں تک پہنچ جائے۔

۱۔ حضرت علیؑ کی پرہیز گاری اور بیت المال کے بارے میں ان کی احتیاط پسندی:

ان میں سے ایک روایت پرہیز گاری اور مشتبہ چیزوں سے بچنا ہے۔ ابو بکر بن ابی شیبہؓ نے کلثومت حضرت علیؑ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ کئی دفعہ وہ دھم میں نے امیر المومنینؑ کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس بیٹوں دے گئے اور حضرت حسنؑ حضرت حسینؑ نے چاکر اس میں سے ایک بیٹوں اٹھالیا تو انہوں نے اس کے چھوٹے بچے کو چھینا یا چھوٹے سے تعلیم کر دیا۔

اور ابو عمر نے روایت کی کہ وہ تعلیم دوسروں سے بعد میں حضرت علیؑ سے روایت کی کہ وہ فرمایا: "بچے پڑھاتے تھے اور ان کے پاس کہیں سے مال آتا تو اس میں سے کچھ باقی رہ چھوڑتے اور سب تقسیم کر دیتے اور بیت المال میں اس میں سے کچھ باقی نہ رہا۔" یہی وجہ اس صورت کے کہ اس کے تعلیم کرنے سے اس دن تھک گئے ہوں اور کہتے کہ اے دنیا کی کسی دوسرے کو دھوکا دے، اور دہانے میں سے اپنے سے کچھ نہیں رکھتے تھے اور نہ کسی سے کھائے اور مقرب کے

بے شک آپ مانتے ہیں کہ میں سب کو علم نہیں دیا کہ وہ آپ کی مخلوق پر ظلم کریں اور نہ علم دیا کہ آپ کے حق کو ترک کر دیں۔

ابوحنان نے جمعہ اتنی ہی سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے جو کچھ بیت المقدس میں رکھا تھا اس کو تقسیم کر دیا پھر حکم آیا تو اس میں حصہ دینی گئی پھر یہ امید کرتے ہوئے کہ وہ ان کے لئے قیامت سے ان کو بھی دینگے اس میں غار پڑ گئی۔ اور ابوحنان نے عاصم بن کلیب سے انہوں نے اپنے ماپ سے روایت کی ہے: وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے پاس صفہان سے مال آیا تو اس کو سات حصوں (۷) پر تقسیم کیا اور اس میں ایک روٹی ملی تو اس کو بھی سات ٹکڑوں پر تقسیم کر دیا، وہ مال کے سبز و پیر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ پھر ان کے درمیان قرعہ بازی کی کہ ان میں سے کون سا پہلے کر دیا جائے۔

یسی طرح ابو عمرؒ نے معاذ بن اسلمہ سے جو ابو عمر دین الصدہ کے بھائی تھے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے، وہ کہتے کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب سے سن فرماتے تھے کہ تمہارے ہاں (حزان) میں سے میرے حصہ میں اس جو کل کے ساڑھے تین آدھ تھیں آیا اس کو ہدیہ میرے پاس دینا یا کاشٹکارے بھیجا تھا۔ پھر بیت اہل کے دادا سے اور سنا میں جو چھ تھیں حصہ تقسیم کر دیا۔ پھر یہ فرماتے جارہے تھے ۱۰۰ صاع رہا جس کے پاس تیس نہ گری ہو ۱۰۰ رو رو روز نہ ایک مرتبہ اسی میں سے کھایا کرے۔

نئے کوئی تھیں کرتے تھے، اور شہر کے والے جانے میں کسی کو حاصل نہیں کرتے تھے۔ خواہ ایسے لوگوں کے جو صاحب دیہانت و علمات ہوتے، اور جب ان کو کسی کی طرف سے حیات کی اطلاع پہنچتی تو اس کو یہ لکھ کر بھیجتے

فَذِجَانُكُمْ فَوَظْفَةً غِلْ رُفُفُفُفُفُفُفُفُفُفُفُفُفُفُفُفُفُفُفُفُF
 اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب
 کی طرف سے نصیحت نامہ آچکا ہے۔

وَمَا الْإِنْسِيَانُ أَلَمْ يَخْلُقْ بِالْقِسْطِ وَلَا يَتَذَكَّرْ أَلَمْ يَخْلُقْهُ اللَّهُ عَلِيمًا وَلَا تَتْلُوا فِي الْأَرْصِ مَطْبُوعِينَ تَقْرَأُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ رَحْمَةً لِّلْمُتَّقِينَ كَذَٰلِكَ عَلَّمْنَاكَ

نمونه ہمارے حق پر اور کیا کردہ اور لوگوں کو ن ل میں تم کر کے نہ کیا کرو اور زمین میں نہ کرتے ہوئے (تاریخ احمد) سے نہ نکلو۔ خدا کا دیا ہوا جو کچھ (حلال ملی) بیج جاتے وہ

مکتبہ (۸۶، ۸۷)

جب میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے تو جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں تھا اسے
حساب کار میں لے کر اس کو محفوظ رکھو۔ یہاں تک کہ تمہارے پاس ہم اُس شخص کو بھیج
دیں جو تم سے اُس کو وصول کرے، پھر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے اور کہتے یا اللہ

رہے تھے، اس پر غریب کرنے سے میرے پاس کچھ نہیں ہے، سوائے اس کے کہ میں نے وہ خیراتیں روئے اور ان پر ان کی قیمت خرچ کر دی۔ پھر ہم دونوں واپس آ گئے۔ اس نے بعد اس وقت کے پاس خود ہی ان کے لئے پیچھے اور اس وقت وہ دونوں بنی ہونی چاروں میں، اصرار کر کے (وہ چاروں اتنی چھوٹی تھیں کہ) جب دونوں بننا شروع ہوئے تو پاؤں چل پھرتے اور جب پاؤں اٹھاتے تو سر مکمل جاتے تھے۔ تو دونوں اٹھ بیٹھے، آپ ﷺ فرمایا کہ اپنی جہد پر ہر دو ہر کہہ کہ کیس کی تم کو اس چیز سے باخبر نہ کروں جو اس چیز سے اچھی ہے جس کا سوال کرنے مجھ سے کیا ہے۔ دونوں نے کہا کیوں نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا چند عمارتیں بنا دیجئے حضرت جبرئیل نے سکھائے تھیں۔ فرمایا کہ تم انہیں ہر نماز کے بعد صبحان اللہ سے مرتبہ اور الحمد للہ اس مرتبہ اور اللہ اکبر اس مرتبہ پڑھو، پھر جب اپنے ستر پر بیٹھتے سو تو سبحان اللہ تینتیس مرتبہ اور الحمد للہ تینتیس مرتبہ اور اللہ اکبر چونتیس مرتبہ پڑھو۔ حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ سے مجھ کو یہ کھاتے رسول اللہ ﷺ نے سکھائے تھے جس میں نے ان کو نہیں چھوڑا۔ ان کو ان کے پوچھ کر یا صفین کی رات میں بھی (ان کو ترک نہیں کیا) تو آپؐ نے فرمایا کہ خدا مجھے غارت کرے اسے اہل عراق اہل صفین کی رات میں بھی نہیں چھوڑا۔ ایک مہم سے صلہ حضرت علیؓ، حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان کچھ عہد میں کی بارگاہی تھی اور اس میں ایک رات ایسی بھی گزری کہ جب رات پھر وہاں کوئی رخصی اور سہ کی بابت نہ تھی۔ آپؐ تو اس کو ان کے لئے متعلق چھوڑ کر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ خود اس رات کے کہ

اس رات وہاں کی بابت کسی کی میں سے ارشاد ہوئی مگر پھر عمل کیا۔ اس نے بھی قرآن لکھا کیا

امام بن حنبل سے حضرت مجاہد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں ایک مرتبہ مجھ کو بہت سخت جوش تھی تو میں کسی عام کی تلاش میں عوامی مدینہ کی طرف نکل گیا۔ وہاں ایک کھانہ کی عورت نے منی کے اسیے بیچ کر رکھے ہیں، میں نے کہا کہ کیا کہ وہاں اپنی سے بھگوانا پاتی ہے۔ تو میں نے اس سے معاہدہ آخرت کر لیا کہ وہ ہر ڈال کے بدلے میں مجھے ایک کھجور دیگی۔ تو میں نے سولہ ڈال نکالے حتیٰ کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سب سے پڑ گئے۔ پھر میں پانی لایا تو اس سے تکلیف اٹھائی اس کے بعد میں نے اپنی دونوں ہتھیلیاں اس عورت کے سامنے کر دیں (وہ آجے دیکھ کر اور پانی، نہ پڑا نہ ارٹ کرے) تو اس نے سب کچھ دیکھ کر مجھے دینے۔ پھر میں نے کرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو پوچھا کہ یہاں کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے مجھ سے ہر وہ معمولات بتا دیے۔ امام بن حنبل سے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے اپنی حالت بھی یاد ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ہر وقت اور اس سے صحبت کی وجہ سے اپنے پیچھے پھر پھر جا رہا تھا۔ اور آپؐ میری تو گمراہی کا یہ حال ہے کہ (میرے مال کی زکوٰۃ پانچ سو ڈال) لے لیتا ہے۔

۹۔ نبی اکرم ﷺ سے منے ہوئے علوم کو یاد رکھنا۔

اس میں سے ایک یہ ہے کہ شب رات ہری ﷺ سے منے ہوئے علوم کو محفوظ رکھنا اور ان ضرورت کے وقت اپنے موقع میں صرف کرنا۔ اور حضرت عمرؓ سے اہل بیت و چوتھے کے کسی سے اچھے ہونے میں ہمیں نے حضرت علیؓ (ابو الحسن) سے سنی نہیں۔

شیخ و مشورہ حضرت شیخ شہاب الدین عارفؒ نے روایت نقل کی ہے عبد اللہ بن الحسن سے مروی ہے کہ کہتے ہیں کہ یہ روایت بڑھ ہوئی

وَأَمَّا أَبُو بَكْرٍ وَابْنُ عَمْرٍو (۶۹:۱۲) یعنی اور یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں۔

تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سنا کہ وہ تجھے کایا ایسے بنادے۔ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر اس کی بعد میں کسی چیز کو بھی نہیں بھولوں، حالانکہ اس سے پہلے مجھے نہیں بھولتا تھا۔

محمد بن فضال نے ابو بکرؓ سے روایت کی ہے انہوں نے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے کیا ہے کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے دلوں سے کہا کہ اس مال کے بارے میں تمہاری کیمرے جو ہرے پاس بچ جائے تو تمہوں نے کہا کہ میرا مومنین ہم نے آپ کو غافل کر دیا آپ کے مال و عیال سے درجہ دار

تجارت سے مدد خواہش فرماتے ہیں آپؓ کا ہے۔ پھر ہوں نے مجھ سے کہا کہ آپؓ کیا کہتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ وہی جس کا لوگوں سے آپؓ کو مشورہ دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صحیح بات تو میں نے کہا کہ آپؓ اپنے یقین کو نہیں کیوں بڑے ہیں تو کہا کہ جو کچھ آپؓ نے کہا میں نے اہل ضرورت پر دے گی۔ تو میں نے کہا ہاں اللہ میں ضرورت رکھتا ہوں گا۔ کیا آپؓ کو یاد ہے جب کہ آپؓ کو رسول اللہ ﷺ نے ساری (فصل صدقات) دینا کہ بھی تھا پھر آپؓ حضرت عباسؓ بن عبد المطلب کے پاس گئے تو انہوں نے آپؓ کو اپنا صدقہ دینے سے انکار کر دیا۔ وہ آپؓ دونوں میں کچھ ان بن تھی۔ پھر آپؓ نے مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ نبی ﷺ کے پاس چلو۔ تو ہم نے آپؓ کو معذور کیا تو ہم دواہی آگے۔ پھر اگلے دن آپؓ ﷺ کے پاس دوبارہ گئے کہ آپؓ ﷺ کو شہادت و فرمان پر آپؓ نے آنحضرت ﷺ سے اس فعل کا ذکر کیا جو حضرت عباسؓ نے کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے آپؓ سے فرمایا کہ ایک شخص کا بچا اس کے آپؓ کی مثال ہے۔ آپؓ ارہم نے اس نقیصہ کا بھی ذکر کیا جس کو پیسے دن میں دیکھا تھا۔ اور اس صدقہ کا بھی ذکر کیا۔ تو آپؓ ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں میرے پاس پہلے اس آئے۔ حال یہ قتادہ میرے پاس صدقہ میں سے دو دینا چاہتے ہوئے تھے تو جو کچھ انکشاف مجھ میں آئے۔ یہاں تک کہ جب یہی تھا اور آج تم ایسے وقت آئے کہ میں ان دونوں دیناروں کو صرف رچھا ہوں تو یہ وہ سبب ہے اس نسیان کا جو تم نے مشہد کیا۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ واللہ آپؓ سے حج کہ ہم دینا اور آخرت میں آپؓ کے شکر گزار رہیں گے۔

دعوت نے حضرت معین بن مسیب سے روایت کی ہے کہ حضرت
 زید بن علی رضی اللہ عنہ کی پہلی کائنات تھی جس کا محل ہو، جس (حضرت علی)
 نہ کر سکیں، و غیرہ کہ حضرت علیؑ نے اس شخص کے بارے میں جس کے رحم
 کا حضرت عمرؓ نے حکم کیا تھا، اس عورت کے بارے میں جس کا چہرہ میں صبح
 ہو گیا، مشکوٰی تھی، اور حضرت عمرؓ اس کے شریح، اس شخص سے حضرت علیؑ
 نے کہا کہ اہل بیت علیہ السلام سے و مملو و مملو علیہ السلام (یعنی اس کے
 محل و درود، چاہے کہ نہ تھیں مینے ہیں) اور یہ کہ اس کے چہرے کو مرقع و القلم
 (غیر مکلف) قرار دیا ہے۔ لحدیث اس: حضرت عمرؓ فرماتے تھے۔ اُمّ علیؑ بہت
 تعریف لاکھ ہو جاتا۔

یہ علم نے حضرت عبدالعزیز مسعودؒ سے روایت کی ہیں کہ میں نے کہا کہ میں نے آپس میں کہا کرتے تھے کہ مدینہ ۱۰۰ دنوں کا سب سے بڑا قاضی حضرت علی بن ابی طالب ہے۔

ابو عمر نے حضرت ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہیں: کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؑ کے پاس اس وقت موجود تھا جب وہ خط لے رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں پوچھئے۔ وہ قرآن کریم کوئی آیت ایسی نہیں مگر میں اس کا حال غوطی کا سا سو کہ دور است میں تار ہوئی یا دن میں میدان میں تار ہوئی یا پہر پہر۔ ابو عمر نے حضرت عبداللہؒ سے روایت کی ہے کہ ابھادہ کی قسم یقیناً

حضرت علیؓ ابی طالبؓ کو اس میں سے کوفہ علم دیا گیا تھا اور غدہ کی قسم وہ نہیں (جہیز) کو سو ہی حصہ ملا بھی شریک تھے۔

۱۰۔ ذہن کی تیزی اور فیصلوں کی برجستگی:

ان میں سے ایک ابن کی بیوی اور اس کا سرعت کے ساتھ حکم کے اخذ کی طرف تعلق ہونا ہے۔ اور یہ طبعی خاصیت ان کے عدلی فیصلوں میں نظر آتی ہے۔ نبی کریم ﷺ سے بہت سی حدیثیں روایت کی گئی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک فیصلہ کرنے والا علی ہے۔ اور سب سے بڑا قاری علی ہے۔ اور سب سے بڑا محقق علی ہے۔ بہت سی حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔

اور عرشِ صمغے، انہوں نے رزقِ حیش سے روایت کی ہیں: کہتے ہیں
 "وَدَوْنِی کھانہ کھانے کے لئے پیٹھے۔ ان میں سے ایک سے پاس چکی روئیں اور
 دو سے پاس تم روئیں تمہیں۔ جب انہوں سے کھا کھا، اثر لیا تو ان کے
 پاس سے ایک شعلہ نکل کر ہوا اس نے انہیں سلام کیا۔ ان دونوں نے کہا
 ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہو رہے وہ بیوقوف اور اس سے ان دونوں کے ساتھ
 مل کر کھانا کھایا۔ اور اس آٹھ روئیں سے کھانے میں اس پر سے حضرت ابراہیم نے
 پھر دو شخص اٹھ کر انہوں نے دونوں کو آٹھ دوام، یعنی "آٹھ روئیں" اس کھانے
 کے عوض میں جو میں نے کھایا، اور جو تمہارے کھانے میں حصہ وراہا ہے، اسے ۷۔ اب
 ان دونوں میں ٹھکرا ہوا چکی روئیں والے نے کہا کہ میرے پاس چکی دوام ہیں
 درحقیقت تھیں۔ اور تھیں روئیں اسے نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ دوام ہمارے درمیان

انہوں نے کہا کہ آپؐ نے مجھے کیوں نہ پوچھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپؐ کے پاس مجھے خود ہی آنا چاہیے تھا۔ حضرت علیؓ نے سسٹہ کا عمل بتاتے ہوئے کہا کہ ایسی زوجین اور خواتین کو جو عمل نہ سونے والی ہوں اور وہ انڈوں کی تعداد سے برابر ہوں۔ یہ حضرت علیؓ میں ہیں اور وہ حواۓ انڈوں سے صادر کرائی جائیں جب ان سے بچے پیدا ہوں تو ان کو وہی بنا کر بھیج دیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ انہوں میں اسقاط بھی تو ہو جاتا ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ انڈے بھی قدامت ہو جاتے ہیں تو جب حضرت عمرؓ واپس ہوئے تو کہنے لگے ہیں اللہ مجھ پر کوئی مشکل بھی نہ اٹھے کہ جب ابوہشامؓ (حضرت علیؓ) میرے پاس نہ ہوں۔

حسنِ صغیر سے مروی ہے کہ ایک قریشی عورت کے پاس وہ آدمی آئے اور دونوں نے بطور لذت ایک سو دن اس کے سپرد رکھے۔ اور انہوں نے کہا کہ اس کو ہمیں سے کسی ایک کو نہ دینا جب تک کہ دوسرا ساتھی اس کے ساتھ نہ ہو۔ اب وہ دونوں ایک سال تک غائب رہے۔ پھر ان میں سے ایک شخص ان عورت کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میرا ساتھی مر گیا ہے وہ دنار مجھے دید و تواضع سے انکار کر دیا۔ تو وہ اس کے پاس اس کے شوہر وغیرہ کو لے کر پہنچی۔ اور اس کے ساتھ بات چیت ہوتی رہی، یہاں تک کہ اس نے وہ دنار اس کو دیدے۔ پھر ایک سال اور گزر گیا تو دوسرا ساتھی آیا اور اس نے کہا کہ مجھے دنار لا کر دیجئے۔ عورت نے کہا کہ حیرا ساتھی میرے پاس آیا تھا اور اس نے بیان کیا تھا کہ تو مر چکا ہے تو میں نے اس کو وہ دنار دیدے۔ اس مقدمہ کو وہ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس لے گئے۔ تو انہوں نے

عورت کے خلاف فیصلہ دیا کہ رافا بن یحییٰ روایت یہ ہے کہ انہوں نے اس عورت سے کہا کہ میری رے میں تجھ پر صدمہ ہے۔ اس نے کہا کہ میں آپؐ کو خدا کی قسم دیتی ہوں کہ آپؐ نے ہمارے درمیان فیصلہ کر لیا اور ہم کو حضرت علی بن ابی طالبؓ کے پاس بھیج دیا۔ تو آپؐ نے دونوں حضرت علیؓ کے پاس بھیج دیا۔ آپؐ نے حال علیؓ کو سمجھایا کہ دونوں نے اس عورت کے ساتھ فریب کیا ہے۔ تو آپؐ نے کہا کہ کیا تم دونوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اس کو ہم میں سے کسی ایک کو بغیر دوسرے ساتھی کے نہ دینا۔ اس نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے کہا کہ اس عورت سے پاس ہے۔ تو تو اپنے ساتھی کو لے کر آتا کہ تم دونوں کو وہ مال دے دیدے۔

حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہمیں کی طرف بھیجا وہاں آپؐ نے چار آدمیوں (کی لاشوں) کو پوچھا جو کہ ایک گھر سے گزرے ہیں تو مجھے بتائیے جو اس نے کھو دیا تھا کہ اس میں شیر کا شکار کیا جائے۔ ان میں ایک شخص نے فرمایا کہ دوسرے سے لپٹ گیا اور یہ کرتے ہوئے دوسرے سے لٹک گیا۔ اس طرح چار آدمی غلطے کر گئے۔ پھر ان کو شیر نے بھون کر دیہاں زخموں سے سب مر گئے پھر ان کے وارث آئے۔ جنہوں نے کہا کہ قریب تھا کہ لڑائی شروع ہو جاتی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہا کہ میں قبیلہ اور میان فیصلہ کرتا ہوں، اگر تم اس پر راضی ہو گئے تو میں فیصلہ رہے گا ورنہ میں تمہیں ایک دوسرے سے روکنے کا تاثر کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہے چاہے تاکہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کر دیں۔ ان قبائل سے جنہوں نے یہ گڑھا کھودا تھا جمع کرو ایک پلو تھائی ایت

اور ایک تہائی دیت اور نصف دیت اور ایک دیت پوری۔ تو سب سے پہلے گرنے والے کی دیت چوتھائی ہوگی کیونکہ اس نے اپنے سے نوپروے (نہیں) لوگوں کو ہلاک کیا اس کے بعد گرنے والے کی دیت ایک تہائی ہوگی اس لئے کہ اس نے بعد والے دونوں افراد کو ہلاک کیا اور تیس سے شخص کی دیت نصف ہوگی کیونکہ اس نے اگلے چوتھے شخص کو ہلاک کیا اور سب سے آخر میں گرنے والے شخص کی دیت پوری ہوگی۔ انہوں نے اس پر رضی ہوئے سے انکار فرمایا، پھر یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے مقام اور جہ سے وہ ایک سے اور سب قطعاً آپ ﷺ کو نپا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں اور گفتگوں کے گرد و پیر لپیٹ کر بیٹھ گئے۔ [اس روئے میں فیصلہ کرنا ان شخصیت مقدسہ کے دربار پر اکڑنے سے تیار نہ کر سکتے تھے البتہ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت علیؓ نے ہمارے درمیان فیصلہ کیا تھا۔ پھر جب اس کی تفصیل آپ ﷺ کو سنائی تو آپ ﷺ نے اس کو برقرار رکھا۔

اور حدیث سے مروی ہے کہ ایک شخص ان کے پاس ایک عورت کو لایا اور اس نے کہا اے میرا دوست اس سے مجھ سے اپنا عیب چھپا یا اور یہ مجھ سے تو حضرت علیؓ نے اس پر نیچے سے اوپر تک حذر ڈالی اور اس کو درست قرار دیا۔ اور عورت کو بلعورت تھی تو آپؓ نے اس سے فرمایا کہ تیرے بارے میں یہ کیا کہتا ہے عورت نے کہا کہ اللہ کی قسم امیر المومنین مجھے کوئی بیعت نہیں ہے لیکن میرا یہ ہے کہ جب وہ وقت آیا تو مجھ پر بیوٹی جاری ہو گئی۔ تو حضرت علیؓ نے کہا کہ تجھ

پر نفوس سے اس کو ملے جا اور اس کے ساتھ نیک برتاؤ کر۔ تو اسی عورت کا دل نہیں ہے

حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے: کہ یمن میں حضرت علیؓ کے پاس نہیں آئی تھیں گئے جہوں نے ایک باندی سے ایک بی بی طلبہ میں جماع کیا تھا جس کے بعد اس سے ایک لڑکا بنا۔ یہ سب اس کے دعویٰ کرتے۔ حضرت علیؓ نے ان میں سے ایک سے کہا کہ بیعت اداں اس لڑکے کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اس نے کہا کہ نہیں۔ پھر دوسرے سے کہا کہ تیرا دل اس لڑکے کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اس نے کہا کہ نہیں پھر تیسرے سے کہا کہ کیا تیرا دل اس لڑکے کو دیکھ کر خوش محسوس کرتا ہے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم ایک دوسرے کے خلاف شریک ہو۔ میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالوں گا جس کے نام پر قرعہ آپاڑے گا میں پر دو تہائی قسمت پڑے۔ ان ڈالوں گا اور پھر اس کے سپرد کروں گا تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس کا راز نہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں میرے خیال میں در کوئی صورت نہیں آتی سوائے اس کے جو علیؓ نے بیان کی ہے۔

حمید بن محمد بن زید بن عوفی سے مروی ہے کہ علیؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے سامنے ایک مقدمہ پیش کیا گیا جس کا فیصلہ حضرت علیؓ نے کیا۔ چاہے تو نبی ﷺ نے اس کو پسند کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس سے ہم ہمیں علیؓ اہل بیت میں حاکم رکھی۔ پھر کسی ہی مرتبہ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سفینہ شہداء پر حضور نبی کریم ﷺ کی برکات کی شعا میں کاحولہ گاہ بنے اور حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کے

وَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الْعَلِيِّ لِكُرَامِهِ
أَسَأَلْتُ وَاللَّهِ بِنَايَ خَيْرٍ مِنْ بَهْلَاكَ وَلَوْ
وَجَعَلْتَ أَنْ لَوْلَا فَلْيُحْطِ بِصَاحِبِكَ فَقَدْ
عَلَّمْتَنِي وَأَنْزَلْتَنِي مِنْ تَحْتِهَا عَلَى النَّاسِ
الَّذِينَ لَوْ جِئْتِكَ غَفَى اللَّهُ بِدَفْعِ
الشُّعُوبِ وَالْأَنْصَارِ وَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
وَالْعِزَّةِ الْعَلِيِّ لِكُرَامِهِ أَسَأَلْتُ وَاللَّهِ بِنَا
رِجَالٍ مِنْ بَهْلَاكَ وَلَوْ جَعَلْتَ أَنْ لَوْلَا
بِكَيْفَايَكَ تَقَرَّرِي وَأَنْ لَوْلَا بِه لِشَأْنِي
وَأَنْ لَوْلَا بِه عَنْ قَلْبِي وَأَنْ لَوْلَا بِه
هَذِهِ وَأَنْ تَقُولَ بِه بِذِي قَوْلٍ لَا
لِيُحْيِيَ عَلَى الْحَيِّ عَذْرَاكَ وَلَا تَقُولَ إِلَّا الْحَقَّ
وَلَا خَوْفَ وَلَا كُفْرًا إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ -

کے - اے اللہ اے آسمانوں اور
زمین کو پیدا کرنے والے اور بہت بڑائی
اور اکرام والے اور کسی عزت والے
جس سے آگے کوئی نہیں بڑا سکا میں

آپ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ اے
رحمن آپ کے جلال اور آپ کے لوہے
ذات کے وسیلے سے کہ اپنی کتاب سے
میری آنکھوں کو منور کر دے اور میری
زبان کو اس پر گویا کر دے اور یہ کہ اس
کے ذریعہ سے میرا سینہ کھول دے اور
اس کے ذریعہ سے (مناہوں کی آلائش
سے) میرے بدن کو دھو دے کیونکہ
بلاشبہ میری حق پر کوئی مدد کرنے والا
نہیں آپ کے سوا اور مجھے حق کوئی نہ
دے گا سوائے آپ کے اور نہ کوئی لوٹنے
کی جگہ ہے ، اور نہ قوت
اے اللہ بلند مرتبہ صاحب عظمت کی

پارگاہ

پھر فرمایا اے جبرائیل یہ تمہاری پہلی یا دہمیت ہے اللہ تعالیٰ کے حکم
سے مقبول ہو جائے گا جس نے مجھے حق دینا بھیجا ہے اس سے
کسی مؤمن کو بھی شکایت نہ ہوگی۔

حضرت بن عباسؓ نے کہا کہ: واللہ حضرت علیؓ کو یہ دو عرصہ میں گزرا
سے بچنے کی بات محمدؐ کے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اسی طرح کی
جگہ میں آئے۔ اہل بیتؑ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار بیٹوں کے برابر
یاد کرتا تھا پھر جب ان کو اسے دل میں پڑا تھا تو وہ میرے دین سے نکل چکی
ہوتی تھیں اور آپ میں روزانہ چالیس لایاتِ قرآن کے برابر یاد کرتا ہوں تو جب میں
ان کو ڈھراتا ہوں تو گویا اللہ کی کتاب میری آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے۔ اور میں
پہلے حدیث سنا تھا تو جب میں اس کو ڈھرتا تو وہ کل بجی ہوئی تھی اور آج میں بہت
سی حدیث کو سنتا ہوں تو جب ان کو بیان کرتا ہوں تو ان میں سے کچھ حدیث بھی
نہیں چھوڑتا تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا کہ رب کعب کی قسم
یہ (حضرت علیؓ) کو کامل ترین ہو گیا ہے (تأثیر علیؓ)۔

اور حفظ سنت کے بارے میں آپ ﷺ نے دعا فرمائی یا اللہ اس کے کانوں
کو محفوظ رکھنے والے کا بنا۔ اور آشوب چشم نہ شفا کے لئے آپ ﷺ نے
دعا کی، حضرت علیؓ کا یہاں ہے کہ جب سے رسول اللہ ﷺ نے میری آنکھوں میں
اپنا حباب بہن گایا میری آنکھیں بھی ابھر نہیں نکلی۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔
اسی طرح ان کے حق میں آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی یا اللہ اس کی گری اور سردی کو
ڈور نہ دے، اس دعا کے بعد حضرت علیؓ سردی کے موسم میں گرمی کا اور گرمی کے
موسم میں سردی کا پال پہن کر کرتے تھے اور گرمی اور سردی سے ان کو کچھ تکلیف
نہیں ہوتی تھی۔

اور ایک مرتبہ حضرت علیؓ بیمار تھے اس کی شفا کے لئے آپ ﷺ نے دعا
فرمائی تو فوراً تندرست ہو گئے۔ اور جب حضرت طاہرؓ ازہر و رضی اللہ عنہما سے
ساتھ آپ کا کلن آپ تو آپ ﷺ کے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں سے بہت سے
پاکیزہ نفوس پیدا کرے اور تم دونوں میں برکت کرے۔ حضرت انسؓ کا قول ہے
"اللہ کی قسم حق تعالیٰ نے ان دونوں سے بہت پاکیزہ نفوس پیدا کئے۔"

۱۲۔ آفتاب کا دوبارہ لوٹ آنا:

اور جب حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کی نماز عصر فوت ہو گئی تو آپ ﷺ نے دعا
کی یہاں تک کہ آفتاب لوٹ آیا۔ (بعد از غروب آفتاب کا لوٹ آنا۔ اس موقع پر
حضرت شاہد بن عبد اللہ نے اپنی خاص سند تحریر فرمائی ہے اس حدیث ہمارے
شاہد ابوالحسن بن علیؓ نے اس حدیث کے سامنے پڑھی گئی اور میں ان کے مکان پر جو
طالع دیدہ مشہور تھا، جمع ہے ۱۱۳۳ھ میں سن رہا تھا۔ کہ کچھ کو میرے والد شیخ
ابو ایوبؓ میں اس حدیث کو سن کر اس نے خیر دی، کہ کچھ ہم کو ہمارے شیخ ابو صفیٰ المدین
محمد بن محمد مدنی نے خیر دی، اور ابنت رستمہ بن شمس رومی سے اور شیخ ربیع المدین
زکریا سے ۱۱۰۰ھ اور المدین محمد بن عبد الرحمن بن محمد انارط سے ۱۱۰۱ھ واللہ محمود بن حنفیہ
النعمانی سے ۱۱۰۰ھ حافظ شرف الدین عبد المومن علیؓ نے مدعیوں سے ۱۱۰۱ھ میں علی بن
الحسین بن المصیر عبد اللہ سے ۱۱۰۰ھ حافظ ابو الفضل محمد بن یونسؓ نے ۱۱۰۱ھ میں علی بن
سعد بن خلیفہ ابو طاهر محمد بن محمد بن ابی القصر انباری سے ۱۱۰۲ھ میں ابی
محمد بن ابی الکرکات احمد بن عبد اللہ بن الفضل بن خلیفہ بن عبد اللہ القراء

کے ساتے مصر میں ۴۲۹ھ میں انہوں نے روایت کی اپنے ساتھ کی ابو محمد عمن من
 رثین الصلوی سے، کہا کہ ہم سے روایت کی ابو بشر محمد بن احمد بن حماد
 دوابی نے کہا کہ مجھ سے اسحاق بن یونس نے روایت کی، کہا کہ ہم سے سید بن سعید
 نے روایت کی، ان سے مطلب بن رباح نے اس سے اور انیم بن حسان نے اس سے
 عبد اللہ بن الحسن نے، ان سے طاہر بن عوف نے عیینہ نے اسناد میں عیینہ سے روایت کی،
 انہوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا سر حضرت علی بن ابی طالب سے تھا اور آپ ﷺ کے
 اوپر وہی نارس ہو رہی تھی۔ تو جب آپ ﷺ کو اہل حق ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس سے
 کہا کہ اے علی بن ابی طالب تم نے فرض نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں تو آپ سے ماہ
 کی کہ اے اللہ آپ جانتے ہیں کہ علی آپ کے کام میں اور آپ کے رسول کے کام
 میں لگا ہوا تھا تو اس کے لئے سورج کو دجا دیکھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو لوٹا دیا تو انہوں
 نے نماز پڑھی اور سورج غروب ہو گیا۔

دوسری سند اس حدیث کی قرأت کی گئی ہے اسے شیخ ابو حابر کے سامنے
 اور میں سن رہا تھا۔ انہوں نے روایت کیا ہے باپ شیخ ابوالانیم کردی سے، انہوں نے
 احمد بن محمد مدنی سے جو ثقہ شی کے خطاب سے مشہور ہیں انہوں نے عمن محمد بن احمد
 بن حمزہ رملی سے۔ ان کو اجازت تھی شیخ ابن الدین رکب سے، ان کو ابن اعرات
 سے، ان کو ابن الحسن مرادی سے ان کو انہوں نے اجازت سے ان کو ابو جعفر صدیقی
 سے انہوں نے فاطمہ بنت عبد اللہ جو زوائیہ سے روایت کی، انہوں نے ابو بکر محمد بن
 عبد اللہ اصبحی سے، انہوں نے فاطمہ بنت القاسم سیمان بن محمد جرجانی سے طبرانی

بیر میں، انہوں نے ابی حمزہ سے روایت کی جعفر بن احمد بن حنبلہ سے، کہا کہ ہم
 سے روایت کی علی بن احمد سے، کہا کہ ہم سے روایت کی محمد بن فضیل سے، کہا کہ ہم سے
 روایت کی فضیل بن مرزوق سے اور ابی بن الحسن سے، انہوں نے فاطمہ بنت
 اسمعیل بن علی سے، انہوں سے روایت عیینہ سے، انہوں نے باہک رسول
 اللہ ﷺ پر جب وہی آتی تھی تو آپ ﷺ بے ہوشی کے قریب ہوجاتے تھے۔ تو
 آپ ﷺ کے اوپر ایک ماہی نازل ہوئی اور آپ ﷺ کا سر علی بن ابی طالب سے تھا
 یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر طعنا دیا کہ
 کہ اے علی بن ابی طالب تیرے عمر بن مارا، مگر یہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ تو
 آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ تو اللہ تعالیٰ سے اس سے سورج کو دجا دیکھے
 نہ کہ حضرت علی سے عصر کی مار پڑھ لی۔ اس لئے کہا کہ میں نے سورج کو خود دیکھا
 نہ کہ ہر پلٹ کے ہند جب کہ وہ گویا آیا اور حضرت علی سے عصر کی مار پڑھی۔

ماہی جان ہند یہی کہانی کہ کتاب مشکف میں فی حدیث
 ردائش میں کہا ہے کہ حدیث اور شمس دو ٹکڑے ہیں یہی شیخ ابوالانیم کا کہنا ہے
 ابو جعفر طبری وغیرہ نے بھی کہا ہے کہ حدیث اور شمس دو ٹکڑے ہیں یہی شیخ ابوالانیم کا کہنا ہے
 کہ اس کو کتاب المصنوع میں داخل کر دیا۔ اور ان کے شاگرد حضرت ابو عبد اللہ
 محمد بن یوسف و شقی صافی نے اپنی کتاب "معراج العیسیٰ عن حدیث ریش" میں
 کہا ہے چنانچہ کہ اس حدیث کی روایت محمد بن ابی بکر نے اپنی کتاب "معراج العیسیٰ عن حدیث ریش" میں
 میں اسناد بنت عیینہ سے، اسناد سے اس حدیث کی ہے اور کہا کہ یہ دونوں حدیثیں

ثابت ہیں۔ ان کے روی ثقہ ہیں۔ اور ان واقعات میں سے چند میں، حافظ ابن سیرین سے ان کی اہلیت میں درحافظہ دارالمدین مطابقت سے اپنی کتاب "ازم الباسم" میں نقل کیا ہے۔ اور اس کو صحیح کہا ہے کی طرح بوالفتح اذہبی نے روایت کی ہے کہ ان سے منقول ہے، جگہ ابودرد بن عمر ثقیفی اور ہمارے شیخ حافظ جلال الدین سیوطی نے "تذکرۃ المتوفی فی الصحابہ" میں ان سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حافظ احمد بن حنبلہ نے ان سے متعلق تصحیح کی کہ اب اس کے تسلیم میں کیا رکاوٹ ہے، ایسے شخص کے لئے جو ان کی راہ پر چلتا، اس کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ حضرت اسلامی حدیث سے اختلاف کرے کیونکہ وہ بہت بڑی عزائم نبوت میں سے ایک ہے۔

درنگی حکایت حدیث ہے۔ ابن ابی ہریرہؓ کے اس حدیث کو کتب اوضواعت میں داخل کر دینے پر متضادات ہیں۔ میں (شاہ ولی اللہ) کہتا ہوں کہ اس روایت کو ہم صحابی کے کتاب متفقہ آئمہ میں ۱۱ سندوں سے ساتھ نقل کیا ہے، ان میں سے ایک روایت فیصل بن مرزوق کی ہے راہبہ بن عمن سے ۱۲۰ روایات بنت حسین سے ۱۰ روایت کرتے ہیں صحابہؓ ہم اسی کی ہم صحابی روایت سونچتے ہیں ۱۱ سنی ۱۰ ہے جسے ہم سے علی بن عبد الرحمن ابن محمد بن اسیع نے روایت کی وہ کہتے ہیں: کہ ہم سے محمد بن صالح نے روایت کی، ابن ابی فدیک نے ہمارے ہم سے روایت کی، موسیٰ نے علون بن محمد سے انہوں نے ابی امامہؓ کو حضرت سے انہوں نے اسناد بنت عیسیٰ سے روایت کی: کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز صہبائہ کے مقام پر پڑھی

(سبھا، خیریت ہے۔ یہ سراسر ہے حاکم۔ یہ مقام کا نام ہے) پھر حضرت علیؑ کو کسی کام کے لئے جین روٹ کر آئے تو بن قریظہ مصر کی نما پڑھا چکے تھے۔ بنی مکیہ کے لئے اپنا سر حضرت علیؑ کی گواہ میں رکھ دیا۔ تو حضرت علیؑ نے ان کو حرکت نہ دی حتیٰ کہ دھوپ حاکم ہوئی تو بنی قریظہ نے ان کو کہ اے امیر آپ کے بندے علیؑ نے اپنے نفس کو آپ کے بنی پر روکے رکھا تو اس کے اوپر سورن کی روشنی لوہا بھیجے۔ حضرت امامانہ کہ پھر دھوپ ٹھل گئی یہاں تک کہ پہاڑوں پر اور ریشم پر پڑی۔ پھر حضرت علیؑ کھڑے ہوئے انہوں نے وضو کیا اور نماز عصر پڑھی پھر سورج حاکم ہو گیا اور بنی واقعہ مقام حبشہ میں پیش آیا۔

امام صحابی کہتے ہیں کہ محمد بن موسیٰ مدنی عطری کے نام سے مشہور ہیں۔ روایت کے میں مقبول ہیں۔ اور ابن محمد سے مراد ابن محمد بن علی بن ابی طالب ہیں۔ اور ان کی والدہ بیعت محمد بن جعفر بن ابی طالب ہیں پھر امام صحابی نے موارند یہ اس حدیث کا اس حدیث سے حوضت اور روضے میں فوہ چلنا حقائق سے مراد ہے کہ وہ حدیث کا منبع کے سورج کو کسی نے نہیں روکا گیا۔ اور اس کا جواب یہ کہ یہ بات ممکن ہے کہ جتنا کہ ساتھ مخصوص سورج ہو، وہاں سے روک دیا گیا ہو جبکہ اس روایت میں روئے گئے۔ بعد اس کا لکھنا یا نہ لکھنا اس سے روک دیا گیا ایک حدیث ہے جس کے معلق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس (اقتب) درود کی بات سے یعنی حضرت یوشع کے لوہر۔ یہ اصل کی حدیث ہے۔

حضرت علیؓ رحمہ اللہ وجہ کام اور ان کے پر خلعت مشغولات :-

[illegible]

یہ کہنے پر حلق سے روایت کی ہے وہ سچے ہیں کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ چند کلمات یہتیب اگر ان تلاش کرنے کے سے قرآینی ساریوں پر سزا و توبہ کے مغز کھلا دے۔ خبر بسیں ان کے پیسے حاصل کرنے میں کامیابی نہیں ہوگی۔

۱۔ بندے نواپے رب کے سوا کسی سے امید نہ رکھیں چاہئے اور ۱۱۔ اپنے
گناہ کے سوا کسی شے سے غصہ نہ کرنا چاہئے۔

۲۔ جو شخص نہیں جانتا کہ کیسے سے حیا کرے۔ اس شخص سے وحی
 ایک بات پر چمکی ہے جس کو وہ نہ جانتا ہو "لنلا عاصم" (انہ کوئی نئی عورت جانتا
 ہے) کہنے سے شرم نہ کرے۔

۳۔ اراکان کو کہ ہم کام چہ ایمان سے متعاہد میں یہاںے جیسا کہ کام تہ
جسم کے مقدمہ میں تو جب اراکان کو کہ سمجھی جاتا رہے گا کہ میں اراکان جب میر
جائے گا تو ایمان بھی جاتا رہے گا۔

حضرت زید بن حارثہ سے مروی ہے کہ وہ جو حارث سے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ کو فدا کر کے مجھے تمہارا بیٹا بنا دیا ہے تو اس (امید کا طور) اور نعمتی خواہش سے چاہا کہ فرمایا کہ حارث اہل حریت کو مٹا دیتا ہے اور بلاشبہ خواہش نفس کا تہا حق سے روک دیتا ہے اور یقیناً دنیا (کا مال ہے کہ وہ) پیٹھ مجھے تہا زخمت ماردی سے اور آخرت سامنے آتی ماردی ہے اور وہ لوگ میں سے ایک کو ۱۰۰ سے تو تم کو چاہئے کہ آخرت کی اور ہو۔ کیونکہ حق عمل سے حساب نہیں اور کل حساب ہا کل نہیں ہوگا۔

۱۔ صحبت حسن سے مراد یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں
مذہب کے خلاف میں چہ جو گناہوں سے انھوں کو بچانا اور لوگوں سے اُستے نہ
بچانا اور اللہ سے اُن کو بچانے کے واسطے درمناوی میں ہے۔ ایسے دُک پرہیز کے
پر اُستے میں اور یہ اندر ہر وقت اس کی برکت ہے۔ دور رسا سے درمناوی میں کو بچانی
رہت میں۔ غرض کہ یہ دور رسا دل نے اُسے چاہے کہ کس نہیں ہوتے۔ اور
نہ ہونا چاہئے۔ (ابو یوسف)۔

۶۔ حضرت عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہتے ہیں: کہ حضرت علی بن ابی طالب جب کوئی جنگی مہم صحیحے وقت میں کسی شخص کو یہ بات تو سن و سمجھت

کرتے اور فرماتے کہ میں تجھ کو اللہ سے ڈرے نہ صیغہ کرتا ہوں اس سے کہ تجھے
اس سے اللہ دعا ہو گا۔ ورنہ اس کے علاوہ کوئی تیرا ہمتی نہ ہو گا۔ یہاں اور آخرت
کا مالک ہے اور تجھ پر رحم ہے کہ ایسی چیز اختیار نہ کرے جو تجھے اللہ سے قریب
کرے کیونکہ اس جی میں جو اللہ سے پاس ہے بد ہے ایلا میں کئے ہوئے
عمال کا۔

۷۔ حضرت زید بن وہب سے مروی ہے: کہ بھٹے حضرت علیؑ پر ان کے
پاس کے بارے میں نکتہ چینی کی، آپ نے فرمایا: "میں اللہ کی بات سے اس
حال میں کہ میں اس کے دہ میں خشوع اور عاجزی ہے (پاس سے اللہ کی بات ملنا چاہتا
ہوں کی عاجزی سے ہے)۔"

۸۔ حضرت عمرو بن کثیر حنفی سے مروی ہے: وہ روایت کرتے ہیں کہ
حضرت علیؑ نے فرمایا کہ خدا کو شہادہ کرو اور منہ کم کرو۔ اس سے قلوب نہیں
بکڑتے۔

۹۔ حادث حضرت علیؑ سے روا ہے کہ: "جہیں انہوں نے فرمایا کہ جس نے
ایمان اور قرآن کو جمع کیا اس کی مثال تریخ کی ہے، خوش دار بھی اور خوش مزہ
بھی اور جس نے نہ تو ایمان کو جمع کیا اور نہ قرآن کو جمع کیا۔ اس کی مثال اندر ان کی
کی ہے بد بودار اور بد مزہ۔"

۱۰۔ محمد بن عمرو بن علی سے مروی ہے: کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ سے کہا گیا
کہ اے ابو حسن یہ بات ہے کہ آپ قبائل کے پکار ہو گئے ہیں۔ فرمایا کہ میں ان
کو صداقت پر ہی پاتا ہوں نہ رائے سے رائے میں و آخرت کو یاد دلاتے ہیں۔
ن تمام روایت کو حضرت ابو بکر بن ابی شیبہ سے روایت کیا۔

حضرت علیؑ کے وہ کلمات حکمت جن میں سے بہت سے ضرب الملک بن
پچے ہیں:

صواعق میں حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کے جو ارشادات نقل کئے گئے ہیں
ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ اے اللہ! یہاں دعا مانگو اللہ!

لوگ بولے ہوئے ہیں، جب مرتے ہیں تو جاتے ہیں۔

۲۔ اللہ! یہاں دعا مانگو اللہ! یہاں دعا مانگو اللہ!

دک اپنے زمانہ میں، اللہ! ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے باپ اور اپنے ریاہ مشابہ ہوتے
تھا۔

۳۔ لو کشف الغطاء، اللہ! اللہ! اللہ!

اگر یہ بتا دیا جائے تو میرے یقین میں کوئی مساوت ہو گا

۴۔ مالک احمد عرف قدسہ

جس نے اپنے مرتبہ پہچان لیا وہ شخص جاگ نہیں ہو گا۔

۵۔ حکیمہ کل امری مایستہ

آدنی اپنی ہنسی قیمت خود دیتا ہے۔

۶۔ من عاتقہ دہ عرف بہ

جس نے خود کو پہچان لیا، اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

۷۔ البرہ لیلوحت لسانہ

آدنی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے۔

۸۔ من عذاب لہ کثر اخوانہ

جس کی زبان شیریں ہوگی، اس کے دوست بہت ہوں گے۔

۹۔ من ادو يستعد الحز

نیکی سے آگ کو بھی غلام بنایا جاتا ہے۔

۱۰۔ بشروا من یحیل بعد ثلث اود

بخیل کے ہاں کوئی شے کی کسی اہارت کی بشارت دے دے۔

۱۱۔ لا تنظر اذی قال وانظر اذی قال

یہ نہ دیکھو کہ کسی نے کہا، یہ دیکھو کہ کیا کہا ہے۔

۱۲۔ الجوع عند اللہ امام الحنة

معیبیت کے وقت گھبرا جانا معیبت (کوڑا کر) کھل کر ہے۔

۱۳۔ لا تظفر مع البی

بغوات کے ساتھ پنج منہ کی، فتح مندی نہیں ہے۔

۱۴۔ لا یأمن مع الکبر

شاہ تکبر کے ہوتے ہوئے کوئی چیز نہیں۔

۱۵۔ لا صانع اسہم و جعہ

(کہنے کی) بزمی بولی حرم اور ہر معیوں سے ہوتے ہوئے صحت کی ولی حیثیت

نہیں

۱۶۔ لا شوق مع سوء الادب

شرافت و تمیزی کے ساتھ جمع نہیں ہوتی۔

۱۷۔ لا راح مع الحسد

حسد کے ہوتے ہوئے راحت نہیں ملتی۔

۱۸۔ لا سرور مع الانطام

انطام کے جذبے کے ساتھ سرور ہی نہیں ہوتا۔

۱۹۔ لا صانع مع ذلک البصر

مشورہ چھوڑ کر درنگی نہیں ہوتی۔

۲۰۔ لا مردۃ لکدوب

بہت بھرت سے دے دے نہ اسے اس میں نہ ہوتا۔

۲۱۔ ولا مکرہ اعز من تقوی

کوئی بزرگی تقویٰ سے اونچا مرتبہ نہیں رکھتی۔

۲۲۔ لا شفع بھج من التوبہ

توبہ سے زیادہ نجات دینے والا کوئی سفارشی نہیں۔

۲۳۔ لا یصلن ارجل من العالیہ

بیت سے پہنچنے والے کوئی لباس نہیں۔

۲۴۔ لا ذاء اعین من لعل

بیکار کر، یہ دے جس سے بڑھتی مرض نہیں۔

۲۵۔ رحمہ اللہ اصرہ الذہرۃ الذہرۃ ولہ بعد طو

اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحمت کرتا ہے جسے مرگ کو چھپا۔ اور یہی وضع ہے آگے نہ بڑھے۔

۲۶۔ اعارۃ الاعتذار کرم الذنب

مضرت کو بار بار لوگنا گناہ (قصور) کو یاد دلانا ہے۔

۲۷۔ النصیح بین املاء نفع

بھروسے مجمع میں نصیحت کرنا دوسرے کو سزا کرتا ہے۔

۲۸۔ نہ مہا لیا عمل کرو ضیق علی مذہبہ

جہاں کی سخت کڑوے پر پھلوری جیسی ہے۔

۲۹۔ الجزع العصب من الصبر

گھبراہٹ صبر سے زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے۔

۳۰۔ اکبر الاعناد اعظامہ مکیدۃ

سب سے بڑا دشمن وہ ہے جس کا ککر۔ سب سے زیادہ چھپا ہوا ہو۔

۳۱۔ الحکمة صالة النور

حکمت مومن کی گم شدہ چیز ہے۔

۳۲۔ البذل جامع لیساری العیوب

بخل تمام عیوبوں والی برائیوں کا جامع ہے۔

۳۳۔ ازا حلت المقادیر حلت التدابیر

جب قدرت کے فیصلے واقع ہوتے ہیں تو تدابیر بیکار ہو جاتی ہیں۔

۳۴۔ عبد الشہوقا رب من عبد الرق

شہوات کا نظام لوگوں کے قلام سے زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔

۳۵۔ الحاسد یحیٰ علی من لا ینبذہ

حاسد اس شخص سے نہیں اور جن میں ہتکار بتا ہے جس کا ولی سہ نہیں ہوتا۔

۳۶۔ کونہا لعل۔ فی الذنب

کھپکھپاتی سفارش سے بڑھتی ہوئی ہے۔

۳۷۔ السعید من وعظ بکلمۃ

نیک بحث وہ ہے جو دوسرے کے خاتمے بہت حاصل ہے۔

۳۸۔ الاحسان یقطع اللسان

احسان (پرگمانی کرنے والے کی زبان کاٹ دیتا ہے۔

۳۹۔ انقر الفقر الحق

سب سے بڑی غمناکی "فقرت" ہے۔

اور اپنے ہمارے قتل سے دو گون (شریعت پر قتل کرنے سے) گریز نہ کیا۔
 ۵۳۔ قل ساس حیمۃ فہندہ سیمار حیمۃ کل مردیچہ
 س سے زیادہ کم قیمت وہ ملک تھا جس میں سب سے زیادہ تم مہم میں کیونکہ
 ہر شخص کی قیمت وہ ہوتی ہے جس کو وہ سہا کرتا ہے۔

حضرت علیؑ کی سرکارات

حضرت علیؑ کی وہ سرکارات جسے صاحب اریض نے اصنی سے روایت کیا (۱)۔ اسے کسی
 ایسے خلاف عقل کام کہتے ہیں جو کسی غیر نبی سے ثابت ہو اگر اس کا بطور کسی نبی سے ثابت ہو تو
 اسے مجرہ کہتے ہیں (تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ حضرت خسینؑ کی شہادت گاہ کی چشمین گوئی:

وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علیؑ کے ساتھ تھے۔ جب وہ اس جگہ سے
 گذرے جو حضرت حسینؑ کی قبروں کی جگہ تھی جہاں اس کی قبر بننا تھی تو حضرت علیؑ
 سے فرمایا کہ یہاں ان کی سوریوں کے ٹکڑے آئے ہوں گے۔ اور یہاں ان کا خون ہے گا۔
 آل محمد علیہ السلام کے کچھ جوان ہوں گے جو اس میدان میں قتل کے جائیں گے۔ پھر اس
 پر آسمان اور زمین روئیں گے۔

۲۔ دیوار نہیں مگر:

حضرت جعفر بن محمد سے مروی ہے کہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ
 حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ شخص جن میں جھگڑا پیش آئے کہ تو آپ
 ایک دیوار کے قریب ہو کر بیٹھ گئے۔ ایک شخص نے کہا کہ ایسا کیا ہو میں نے پوچھا کہ
 اولیٰ ہے تو حضرت علیؑ نے اس سے فرمایا کہ تو (پناہ بیان نہ کر) اللہ تعالیٰ حفاظت
 کے لئے کافی ہے پھر آپ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ کیا اور اللہ کے لئے اس کے
 بعد دیوار مگر پڑی۔

۳۔ ایک اونٹ کی حضرت علیؑ کے زور و عازمی:

حضرت جعفر بن محمد سے مروی ہے کہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؑ بن ابی طالب
 کے ساتھ مدینہ میں تھا تو میں نے علی شام کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ لیا
 کہ وہ قریب اس وقت اس نے لایا اس کا سوار اور اس کا سار بھی تھا تو اس نے جو کچھ
 اس کے اوپر تھا اس کا سوار اور اس کے سوار کے ساتھ گھڑیاں تھیں کہ حضرت علیؑ
 کے پاس پہنچ کر ان کا زور اور اپنے لب کو حضرت علیؑ نے اس کا سوار سے ارمین رکھ کر
 ان کو اپنی گردن کے نیچے کے حصے سے پکڑ لیا تو اس نے فرمایا کہ وہ بند یہ
 میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کی ایک علامت ہے۔ اسی کی وجہ سے کہ اس
 دن لوگوں نے بہت خوشی کی اور انہوں نے انہوں کے مابین شہادہت دی۔ اس
 روایت میں مسند میں ہے کہ یہ ان کی علامت تھی۔ اس میں ثانی بھی ہے۔

چلی دیکھی جو حضرت علیؓ کے مکان میں آتا نہیں رہی تھی۔ اور اس کے پاس کوئی اس کو کھانے والا نہیں تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے بودا اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں بھرتے رہتے ہیں اور وہ اس محمد ﷺ کی امداد پر مقرر کر دیئے گئے ہیں۔

۶۔ حضرت علیؓ کی اپنی قتل کے بارے میں پیشین گوئی:

فخار بن ابی نعیدہ سے مروی ہے: کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضرت علیؓ کی عبادت کے لیے بیٹھ کے کئے روئے بود اور وہ ہر تھے میرے والد نے ان سے کہا کہ: میرے دور دراز مقام میں آپؓ نے کیوں قیام کر رکھا ہے۔ مگر آپؓ کا یہاں انتقال ہو گیا تو یہاں آپؓ کی عین و تدفین وغیرہ کا وعدہ کر کوئی نہ ہو گا سوائے ان اعراب یعنی ہوجینہ کے دیہاتیوں کے۔ لہذا آپؓ مدینہ منورہ کی طرف چلے گئے مگر آپؓ پر وقت مقدر آجائے تو نبی اکرم ﷺ صحابہ آپؓ کے کام کے والی پیش اور واپس آپؓ کی مدد (جنازہ) پڑھیں۔ اس روایت کے راوی ابو نعیدہ اہل بدر میں سے تھے۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے کہا کہ میں اس چہارے سے مرنے والا نہیں ہوں۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ مجھے بھرپور نصیحت کر دیا ہے کہ میں اس وقت تک نہیں مروں گا جب تک کہ مجھ پر حملہ نہ کیا جائے۔ یہ جانیوں کی ادا بھی اور ان کے سر کو ان کے خون سے نہ رنگا جائے۔ حضرت ابو نعیدہؓ درال کے ماتحتی جنگ صفین میں شہید ہوئے۔

حضرت علیؓ کے شہر و محل کی بات یہ کہ حضرت علیؓ کی اہمیت کا وقت فاس تھا۔

۷۔ حضرت علیؓ کی فوج کا تقبیل:

حضرت علیؓ نے اپنی فوج سے کہ حضرت علیؓ کے ایک حدیث بیان کی تو ان و ایک شخص نے جھگڑا۔ کہ حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر میں سچ ہوں تو میں تیرے خلاف دعا کرتا ہوں۔ اس نے کہا کہ میں نہ ہو گا۔ تو آپؓ نے اس کے ساتھ ہونے والی قوم کو دیکھ کر فرمایا کہ اس کی بیانی حاقی رہی۔

۸۔ ان دیکھے باقبول کے ذریعے تمہاری پٹوانی:

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے سے مجھے بھیج دیا۔ میں اس کے گھر پہنچا اور ان کو آواز دی تو انہوں نے مجھے نہ دیا میں نے وہاں آکر رسول اللہ ﷺ کو سلام دی۔ آپؓ نے فرمایا کہ چل۔ اس کو آواز دو وہ گھر پر ہی موجود ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں دو رو گیا اور میں نے ان سے کہا کہ میں نے آواز سنائی دیے گی میں نے غور سے سنا تو پایا کہ اعلیٰ پہلی سے آہٹا ہوا تھا۔ اس کے قریب کوئی نہ تھا پھر میں نے آواز دی تو حضرت علیؓ حدیث سے باز نکلے۔ میں نے اس سے کہا کہ آپؓ کو رسول اللہ ﷺ کا دے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف ایٹھا ہوا۔ آپ ﷺ مجھے کہتے رہے۔ آپ ﷺ فرمایا کہ بے ہودہ کیا بات ہے جس نے کہا کہ میرے محبوب ہوتے ہیں۔ میرے تھے میں ہوں۔ میں نے ایک

۷۔ اہل باجم اور حضرت علیؑ:

ابو جہل نے سید ذیہ روایت کی وہ کہتے ہیں: کہ حضرت علیؑ جب اہل باجم کو دیکھتے تھے تو یہ شہر پہنچتے تھے

اگر ہمدانہ وہر ہد قتلی۔ عداک من حسیک من مراد
"یعنی میں اُس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے
قید مراد سے کسی اپنے دوست کو جو تیری عافیت مدار کرے۔ لے آ"
اور حضرت علیؑ اکثر یہ کہہ کرتے اُمت کے سب سے بہت پرہیزگار کو کس
بات نے روک رکھا ہے یا یہ کہ وہ اس اُمت کا سب سے بڑا پرہیزگار شخص کس بات کا
انتظار کر رہا ہے کہ وہ انہیں اس کے خون سے رنگ دے۔ اور فرماتے کہ واللہ یہ (ان
کی ڈر محی) اس (گردن) کے خون سے سرور رنگی جائے گی۔ اور اپنی ڈاڑھی اور
اپنے سر کی طرف اشارہ کرتے یہ خضاب خون کا تھا نہ کہ عطر اور منبر ملا ہوا۔

علوم دین کے احیاء میں اُن کا حصہ

اس کی تفصیل درج ذیل ہے

۱۔ جمع و ترتیب قرآن:

حضرت علیؑ نے قرآن پاک کو آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی جمع
کر دیا اور اُس کو ترتیب دے دیا تھا لیکن تقدیر اُس کے شاہجہان ہونے کی معاون نہ ہوئی۔
ابو عمرؓ نے محمد بن کعب القُرَظی سے روایت کی ہے کہ کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے رسول

اللہ ﷺ کی حیات میں قرآن جمع کر لیا تھا ان میں مہاجرین میں سے حضرت عثمان
بن عفان، حضرت علیؑ بن ابی طالب، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور سالم مولیٰ ابی
حذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ جو مہاجرین کے مولیٰ تھے خود مہاجرین میں سے نہ تھے شامل
تھے۔ اور پھر تابعین کی ایک جماعت نے اُن سے قرآن پاک کو روایت کیا ہے اور اس
جمع و ترتیب کی روایت اب تک ہوتی ہے۔ امام بخاری نے شرح السنہ میں لکھا ہے کہ
مشہور قراء نے اپنی قراءت کی سند کو صحابہ تک پہنچایا ہے عبد اللہ بن کثیر اور تابع
نے حضرت ابی بن کعبؓ کی طرف سند پہنچائی ہے۔ اور عبد اللہ بن عامرؓ نے حضرت
عثمان بن عفانؓ کی طرف سند پہنچائی ہے۔ اور عامرؓ نے حضرت علیؑ، حضرت
عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت زیدؓ کی طرف سند پہنچائی ہے۔ اور حمزہؓ نے حضرت عثمانؓ
اور حضرت علیؑ کی طرف سند پہنچائی ہے۔ روایت سب نے نبی اکرم ﷺ سے پر جا
ہے تو ثابت ہوا کہ قرآن جمع شدہ تھا اور سب کا سب آنحضرت ﷺ کی حیات میں
یہ لوگوں کے سینوں میں محفوظ تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حفاظ حدیث
اور بکھرین صحابہ میں سے تھا۔ خاتم النبیین آپ سے چھ سو کے قریب احادیث
مرفوعہ احادیث کی کتب معتبرہ میں مذکور ہیں اور حقیقت آپ کی مرفوعات ایک
ہزار سے زیادہ مل سکتی ہیں۔ اور اس بحث کو ہم حضرت فاطمہؓ رضی اللہ عنہ
کے مناقب والے باب میں ذکر کر چکے ہیں، اُس کا پھر معادہ کر لیا جائے۔

اور بعض ابواب حدیث ایسے ہیں کہ ان سے پہلے اُن کی روایت کسی سے نہیں کی۔

اُس باب کے فاتح الاں بھی دی ہیں (جن کی تفصیل درج ذیل ہے)۔

۲۔ نبی اکرم ﷺ کے علیہ مبارکہ کا بیان:

۲۔ حضرت ﷺ کے علیہ مبارکہ کا بیان اور اوقات شب و روز کے مشاغل
 آجیاب عالیہ الصلۃ و السلام کے تصنیف امام ترمذی نے سبب شکل میں حضرات
 حسنین رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ ایک حدیث عموماً ذکر کی ہے اور بعض روایات
 ضعیفہ میں آیا ہے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے، کہ یہودی حضرت ابو بکرؓ کے
 پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم سے اپنے ساتھی کی رعایت بیان کرو۔ تو آپؐ نے کہا
 کہ اے جہالت یہودی میں اس کے ساتھ غلام میں اس طرح رہا جیسے یہ میری دونوں
 انگلیاں اور میں اس کے ساتھ جیل حرا پر چڑھا، اس طرح کہ ہر ایک دوسرے کی سر
 میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے لیکن (اسے) قرب کے باوجود آپ ﷺ کے اوصاف
 کو بیان کرنے مشکل بات ہے البتہ یہ حضرت علیؓ میں اہل حال موجود ہیں ان سے
 پوچھو۔ تو وہ سوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے ابوالحسن ہم سے
 اپنے چچ زاد کے اوصاف بیان کرو۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ دراز قد تھے
 مگر سوزنیت کی حد سے گذر جانے والے نہ تھے اور نہ کوتاہ قد تھے کہ ایک عضو
 دوسرے میں داخل ہو آپؐ دو سامنے قد سے کچھ بلند تھے غیور رنگت حوسرخی کی
 جھلک لئے ہوئے تھی۔ لمبے، اور پل جو مگر گریا لے نہ تھے آپ ﷺ کے ہاں
 دونوں کانوں تک لگے ہوئے تھے، کشادہ پیشانی، دونوں آنکھیں سیاہ، سینے سے ناف
 تک ہاتوں کا ایک خطا سامنے کے دانت نہایت چمکیلے، بلند نیچی آپ کی گردن
 گویا پاندی کا سر قح تھی۔ آپ ﷺ کے کچھ ہاں تھے سینے سے ناف تک (سیدھے خط

میں) گویا کہ وہ سیاہ منک کی ایک شاخ ہے۔ آپ ﷺ کے جسم میں یا آپ ﷺ
 کے سینے میں ان کے سوا اور کوئی دھبہ نہیں تھے اور آپ ﷺ کی پھلی اور قدم
 پر گوشت تھے اور جب آپ ﷺ پہنچے تو قدم پوری قوت سے اٹھتے (آگے کی
 طرف جھکاؤ کے ساتھ) اور جب کسی کی طرف التفات فرماتے تو پورے بدن کے
 ساتھ التفات فرماتے اور جب آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو لوگوں سے بلند قامت
 معلوم ہوتے اور جب بیٹھتے تو لوگوں سے اونچے دکھائی دیتے اور جب بات کرتے
 تو لوگوں کو خاموش کر دیتے اور جب غصہ دیتے تو لوگوں کو ڈر دیتے اور لوگوں کے
 ساتھ سب سے زیادہ رحمت کا برتاؤ کرتے، عقیقہ کے ساتھ شقیق باپ جیسے تھے اور یہ وہ
 عورتوں کے ساتھ کریم شوہر کی طرح، سب لوگوں سے زیادہ بہادر تھے اور سب سے
 زیادہ بخشنے والی پھلی رکھتے تھے اور آپ ﷺ کا کھانا جو کی روٹی ہوتا تھا اور آپ ﷺ
 کا کپڑا جو بڑے کاغذ یا جس کھجور کی چھل بھری ہوئی تھی، آپ ﷺ کی چادر کی ٹیکر
 میں لکڑی کی تھی جو گھوڑے کے پاؤں سے سی ہوئی رہی سے بنی ہوئی تھی اور آپ ﷺ
 کے پاس دو عمامے تھے ایک گرم۔ ایک ہاتھ اور دوسرے کو عقاب۔ اور آپ
 ﷺ کی کھور ذہن تھا تھی اور آپ ﷺ کا جھنڈا عمامہ اور آپ ﷺ کی اونٹنی
 مفیدہ اور آپ ﷺ کا خیر و احسان اور آپ ﷺ کا نہاد حاکم۔ اور آپ ﷺ کا
 گھوڑا بحر اور آپ ﷺ کی بکری برکہ اور آپ ﷺ کی رضی مشوق تھی اور
 آپ ﷺ کا علم الحمد تھا۔ اور آپ ﷺ اونٹ کو خود باندھتے اور پانی مانگنے والے

لا تخسب الا خلاقی لا یهدی لا یخسب الا
 اکت واضرب علی سقیما لا یفسد علی
 سقیما الا انت ائتک یکت لیسار کنت
 وتعالیت استغفرک والذوب الیک
 میں تیرے اقدس نام میں سے ہر ایک کلمہ پر غور کیا
 اور میں نے یہ کلمہ کا ترجمہ کیا میرے
 سب گناہ کاش دے ہے کف حیرے س کوئی
 کہ نہیں بخش سکے اور مجھ سے اور کہ میری
 مصائب کس کس کوئی تیرے سوا اور نہیں
 کر سکتا میں تجھ پر ایمان لیا تو بڑی برکت والا
 ہے اور تو بلند ہے میں تجھ سے عظمت والا
 ہوں اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔

پھر جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو فرماتے

اَللّٰهُمَّ لَكَ ذَنْبٌ وَبِكَ اَعِثُّ وَلَكَ
 تَزَلُّمٌ خَضَعُ لَكَ مُتَعِمٌّ وَفَضْرٍ
 لِّیْ سَتَعْمِیْ وَغَفِیْ
 یا اللہ میں نے تجھ سے گناہ کیا ہے اور تجھ پر
 ایمان لایا اور میں تیرے اتنا ہی ہے کہ میرے لیے
 شک مجھے میرے کان اور میری آنکھ اور
 میرا گووا اور میرے بڑی اور پیٹے۔

پھر جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ جَلًّا وَشَمَاتًا
 وَالْاَرْضُ فِیْهِنَّ وَفَا تَنْتَهَمَا وَجَلًّا فَا شِئْتَ
 من غن و
 یا اللہ اے اللہ اے ہمارے رب تجھی کو نام
 اور تعریف ہے آسمان اور زمین کے ہر ایک
 برابر اور غن کے گناہ میں سے اور جنتی تو
 ہے۔

پھر جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو فرماتے

اَللّٰهُمَّ لَكَ تَسَجَّدْتُ وَبِكَ اَعِثُّ وَلَكَ
 میں نے تجھ سے سجدہ کیا اور تجھ پر

اؤنت کو خود کس کھاتے اور کپڑے میں خود بیچ نہ لگاتے اور اپنا جو تاخرو کاٹھ بیچ
 تھے۔

سے نماز عموماً مناجات (خصوصی دعا والی نماز):

ان میں سے ایک نماز ساجد ہے جو کہ لذت مناجات کے حاصل کرنے
 میں نہایت مؤثر ہے اور جس میں اس پر پیش کش کے کچھ اس کی نورانیت کو پائے گا
 اور جس نے اس کو چکھ نہیں وہ اس کو نہیں جان سکتا کہ خود خدائی وغیرہ نے اعراج
 کی روایت سے روایت کیا جو عیدہ میں ابی رافع سے اور وہ حضرت علیؓ سے روایت
 کرتے ہیں اس کی تفصیل اس طرح ہے۔ حضرت عیدہ اللہ تعالیٰ بن بل رافع حضرت علیؓ
 سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب رات کے وقت نماز داکر کرنے کے لیے
 کھڑے ہوتے تو فرماتے:

وَجِئْتُ وَجِئْتُ بِلَهْفٍ فَكَلَّمْتُ الشَّعْوَةَ
 وَالْاَرْضَ حَنِيفًا وَفَا مَنَ الْفُشْرُ كَيْفَ
 لِيْ ضَلَالِيْ وَوَشْكِيْ وَتَعْبَايَ وَفَا لِيْ بَلَدِيْ
 الْعَالِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَبَدَلِكْ اَعْرُثْ وَا
 اَوَّلُ الْاَسْلَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَلَيْسَ لَكَ الْاَلَمُ
 اَلَا اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنْ اَعْبُدَكَ ظَلَمْتُ لِنَفْسِيْ
 وَاعْتَدْتُ لَكَ بِدَلِيْلِيْ فَتَغْفِرْ لِيْ وَتُؤْنِّسْ
 اَلَمْ تَعْلَمْ اَلَا اَنْتَ الْاَلَمُ وَتُؤْنِّسْ
 میں نے بہانہ اکی طرف متوجہ کیا جس سے
 آسمان اور زمین وہیہ کیا میں سے کت
 کر ہی کا ہوں اور میں شرم سے نہیں
 سے شک میں ہر میری قریلی اور میری
 زندگی اور میری موت اللہ سے دانتے ہے
 ہر گناہوں کا چھپانے والا ہے۔ اس کا کوئی
 شریک نہیں اور ہی کا مجھے علم ہے اور میں
 پہلے مسلمان ہوں یا اللہ تو روشہ ہے تجھ سے
 سوا کوئی معبود نہیں ہے تو ہی میرے رب ہے اور

أَشْلَفْتُ سَجْدًا وَجَعَلْتُ لِلدَّيِّ خَلْفَهُ قَسْرًا وَفِي رَهْطِي سَجْدَةً وَتَقَرَّرَ فِيهَا رَكْعَتَانِ اللَّهُ أَكْبَرُ
 الخالعين۔
 میں ایمان لایا اور تیرا ہی تابع ہوا میرے ساتھ
 سے کعبہ کی کوئی کشتی سے ہے جس سے اسے
 بتایا اور اس کی صورت رکب کی اور اس سے وہ
 اور آج میں کوئی سوچی رکعت والا ہے سب

ہائے والوں سے سہا ہوا۔

پھر تشہد اور سلام کے درمیان پڑھتے

اللَّهُمَّ الْحَقُّ عَلَى مَا كُنْتُكَ وَمَا الْخُرُوفُ وَمَا
 أَشْرَفْتُ وَمَا أَفْلَحْتُ وَمَا أَفْلَحْتُ وَمَا
 وَجَّيْتُ أَفْلَحْتُ وَمَا أَفْلَحْتُ وَمَا أَفْلَحْتُ
 إِذَا أَفْلَحْتُ
 اللہ اے میرے رب میں نے تجھے یاد کیا اور جو کچھ میں نے
 یاد کیا وہ سب تجھ سے ہے اور جو کچھ میں نے
 یاد کیا وہ سب تجھ سے ہے اور جو کچھ میں نے
 یاد کیا وہ سب تجھ سے ہے اور جو کچھ میں نے

(امام ترمذی نے صحابہ کے یہ حدیث منسوخ ہے۔ تاریخ ۱۶۳۹ھ میں منسوخ ہوئی)

سب دن اور رات کے نوافل:

ان میں سے دو اوقات صیہ چاشت و صلوٰۃ الزوال وغیرہ کے نوافل ہیں جو کہ
 ایک نہایت فائدہ مند باب ہے۔ نہیں احمد بن حنبل نے عام بن خضام سے روایت
 کیا ہے کہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علیؓ سے نبی ﷺ کے ان کے نوافل سے اسے
 میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم نبی کی طاقت نہیں رکھتے کہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا کہ
 آپؐ ہمیں اس سے باخبر کریں تو ہم ان کے جس قدر حصہ پڑھ سکے گا عمل کریں
 گے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ پڑھتے تھے تو مسجد میں غمر

جاتے یہاں تک کہ جب سورج یہاں سے یعنی مشرق کی طرف سے مغرب کی جانب
 چل کر تھکا ہوا ملے کر بیٹا جس کی مقدار یہاں سے مغرب کی جانب نماز عصر کی
 مقدار کے برابر ہے تو آپ ﷺ اٹھتے اور چار رکعت پڑھتے پڑھتے پڑھتے پڑھتے
 پہلے چار رکعت پڑھتے جب کہ سورج ذیل پکا ہوتا۔ اور دو رکعتیں غمیر کے بعد اور
 چار رکعت عصر سے پہلے۔ ہر دو رکعت (یعنی دو نمازوں) کے درمیان آپ ﷺ
 فاصلہ قائم کرتے تھے یہ دو رکعت مقررین اور انبیاء اور جو مومنین و مسلمان میں
 سے آپ ﷺ کا اتباع کرنے والے تھے ان سب پر سلام بھیجتے۔ اور حضرت علیؓ
 نے فرمایا کہ یہ سولہ رکعات ہیں۔ آپ ﷺ نے ان میں انہیں اپنی معمول عبادت بنا
 رکھا تھا۔ اور ایسے لوگ کم ہیں جو نبی پر بھیقتی اختیار کریں۔

۵۔ حضرت علیؓ کے فتاویٰ:

مسئلہ میں سے فتاویٰ در بہت سے نظام خصوصاً امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
 کی کتابوں، مستقل و غیرہ، اوراق و در مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ میں آپؓ سے نقل کئے
 ہیں اور ان کتابوں میں ابی بکر کا براہِ احمد مذکور ہے۔

۶۔ حضرت علیؓ کے توحید و صفات الہیہ کے بارے میں مباحث:

حضرت علیؓ توحید و صفات کے بحث میں بڑی کمال رکھتے تھے اور ان
 بحث ان کے خطبوں میں (و سعادت کے ساتھ) پایا جاتا ہے اور علماء کرام سے
 صرف وہی اس بیان کے ساتھ متفق ہیں، گو یہ باب توحید و صفات میں کام سے پہنچ

مشکوک دہی ہیں اور وہ ان مقامات میں جو مستحب ہیں، صل اجماع سے کہ جیہ کی منت
منہ ہے اور نہیں کے تین متاخرین نے بھی اس نچ پر عمل و ترتیب مقدمت میں
چنانچہ پانچویں، چھٹے، ہفتم، و بائیس کر پڑے

۷۔ حضرت علیؓ اور خوف و احسان:

خوف کے بارے میں حضرت علیؓ ایک نہایت وسیع و پائے لیکن پیام
خداقت میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی فرمایا کہ میں کسی مشقت سے نہ ہوں کہ ان کی تفصیل
سے روک دیا۔ حضرت سفید رحمہ اللہ کا قول ہے کہ وصول اور جہاد میں اس کے استاد
در شیخ حضرت علیؓ امر تھی رضی اللہ عنہ ہیں اور خلوص میں فصاحت اور لافقت کی
درسم ان کی دہائی ہوئی ہے غلغلہ سابقان میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔

۸۔ حضرت علیؓ بطور مشیر خلفائے سابقین:

پھر شیخین (حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ) کے زمانوں میں مسئلہ نبیہ
میں مشیر اور تدبیرات حکمت میں دوزر بھی دیتی ہوتے تھے اور ان حضرات نے بھی ان
کی تعلیم و توفیر میں بہت دور کارکن کے مناقب اور فضائل کو واضح کیا ہے۔ ان کے
کلام میں سے ایک فصل ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

حضرت علیؓ کی خلافت اور خلفائے راشدین کے بارے میں روایات پیشین
گوئیاں:

جانتا چاہئے کہ جو کچھ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی وفات کے بعد گذرا آخر تک ان تمام واقعات کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں
خبر دی تھی اور ان حوادث کی بنیاد، باتوں سے انہیں مطلع فرمایا تھا۔
(الف) خلافت راشدہ کی ترتیب وار پیشین گوئی:

غنیۃ الطالبین میں مذکور ہے کہ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک رخصت نہیں ہوئے جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہم سے یہ بیان نہیں کر دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت حضرت ابو بکرؓ کی ہوگی
پھر حضرت عمرؓ کی پھر حضرت عثمانؓ کی اور پھر میری ہوگی مگر پھر مجھ پر احسان ہوگا
اور یہ حدیث اگرچہ باہر حدیث غریب دکھائی دیتی ہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
خلفائے ثلاثہ (امت) اور پھر حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے متعلق
ارشادات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیحات و روایات سے زیادہ حدیث پر مشتمل
ہے۔ اگر ان کو پیش نظر رکھا جائے تو یقیناً ان (امت) سے بعد خلافت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہوگی (کی غرابت نامود ہو جاتی ہے) پھر مضمون ثانی کہ مجھ پر اور احسان ہوگا اس سے
شوہر کا ایک حصہ حضرت ذوالنورینؓ کے حالات میں ہم نے بیان کر دیا ہے اور ایک
حصہ ہم یہاں ذکر کریں گے۔

(ب) حضرت علیؓ کی خلافت اور شہادت ہوگی:

امام احمد بن حنبل نے حضرت فضالہ بن یزید نے فاضل انصاری سے روایت کی ہے: اور حضرت ابو الفضلہ الدیلمی سے بھی یہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے ساتھ حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ کی مہاجر پستی کے لئے شیعہ کا سفر کیا جو ایک مرض کی وجہ سے جوان کو مہاجر ہو گیا تھا چار سٹے دن سے میرے والد نے کہا کہ آپؓ کو کس بات نے اس مقدم میں مقیم کر رکھا ہے اگر یہاں آپؓ ہادفت معین آگیا تو آپؓ کے کام (عقین و تدفین وغیرہ) کا کام دار سوائے ابو جہینہؓ نے کیا تو اس کے کوئی نہ ہو گا۔ آپؓ مدینہ منورہ کے لیے سوار ہو چا چاہتے ہیں اور آپؓ کا وقت آیا تو انہی اکرم ﷺ کے صحابہ کرم آپؓ کے وہاں ہوں گے اور سب آپؓ کی نماز (جنزہ) پڑھیں گے۔ تو حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے کہہ کر رسول اللہ ﷺ مجھ سے مصافحت کر چکے ہیں کہ میں اس وقت نہیں مروں گا جب تک کہ امیر نہ بنایا جاوے پھر اس کو فضاہ کیا جائے یعنی ان کی ڈاڑھی کو ان کے خون سے جینی کے (خون سے لار لگا جانے کا چنانچہ حضرت علیؓ کی طرف شہید کیے گئے اور حضرت ابو الفضالہ حضرت علیؓ کی معیت میں جنگ صفین میں شہید کیے گئے۔

(ج) خلفائے راشدین کے بارے میں فرمان نبوی ﷺ:

اسی طرح امام احمد بن حنبل نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ کے بعد کس کو بنادیں یا انہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: مگر تم بوجہ کو امیر بناؤ تو ان کو ہدایت دے گا۔

کرنے والا امین دویا سے کنارہ کشی آخرت کی طرف رغبت پاؤ گے۔ ورنہ حضرت عمرؓ کو امیر بناؤ تو ان کو طاقت اور امر امین پاؤ گے، وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ اور اگر تم علیؓ کو امیر بناؤ اور میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسے کرو گے تو ان کو ہدایت کرنے والا ہدایت یافتہ پاؤ گے۔ وہ تم کو طریق مستقیم پر لے جائے گا۔

(د) حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر:

خصائص میں ہے کہ طبرانی اور ابوالفہم نے حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت کی ہے: وہ کہتے ہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ اے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تو یقیناً امیر اور خلیفہ بنایا جائے گا اور یقیناً مقتول ہو گا اور یقیناً یہ رنگ کی جائے گی جس سے جنتی نہ کی ڈاڑھی ان کے سر (کے خون) سے۔ اور وہ کہنے سے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ مجھ سے واضح طور پر ہی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اہل بیتؓ نے مجھ پر معیت کرے گی۔

(ه) حضرت علیؓ کے لیے جنت کے باغ اور دنیا میں مشکلات کی خبر:

حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے: وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ میرے بعد حق کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ میرا دین سلامت رہے گا فرمایا کہ ہاں تیرا دین سلامت رہے گا۔

ابو بکرؓ نے حاکم سے انہوں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس دوران میں کہ رسول اللہ ﷺ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم مدینہ سے آئیے، راستہ پر پہلے جا رہے تھے کہ ہمارا گدڑ ایک بانگ پر سے ہوا میں نے کہا یدرسو اللہ یہ کتنا اچھا بانگ ہے **عزایا** کہ حیرے لئے جنت میں اس سے بھی اچھا بانگ ہے۔ یہاں تک کہ ہم سات باغوں تک گئے۔ اور بانگ پر میں یہ کہتا رہا کہ یہ کتنا اچھا بانگ ہے۔ درپے ﷺ فرماتے رہے کہ مت مانتے تیرے لئے اس سے بھی اچھا بانگ موجود ہے۔ پھر جب آپ ﷺ رستے پر پہنچ کر پہلے تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اور بہت روئے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یدرسو اللہ ﷺ آپ ﷺ کس وجہ سے رو رہے ہیں فرمایا کہ دوگوں کے سینوں میں کیسے چھپے ہوئے ہیں وہ تم سے ان کا خیر میرے بعد کریں گے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یدرسو اللہ ﷺ کیا میرا این سلامت رہے گا؟ فرمایا کہ ہاں حیرا دین سلامت رہے گا۔

(د) خلافت کے امیدواروں میں اختلاف کی خبر:

احمد ابن حنبلؒ نے ابی بن عمرؓ اسکی سے انہوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے، انہوں نے نبی ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آئندہ امارت کے امیدواروں میں اختلاف ہو گا اسے علیؓ اگر تم سے ہو سکے کہ تم سے بچے ہو تو ابی ضرور کر لیا۔

پھر آنحضرت ﷺ نے بہت سی احادیث میں جو متواتر ہیں اور مستند و متواتر سے روایت کی گئی ہیں آپ ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ اہل بیت حضرت علیؓ سے ہر قسم کی نفی پر مجبوظ ہوگی۔

(ز) خلافت مدینہ میں اور بادشاہی شام میں ہونے کی خبر:

مجلس من کے یہ حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا خلافت مدینہ میں رہے گی اور بادشاہی شام میں۔

ان میں سے بہت سی احادیث ہیں جو اس بات پر درست کرتی ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے بعد خلافت سر تق ہو جائے گی۔ اور ان میں سے ایک حدیث ہم پر زور کر چکے ہیں۔ اور خلافت میں ہے کہ ہزار نے اور بیعتی نے اس کو روایت کیا ان میں سے صحیح بھی کہا ہے کہ حضرت بور داؤد سے مروی ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان اہل میں کہ میں سارہ قوم میں نے دیکھا کہ ایک ستون میرے سر کے نیچے سے خارج ہو گیا۔ میں نے کہا کہ وہ لے جایا جاوے تو میں نے ہنسی نظر ان سے بچنے لگایا تو اس کو شام کی طرف لے جایا گیا۔

(ج) مستند حوادث کی خبر:

اور یہ کہ یمن ہمیشہ خبر و غائب رہے گا یہاں تک شام میں فتنے واقع ہوں گے۔ اسی قسم کی روایات کو حضرت عمرؓ بن الخطابؓ اور حضرت بن عمرؓ بن عبد ربیعؓ سے لیا گیا ہے۔

(ط) جنگ جمل کی خبر:

اور اس کے بعد آپ ﷺ نے جنگ جمل کی خبر دی۔ ابو بکرؓ، ابو جہلؓ اور محمد بن حنفیہؓ وغیرہ اسے روایت کی ہے اور اٹھ اہل بیتؑ سے ہیں۔

قیس بن علیؓ نے اس سے مراد یہ ہے کہ جملہ صحابہؓ نے حضرت عائشہؓ کو عامر کے پتی (یعنی بنتی) سے گزریں جس کو وہ عیب کہا جاتا ہے تو ان کے انوکھے وہاں کے کتے بھونکنے لگے تو انہوں نے کہا کہ مجھے وہ نہیں ہے جو مجھے وہاں لے جاؤ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ تم میں سے ایک کا اس وقت کیا حال ہو گا جب اس پر حرم کے کتے بھونکیں گے۔

(ی) سات فتوں کی خبر:

اور حاکم نے یحییٰ بن سعیدؓ کی حدیث روایت کی ہے انہوں نے ولید بن عیاشؓ سے روایت کی ہے انہوں نے ابراہیمؓ سے انہوں نے طاہرؓ سے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو سات فتوں سے آراستہ ہوں جو میرے بعد واقع ہوں گے۔ ایک فتہ مدینہ کے سامنے سے آئے گا اور ایک فتہ مکہ کے سامنے سے اور ایک فتہ شام سے آئے گا اور ایک فتہ مشرق سے سامنے آئے گا اور ایک فتہ مغرب سے سامنے آئے گا اور ایک فتہ شام کے اندر سے اور یہ سفینیؓ ہو گا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر عبداللہ ابن مسعودؓ نے کہا کہ تم میں ایسے لوگ ہیں جو پہلے فتہ کو پا لیں گے اور سات فتوں میں ایسے بھی ہیں جو آخری فتہ کو پا لیں گے۔ ولید بن عیاشؓ کہتے ہیں کہ فتہ مدینہؓ حضرت طلحہؓ اور

حضرت زبیرؓ کی طرف سے واقع ہو گا اور کہہ کہ فتہ حضرت عبداللہ بن ربیعؓ کا فتہ ہے اور شام کا فتہ بنی اسدؓ کی طرف سے آئے گا اور مشرق میں بنی کی طرف سے آئے گا (ک) واقعہ صفین کی پیشین گوئی:

پھر آپ ﷺ نے واقعہ صفین کی خبر دی۔

شیخین (امام بخاری و امام مسلم) نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دو بڑی جماعتیں جس میں جنگ نہ کریں گی ان دونوں کے درمیان بڑی خونریزی ہوگی دونوں کا دعویٰ ایک ہو گا۔

(ل) حکمین کے عتر کی طلاق:

اور یہ حدیث اس کی طرف اشارہ ہے کہ اہل شام نے قرآن مجید کو چند کر دیا تھا کہ ہمارے ہر تمنا ہے۔ میں یہ قرآن ہے۔ اور حضرت علیؓ امر تقی نے فرمایا کہ یہ قرآن فاسق قرآن ہے اور میں بولنے والا قرآن ہوں۔

پھر آپ ﷺ نے طلاق کے واقعہ کی خبر دی۔ مصاحف میں تصحیف نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل نے آپس میں اختلاف کیا اور ان کے آسمان کا عذاب جاری رہا تا آنکہ انہوں نے دو حکم بھیجے تو وہ دونوں گمراہ ہو گئے اور دونوں نے دو دین کو بھی گمراہ کیا اور میری امت بھی اختلاف کرنے والی ہے، ان کا اختلاف دائمی جاری رہے گا

یہاں تک کہ وہ بھی وہ حکم مقرر کریں گے۔ دونوں گروہوں کے درمیان دو تہوں کا امتیاز نہیں رہے گا وہ بھی مگر ادا ہو گا۔

عقلاً (دونوں گروہوں کو) اسے سراہا یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اجتہاد میں غلطی کی اور صل میں صحیحہ (اور درجہ اول کی جہاں نبی کریمؐ کو ادا ہو گا) سے مراد یہ ہے کہ یہ اجتہادی غلطی بہت سے فساد کا باعث بنے گی۔ اور جن میں سے ایک خلافت کا بہترین اہل س کے ساتھ سے غلطی کا بہترین کی طرف جانا تھا۔ اور اسی طرح ان میں سے خورج کا اٹھنا بھی ہے یہ دلیل ہاتھ نہ آئے کہ اللہ کے دین میں کسی کو حکم بتانا صحیح نہیں ہے۔

(م) خورج کے خروج اور ان سے شدید جنگ کی خبر:

پھر آپ ﷺ نے نبیوں کے واقعہ سے خبردار فرمایا اور یہ حدیث متواتر ہے، جسے احمد نے عبید اللہ بن عباس بن عمرو بخاری سے روایت کیا ہے کہ جن راتوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تھے عبد اللہ بن شداد عراقی سے لوٹ کر آیا اور حضرت عائشہ صدیقہ کے یہاں پہنچے جب کہ ان کے پاس ہم دم و گئیے تھے تو حضرت عائشہ نے اس سے کہا کہ اے عبید اللہ بن شداد کیا تجھے س بات کا صحیح جواب دے گا جو میں تجھ سے پوچھوں گی تو تجھ سے اس قوم کا حال بیان کر جن کو حضرت علیؓ نے قتل کیا تھا۔ عبد اللہ نے کہا کہ میں کیوں آپ سے بچ نہ بولوں گا۔ حضرت عائشہ نے کہا تو تجھ سے ان کا قتل بیان کر۔ عبد اللہ نے کہا کہ حضرت علیؓ نے جب امیر معاویہؓ سے معاہدہ کیا اور دو حکموں کو منظور کر لیا تو ان کے خلاف آٹھ

بزار جیسے لوگوں سے خلافت نردی حوالے سے قاری تھے اور وہ ایک مقدم پر جمع ہو گئے جو نوف کی ایک جانب واقع ہے جس کو حرور نہ کہا جاتا ہے اور یہ لوگ حضرت علیؓ سے برگشتہ ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ تو اس قیص سے باہر آیا ہے جو حقے اللہ نے پہنچائی تھی اور اس نام سے جس سے کہ حقے اللہ نے موسیٰ کو کہا تھا۔ پھر تو تک اذکیا اور قونے اللہ کے دین میں (دوسروں کو) حکم بتایا۔ تک حکم تو صرف اللہ کا حکم ہے مگر پھر جب حضرت علیؓ کو ان کے برگشتہ ہونے کی اطلاع پہنچی اور ان کے مقابہ پر ایک جہد فریق بن جانے کی تو انہوں نے ایک مڑادی کرنے والے سے یہ اعلان کر لیا کہ امیر المومنینؓ کے پاس حاضر قرآن (حافظ و علم) کے سوا کوئی شخص نہ آئے۔ تو جب بڑے بڑے قاریوں سے مکان بھر گیا تو حضرت علیؓ نے ایک بڑا شاندار قرآن مجید پڑھا اور اس کو اپنے سامنے رکھا، پھر اس کو اپنے ہاتھ سے خلیفہ شریعہ کیا اور آپؓ کہتے جاتے تھے کہ۔ قرآن لوگوں سے بات کر تو اس پر لوگوں نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنینؓ اس سے آپؓ کو کیا پچھے ہو یہ تو در قوں کے لوہر محض روشنائی ہے بلکہ اس کے نقصان خواہش سے ہم سے روایت کیا گیا ہے ہم گفتگو کریں گے تو آپؓ کا مقصد کیا ہے؟ آپؓ نے کہا کہ تمہارا حق علیؓ کو دیا گیا ہے۔ انہوں نے بخدا کی ہے، میرے اور ان کے درمیان اللہ عزوجل کا کتاب موجود ہے۔ اللہ عزوجل اپنی کتاب میں ایک عورت اور ایک مرد کے ہارسے میں فرماتا ہے

وَالَّذِينَ يَحْمِلُونَ يَتْلُونَ شِقَا فِي تَبْطِغًا فَا يَكْفُؤُوا | یعنی اور اگر تم اوپر دلوں کو اب دلوں
خَلَفْتُمْ قَبْلَ اَفْلَهِمْ وَخَلَفْتُمْ قَبْلَ اَفْلِهِمْ | | میں نبیوں میں شکاف کا اندیشہ ہو تو تم

دن کا دشمن یا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے چار افراد نے رجوع کیا اور یہ سب لوگ تائب ہو گئے۔ ان میں بن کلوہ بھی شامل تھا۔ ان سب کو حضرت عبداللہ عیسیٰؓ کو فوج میں حضرت علیؓ کے پاس لے گئے۔ پھر حضرت علیؓ نے ان میں سے باقی لوگوں کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ وہ معاملہ اور انہار سے راتھ لوگوں کا جو کچھ معاملہ تھا وہ تم نے دیکھ لیا ہے۔ اب تم جہاں چاہو گھر آ جاؤ۔ امنت محمد ﷺ (ایک رائے پر) مجتمع ہو جائے۔ ہمارے درخبردار اور ممالک (بعض) یہ شرط ہے کہ تم کسی بے گنہ کار کا خون نہ بہاؤ اور ذاکہ زنی نہ کرو اور اہل ذمہ پر ظلم نہ کرو مقررہ قوموں سے اگر ایسا نہ کیا تو ہم تم سے وہی برتاؤ کرتے ہو۔ جنگ کریں گے۔ جنگ اللہ تعالیٰ فیات کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

پھر ان سے حضرت عائشہؓ فرمایا کہ اے ابن شدہ پھر حضرت علیؓ نے ان کو قتل بھی کر دیا تو اس نے کہا اللہ حضرت علیؓ نے ان پر رحم نہیں کیا تاہم انہوں نے ذاکہ زنی کی اور خونریزی کی اور اہل ذمہ کی جان و مال کو مٹا کر ادا کیا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: کہ وہ گویا کرتے ہو؟ ابن شدہؓ نے کہا اس اللہ کو جس سے سوا کوئی معبود نہیں میں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ عیسیٰ بن ہود

اُم کو مبین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مجھے کوئی ایسی چیز اہل عراق کی طرف سے نہیں پہنچی جو انہوں نے یمن کی ہوس و ذمہ داری ڈو شدی کہتے تھے۔ ابن شدہؓ نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے میں محتومین میں اس کے سامنے حضرت علیؓ کے ساتھ کھڑا تھا تو حضرت علیؓ نے اس کو پکارتا اور کہا کہ کیا تم اسے پہنچتے ہو؟ تو بہت

سے آئے وہ سب کہ ہم نے اس کو مسجد بنی لہاں میں دیکھا تھا کہ نہ پہنچا ہوا تھا اور ان کے بارے میں کوئی پختہ شہادت ہی نہیں لی جس سے وہ پہچانا جاتا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ جب اس کے سامنے کھڑے ہوئے تھے تو انہوں نے کیا کہا تھا جیسا کہ اہل عراق میں (یعنی بیان) کرتے ہیں۔ ابن شدہؓ نے کہا کہ میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جج کہا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ کیا تم نے حضرت علیؓ سے اس کے علاوہ کچھ اور بھی سنا۔ شدہؓ نے کہا وہ نہیں حضرت عائشہؓ نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جج کہا۔ اللہ تعالیٰ حضرت علیؓ پر رحمت کرے ان کا یہی کلام ہوتا تھا۔ ادیب بھی کوئی ایسی بات دیکھتے جو ان کو عجیب معلوم ہوتی تو یہی کہہ کرتے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جج فرمایا ہے۔ لیکن اب علیؓ عراق میں ان پر جھوٹ کہتے ہوئے پھرتے ہیں اور ان کی بات چھوڑ دیتے ہیں

حضرت امیر المومنین علیؓ نے حارث بن ربیع سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ ہم حضرت علیؓ سے ساتھ حارث بن ربیع نکلے اور آپ نے ان کو قتل کیا۔ پھر کہا دیکھو کیونکہ اللہ نے نبی ﷺ سے فرمایا: "متریب ایک قوم جو حق میں بناوٹ کرنے والے ہوں گے اور حق (یعنی قرآن) ان کے حق سے خبر نہ کرے گا اور حق سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے، ان کی ملامت یہ ہے کہ ان میں ایسا کالہ آدمی ہو گا جس کے ہاتھ میں شخص ہو گا، اس کے ہاتھ میں یہ ہواں ہوں گے۔" مردہ اس میں شامل ہو تو قرآن بدترین لوگوں کو قتل کیا

حضرت علیؓ اسی وقت تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میں تم انہوں کو حب سے بازو اور ہتھوں کا جان نہ بنائیں۔ تم نے کہا کیوں نہیں یہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ وہ خود کا نیک کہہ (جس کا نام قیدار بن سہاف تھا) جس نے دغنی کو رومی کیا تھا اور جس سے نیچے میں قوم خود تلوہ کو دی گئی تھی اور (دوسرا کہو ہے جو اسے علیؓ پر دار کرے گا اس کے آپر یعنی سر کے ابھرے حصہ پر یہاں تک کہ خون سے تر ہو جائے یعنی اُن کی گلازنی۔) اور اس سے نتیجہ میں دنیا خلافت راشدہ سے محروم کر دی جائے گی!

(س) حضرت حسنؓ اور امیر معاویہؓ کے مابین مصالحت کی پیشین گوئی:

پھر آپ ﷺ نے حضرت حسنؓ اور امیر معاویہؓ بن ابی سفیان کے درمیان مسلح کی خبر دی۔ امام بخاری نے حضرت حسنؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکرؓ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے ہیں کہ اس شام میں کہ نبی کریم ﷺ غلبہ دے رہے تھے کہ حضرت حسنؓ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سرد رہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دیر سے مسئلوں کے دو دروہوں میں صلح کرانے لگے۔

(ع) امیر معاویہؓ کی لادارت کی خبر:

پھر آپ نے امیر معاویہؓ سے مستقل بادشاہ بننے کی جہ دی۔ خصائص میں بن ابی شیبہ نے امیر معاویہؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں خلافت کی طبع رکھتا

ہوں۔ جب سے رسول اللہ ﷺ سے مجھ سے فرمایا تھا کہ "اے معاویہ! اگر تو بادشاہ بن جائے تو نیک کام کرنا۔"

اور یحییٰ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی: کہتے ہیں کہ میرا معاویہؓ نے یہاں کیا کہ خدا کی قسم مجھے کسی چیز سے عافیت پر نہیں ابھرا سوائے اس بات کے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اے معاویہؓ اگر تو اپنی امر بنادیا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا، تو میں گمان کرتا رہا ہوں کہ میں نبی ﷺ کے اس ارشاد کی نہ پر اس عمل (خلافت) میں جٹکا ہوں گا۔

اور طبرانی نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ بن کر رسول اللہ ﷺ نے امیر معاویہؓ سے فرمایا کہ تیرا اس وقت یہاں ہو گا جب اللہ تعالیٰ تجھے قیام دینے لگے گا۔ آپ ﷺ اس سے خلافت و عدالت کو مراد لے رہے تھے تو ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو قیام دینے والا ہے؟ فرمایا کہ ہاں، لیکن اس میں بڑے شر و فساد، بڑے شر و فساد ہوں گے۔

اس حمار نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے: کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے معاویہؓ اگر اللہ تعالیٰ تجھے اس امت کے معائنہ کا دانی بنائے تو اس پر غور رکھنا جو تو کر رہا ہو۔ تو ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو یہ عطا کرنے والا ہے؟ فرمایا کہ ہاں اور اس میں شر و فساد، شر و فساد ہوں گے۔

امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت ابو سعیدؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے معاویہ! اگر تو دل امیر بنادیا ہے تو اللہ سے ڈرنا اور اللہ کے احکام سے ڈرنا کہ میں اس راہ گم ہوں کہ اگر تارہا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے قول کے مطابق میں اس عمل میں مبتلا ہوں والا ہوں تا آنکہ جہنم فرمایا گیا۔

ابو جہل نے امیر معاویہ کی ای طرحی، ایک حدیث کی تخریج کی ہے۔ اسی طرح بن عساکر نے حضرت حسنؓ کی اس حدیث سے میری حدیث نقل کی ہے۔ کہ امیر معاویہؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آگاہ ہو کہ تو عقیقہ میرے جد میری امت پر ولی بنے گا تو جب ایسا ہو تو مجھے کام کرنے دے گا۔ میں نے خدمت کو قبول کرنا اور اس میں سے بڑے کام کرنے والوں کو معاف کر دینا۔ تو میں اس کی برابر امید کرتا رہا یہاں تک کہ اپنے اس مقدم پر قائم ہو گیا۔ اور وہی نے حضرت حسنؓ بن علیؓ سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ چند دن اور ان میں نہیں گزرے گی تا آنکہ معاویہؓ یا شہداء بن جائے گا۔

ابن عساکر نے سلم بن محمدؓ سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ معاویہؓ سے کہتے تھے یا اللہ! اس کو کتاب سکھائیے اور ملک میں اس کو تکمیل (اقتدار) عطا کیے اور اس کو خطاب سے بچائیے۔ ابن عساکر نے غزوہ بنی نہدیہ سے روایت کی ہے کہ ایک عربی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور بولا کہ مجھ سے کشتی لے لیے۔ تو اس سے معاویہؓ نے کہا کہ میں تجھے

سے کشتی لڑتا ہوں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ معاویہؓ کبھی مغلوب نہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ نے اعرابی کو بچھا دیا۔ تو جب جنگ صفین ہو چکی تو حضرت علیؓ نے (حضرت عمروؓ سے) فرمایا کہ اگر تو اس حدیث کو مجھ سے پہلے بیان کر دیتا تو میں معاویہؓ سے جنگ نہ کرتا۔

(ف) قریشی نوجوانوں کی امداد کی خبر:

اس کے بعد آپ ﷺ نے نوجوانان قریش کی بادشاہی کی خبر دی۔ خاصاً ان میں حاکم اور سقی نے حضرت ابو سعیدؓ غدری سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب ابو سعیدؓ کی اولاد تیس آدمیوں تک پہنچ جائے گی تو وہ لوگ اللہ کے دین کو فریب کاری کا ذریعہ اور اللہ کے مآل کو پہنچے گھر کی دولت اور اللہ کے بندوں کو اٹھانا غلام بنائیں گے۔

(س) ابو مروان سے فتح اہل اطماع:

نقلی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ امیر معاویہؓ کے پاس موجود تھے جب ان کے پاس مروان بن الحجاجؓ آیا کہ اے امیر المومنینؓ میری حاجت پوری کر دیجیے۔ بخدا مجھ پر بہت بڑا رعب ہے میں دس افراد کا پاس ہوں اور دس افراد کا پاس ہوں جو ابھی بھائی ہوئے جب مروانؓ انہیں چلا گیا اور حضرت ابن عباسؓ حضرت معاویہؓ کے برابر ان کے تحت پر بیٹھے تھے، تو حضرت معاویہؓ نے کہا اے ابن عباسؓ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب عساکرؓ اور دس آدمیوں تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ کے مال کو آپس کی دولت بنائیں گے،

اور اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کی آسپ وافر بہ کاؤرہ بند کس گے۔ پھر جب یہ چار سوٹانہ آئے ان کی تعداد میں پہنچے جا میں گے تو ان کی ہدایت چل کے چب نے سے بھی زیادہ رعت کے ساتھ موکی۔ تو حضرت ابن عباس نے کہا اللہ گواہ ہے کہ بیشک مردوں نے اپنی رعت کا معاویہ سے ذکر کر دیا تھا۔ تو مردوں نے عبدالمک کو امیر معاویہ کے پاس بھیجا۔ پھر اس نے حضرت معاویہ سے شکوہ کی۔ جب عبدالمک واپس ہوا تو حضرت معاویہ نے کہا کہ اے ابن عباس! اگر تجھے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا (یعنی عبدالمک) کا ذکر کیا تھا اور فرمایا کہ وہ چار سو یا پانچ سو کا مالک ہے۔ تو حضرت ابن عباس نے کہا کہ اللہ گواہ ہے کہ بیشک جیسی ہے۔

حکم کے حضرت ابو ذرؓ سے روایت کی ہے: انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے نہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جب بنو امیہ چاہیں کہ قعدہ میں ہو جائیں گے تو اللہ کے بندوں کو پناہ نام اور اللہ کے مال کو سرکاری بخشش اور کتاب اللہ کو فریب کا زبردہ بنالیں گے۔

اور ابو بکرؓ اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دو صحابیہ سے منہ پر گودا ہے ہیں جس طرح بندہ گودا دے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ پھر ہی ﷺ ہتھ پٹے ہوئے اور گفتہ نہیں رکھے تھے تاکہ آپ ﷺ فراموش نہ ہو جائے۔

اور بنی قریظہ نے حضرت ابن المسیبؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ نبی

اگر تم سلیقہ سے سوئیے (خواب میں) اپنے منہ پر دیکھو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ گومراہے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ گئی کہ یہ تو شخص ایسا ہے جو اس کو دی گئی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ہنسی ہوئیں۔

(ق) بنو امیہ کے اقتدار کی طوالت کی خبر:

[illegible]

(و) دو فرقوں کے وجود کی خبر:

سے علاوہ آپ ﷺ نے دو فرقوں کے وجود کی خبر دی ان میں سے ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان کو بہت کم کر کے اور دوسرا جس کو بہت بڑھانے والا

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہتے ہیں ایک مرتبہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلوایا اور فرمایا کہ اے علی تجھ میں میری علیہ السلام کی کچھ

مشابہت ہے۔ یہاں سے ان سے بعض رکھیں یہاں تک کہ ان کی ماں پر سہاں بانٹھا اور ان سے غصہ نہ کرنے کی اس درجہ محبت کی کہ اس کو ایسے مرتبے تک میں پہنچا دیا جو اس کا نہیں تھا۔ یہی تھے جن کے بعد حضرت علیؓ نے دنیا یا دار کھوکہ پر سے ہارے میں ایسا محبت کرنے والا جو مجھ میں مہالہ کے ساتھ اپنے اوصاف ثابت رہے جو مجھ میں نہیں ہیں اور ایسا بغض رکھنے والا مطلق جس کو میری عداوت ان بات پر نہیں رہتی ہے کہ وہ مجھ پر بہتان بانٹھے وہ دونوں ہلاک ہو جائیں گے۔ یہ دھوکہ میں نہیں ہوں ورنہ مجھ پر وحشیانہ بازی کی جاتی ہے۔ اس میں تو جس قدر قدرت رکھتے ہوں اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت پر عمل کرتا ہوں۔ تو جس بات کا اللہ کی فرمائش ہوگی اسے ہارے میں تم کو حکم دے گا وہ بات خود کو تم کو مرغوب ہو جائے گی اور تم پر میری اطاعت ضروری ہے۔ اور جس مصیبت کی بات کا میں تم کو حکم دوں یا کوئی دوسرے شخص ایسا کرے تو سمجھو کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت روا نہیں۔ طاعت صرف نیک کام میں ہونی چاہئے۔

۹۔ حضرت علیؓ کی خلافت کا ثبوت:

پھر صاف چاہئے کہ اس حوادث میں سے مراد وہ کاکم اس ہی احادیث کے الفاظ سے مستنبط ہو جاتا ہے اور علماء اہل سنت اسی حکم پر پہنچنے میں کامیاب ہوئے خواہ ان کا نافع دوسرا ہو جو حکم ان احادیث کے الفاظ سے ملے گا یا نہ ملے گا۔

یہ بات کہ حضرت علیؓ کی مرتضیٰ کی خلافت مستند ہوئی یا نہیں، تو یہ اس بنا پر یقینی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے (مسلمانوں کو) حضرت علیؓ کی مرتضیٰ کی

مفارقت سے منع فرمایا تھا۔ حاتم نے حضرت بوذر سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: علیؓ جو مجھ سے ایک سو اودھ خدا سے ایک ہو گیا اور جو تجھ سے ایک ہو جائے علیؓ وہ مجھ سے ایک ہو گا۔

اور حاتم نے حضرت ائمہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ فرما رہے تھے کہ علیؓ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؓ کے ساتھ ہے ہرگز دونوں جدا نہ ہوں گے تا آنکہ دونوں غرض کو پورا کر کے آپ کے پاس آئیں گے۔

حاتم نے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ علیؓ پر رحمت کرے۔ اسے اللہ حق کو اسی طرف لے جائے جس طرف علیؓ جاتا ہے۔ رہا یہ کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ رضی اللہ عنہم (ان کی مخالفت کے بارے میں) خطا کرنے والے مگر معذور تھے اس اصول پر کہ "من اجتنب فقد اجتنب" (جو شخص نے اجتہاد کیا اور خطا کی تو وہ ایک ترکہ کا مستحق ہے)۔ تو وہ اس جہت سے معذور ہیں کہ انہوں نے شہد سے استدلال کیا اگرچہ اس سے زیادہ راجح دوسری دلیل ہی ہو کہ وہ تھے اور اس شہد کا موجب اور چیزیں ہوئیں ایسا یہ کہ حضرت علیؓ کی مرتضیٰ سے لے کر ان کی خلافت مستند نہیں ہوئی (جس طرح سابق حقائق کے لیے مستند ہوئی تھی) کیونکہ اصل میں وہ شہد نے اجتہاد کے ساتھ اور مسلمانوں کی غیر حرجی کے لئے آپ سے بیعت نہیں لی تھی۔

ابو بکر بن نبی شہید نے حضرت بنی میلان سے روایت کی ہے: نبیوں نے اپنے والد سے کہے ہیں کہ ہم سے ابو خضر نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہؓ سے جنگ لڑنے کے وقت کہا کہ ہم لوگ دشمن کے مقابلہ پر تھے کہ ہم کو اطلاع پہنچی کہ تم نے اس شخص (یعنی حضرت علیؑ) سے بیعت کر لی ہے، پھر تم اب اسی سے قتال کرتے ہو یا جیسا کہ انہوں نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں تو جنگ کے پات میں داخل کر دیا گیا تھا اور میرا کاروبار تلوار رکھ دینی گئی تھی اور کہا گیا تھا کہ بیعت کرو ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ پھر ان سے بیعت کی اور غیب سمجھ گیا کہ یہ بیعت کمرانی کی ہے۔ یہی نے یہاں کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اہل عراق کے ایک منافق یعنی جملہ بن سکیم نے زبیرؓ سے کہا کہ تو نے تو بیعت کر لی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ زبیرؓ نے کہا کہ میری گڈی پر تلوار رکھ دی گئی تھی اور مجھ سے کہا گیا تھا کہ بیعت کرو ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے تو میں نے بیعت کر لی۔

ابو بکر نے محمد بن بکر سے روایت کی: کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عبد اللہ ابن الاصم سے سنا کہ وہ اپنی دوا کی مرشد سے بیان کرتے تھے: اس نے کہا کہ میں حضرت ام ہانیؓ کے پاس تھی کہ اس نے پاس حضرت علیؑ آئے تو حضرت ام ہانیؓ نے ان کے لئے کھانا منگایا۔ تو حضرت علیؑ نے کہا کہ کیا بات ہے کہ میں تمہارے پاس برکت یعنی بکری نہیں دیکھتا۔ انم راشد کہتی ہیں کہ حضرت ام ہانیؓ نے کہا کہ صلا اللہ اللہ اللہ کی قسم! ہمارے پاس برکت موجود ہے حضرت علیؑ نے کہا کہ میں بکری مراد سے رہا ہوں انم راشد نے کہا کہ پھر دو نیچے آئیں تو وہ دو آدمیوں سے میں اور سنا کہ ان میں سے

یہ اپنے صاحبزادے سے یہ کہہ رہا تھا کہ ہمارے ہاتھوں نے قیامت کر لی ہے مگر ہمارے دلوں نے بیعت نہیں کی۔ انم راشد نے کہا کہ میں نے کہا کہ یہ دو آدمی ان میں سے تو انہوں نے بتایا کہ یہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ ہیں انم ہانیؓ نے کہا کہ میں نے تو ان میں سے ایک کو اور دوسرے سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس سے ہمارے ہاتھوں نے بیعت کی ہے مگر ان سے دلوں نے بیعت نہیں کی تو حضرت علیؑ نے فرمایا:

لَقَدْ بَعَثْتُ قَالِحًا يَشْكِي عَلِيَّ لَقِيَهُ وَهَذَا
أَوَّلِي بَعْدَ عَهْدِي عَلَيْهِ اللَّهُ فَسَلِّطْنِي بِهِ أَخُو
عَظِيمًا (۳۸۱۰)

پھر (بعد بیعت کے) جو شخص عہد توڑے گا سو اس کے عہد توڑنے کا وہاں اسی پر پڑے گا اور جو شخص اس بات کو چار کرے گا جس پر (بیعت میں) اللہ سے عہد کیا ہے تو عقرب اللہ اس کو بڑا اجر دے گا۔

اور یہ کہ تمام برحق ہے اور حضرت علیؑ نے فرمایا کہ وہ حضرت عثمانؓ دی اور بنی کا قدم چلنے پر عمر لیجئے نہیں بلکہ اس سے مانع ہیں۔ اور حضرت علیؑ مرتضیٰ نے بھی ان پر خط لکھا کہ وہ دیکھ لیں کہ تمہاری

۱۰۔ جنگ جمل میں شریک لوگوں کے بارے میں حضرت علیؑ کا موقف:

ابو بکر نے دو ہجری سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے اہل جمل کے بارے میں سوال کیا کہ کیا یہ لوگ مشرک ہیں؟ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ یہ لوگ مشرک سے جدا تھے ہیں۔ کہا گیا کہ کیا یہ لوگ منافق ہیں؟ کہا کہ منافق

تو یوسف نے کہا کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے ساتھ اہل ایمان بہت ہیں اور ان پر فتنہ
آچرا اٹھانے والے ہیں اس واسطے کہ اللہ پر لوگوں کا دیا۔

پھر اس نے عربوں سے ایسے کلمات بھی منقول ہیں جو ان کی طرف سے
اس واسطے سے رجوع کرنے پر اذیت آتے ہیں۔ ابو بکر نے اہل امت میں حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں آراء کرتی ہوں کہ کاش میں ایک
بڑی بھری شاخ ہوتی اور اس سے سبز پرند نکلے۔

اور متعدد اسناد کے ساتھ روایت کیا گیا ہے کہ حضرت علیؓ نے جنگ جمل
کے دن حضرت زبیرؓ سے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تجھے ۵۰۰ سال کا ہے
جب ہمارے پاس نبی ﷺ تشریف لائے اور میں قرعے سے سرگوشی کر رہا تھا تو
آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کیا تو اس سے سرگوشی کر رہا ہے، اللہ یہ ایک دن تجھ سے
ضرور قتال کرے گا اور یہ تجھ پر ظلم کرنے والا ہوگا۔ کہا کہ یہ بات سن کر حضرت
زبیرؓ نے اپنی سواری کے منہ پر مارا اور وٹ گئے۔ اس روایت کو ابو بکر وغیرہ نے نقل
کیا ہے پھر ان کے میدان جنگ سے واپسی کے بعد ابن جرموز نے ان کو قتل کر دیا۔

ابو بکر نے قیس سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ مروان بن الحکم نے جنگ
جمل کے دن حضرت علیؓ کے کھنڈے پر تیر مارا تھا۔ تو اس سے خون نکل کر بہا شروع
ہو گیا، جب اس کو بند کرتے تھے تو بند ہو جاتا تھا اور جب اس کو چھوڑتے تھے تو بہنے
لگتا تھا تو حضرت علیؓ نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو، یہ تو ایسا تیر ہے جس کو اللہ نے بھیجا
تھا، پھر ان کا انتقال ہو گیا۔

اور عائشہ نے ثور بن جبار سے روایت کی کہ میں جنگ جمل میں حضرت علیؓ
سے ان کے آخری وقت پر ملا۔ تو میں نے مجھ سے کہا کہ تو کس لوگوں میں سے ہے
"میں نے کہا کہ امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے ہوں تو انہوں نے کہا
کہ اپنا ہاتھ پھیلا میں تجھ سے بیعت کر لیتا ہوں۔ تو میں نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور انہوں
نے مجھ سے بیعت کی اور ان کا دم نکل گیا۔ پھر میں نے حضرت علیؓ کے پاس جا کر ان
کو اس کی خبر دی۔ تو آپ نے کہا اللہ اکبر رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔ اللہ نے
ناپسند کیا اس بات کو کہ علیؓ اس بات کے بغیر کہ میری بیعت اس کی گردن میں
ہو بیعت میں داخل ہو۔

۱۱۔ امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کا معاملہ:

یہاں کہ امیر معاویہؓ بھی اجتہاد کی نقطہ پر تھے اور معذور تھے تو اس کی
صورت یہ ہے کہ وہ شہ کے ساتھ دہلیس پکڑے ہوئے تھے۔ ہر چند کہ دوسری دلیل
جو میزبان شیعہ میں اس سے زیادہ وزن دار تھی ظاہر ہو گئی تھی جس طرح کی تقریر
ہم اہل جمل کے قصہ میں پہلے میں بعض اشکال کے اضافہ کے ساتھ۔ جو یہ ہیں کہ
امیر معاویہؓ اور اہل شام نے بیعت فیماء کی تھی اور وہ یہ کہتے تھے کہ خلافت کی
جائیں خلیفہ کے تسلط اور اس کے حکم کے خلاف ہو تو قاتل ہے اور وہ تحقیق نہیں ہوا ہے
۔ پھر حکیم (حکم بنانے) کے معاملہ نے اس شبہ کو اور مستحکم کر دیا۔ اور حدیث صحیح
میں آیا ہے کہ دعوہ واحدۃ حق دووں جن عتوں کا دعویٰ ایک ہو گا۔

اسی طرح ترمذی نے برہنہ سعد سے روایت کی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت عثمان بن عفانؓ کے قتل کے وقت کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا تھا کہ عقیقہ پر ایسا قتل مٹنے والا ہے جس کے دور میں بیٹھا ہو شخص کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا۔ اور کھڑا ہوا پٹلے والے سے بہتر ہوگا۔ اور چمے والا درڑے سے بہتر ہوگا۔ کہا کہ میں نے کہا کہ آپ مجھے بتائیے کہ اگر کوئی میرے گھر میں داخل ہو جائے اور مجھ پر اپنا ہاتھ مجھے قتل کرنے کے لئے بڑھائے؟ تو فرمایا کہ آدم کے بیٹے (ابنِ اہل) کی طرح بن جانا۔ (یہ سقہ کی طرف اشارہ ہے جو سورہ مائدہ میں مذکور ہے جب کاہل نے اہل کو مارنا چاہا تو اس نے کہا) [

بَسَطْتُ إِلَيْكَ لِقَافِي مَآ أَنَا
بِعَاقِبَتِي الْبَيْتَ لَا تَقْتُلُكَ إِلَّا أَخَاكَ اللَّهُ
بِذَلِكَ الْوَعْدِ (۵۲۱)]

کے لئے ہرگز دست درازی کرنے والا نہیں میں تو خدا سے پروردگار عالم سے ڈرتا ہوں۔

مطلب یہ تھا کہ کسی صورت میں مسلمانوں کے ساتھ ہمارے ہاتھ نہ اٹھائیں گے

اور ترمذی نے عدیرہ بنت امیان بن مصلیٰ غفاری سے روایت کی ہے کہ کئی ہیں کہ حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ میرے والد کے پاس آئے اور اس دعا کو دلی کہ جنگ کے لئے ان کے ساتھ چلیں۔ تو میرے والد نے فن سے کہا کہ میرے فیصلہ کو آپ کے بچا کے بیٹے سے مجھ سے واضح طور پر فرمایا تھا کہ جب لوگ ایک دوسرے

رہا یہ کہ کبلی کرورا (خوارزم) کا محل پر تھے اور علامات کفر یا فسق میں موٹ تھے تو اس جہت سے مفہوم ہوتا ہے کہ حرور والوں کے بارے میں حدیث متواتر وارد ہوئی ہیں کہ "معاذوں من اللہیں مودوں نسہہ من الرہ" "وہ لوگ دین سے کسی طرح نکل جائیں گے کسی طرح یہ شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے۔ اس کو سہل بن حنیف اور عبد اللہ بن مسعودؓ اور ابو سعید خدریؓ نے روایت کیا ہے۔

۱۲۔ حضرت علیؓ کی مدد نہ کرنے والے صحابہ و تابعین کا حکم:

باقی رہا ایک مسئلہ جو نہایت حقیقی ہے اور اس مسئلہ میں اکثر لوگوں کے قدم لغزش کھ گئے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ کی مدد سے پیچھے رہ جانے والے درست اجتہاد کرنے والے تھے یا اجتہاد کی قطع پر تھے اور مسترد تھے۔

بندہ کے نزدیک حقیقی بات یہ ہے کہ اختلاف کرنے والے (یعنی مدد سے پیچھے رہ جانے والے) اہمیت پر (کاربند) تھے اور صریح حدیث سے جو صحیح اور متواتر آئے ہیں دلیل پکڑے ہوئے تھے۔

ترمذی نے اہم مالک بجز یہ سے روایت کی ہے کہ کئی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قتلہ کا درس کے قریب وقوع ہونے کا ذکر کیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس میں سب سے بہتر کون ہوگا۔ فرمایا کہ ایسا شخص جو اپنی بکریوں وغیرہ میں (جنگل میں یکو) ہے، ان کا حق ہر اگر کرتا ہے، اپنے رب کی عبادت کرتا ہے۔ اور ایسا شخص جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے دشمن کو لٹکارتا ہے اور وہ اس کو لٹکارتے ہیں۔

کے خلاف ہو جائیں تو میں اپنی کھوار ٹکڑی کی بناؤں۔ تم میں نے اس کو یہاں بیٹا ہے۔
تو اگر آپ چاہیں تو میں اس کو لے کر آپ سے ساتھ نکلوں مگر میرے کہہ کہہ کر
حضرت علیؓ نے ان کو چھوڑ دیا۔

در ترمذی نے ابو موسیٰ کے روایت کی ہے، انہوں نے نبی ﷺ سے کہ
آپ نے فتنہ کے بارے میں فرمایا کہ میں لوگوں کی نہیں توڑ دیتا اور اپنے پیسے کاٹ
ڈالتا اور اپنے گھروں کے اندر بیٹھتا، اختیار کر لیتا اور آگ لے کر اس کی طرف بھاگتا۔

امام بخاری نے شقیق بن سمر سے روایت کی ہے کہ جب حضرت
ابو مسعودؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ اور حضرت حماد رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھ رہا تھا۔

تو حضرت ابو مسعودؓ نے حضرت حمادؓ سے کہا کہ تمہارے ساتھیوں میں کوئی ایسا نہیں
کہ اگر میں چاہوں تو اس کے ہارے میں کچھ نہ کہہ سکوں سوائے تمہارے اور میں
نے تمہاری جانب سے جب سے تم نے نبی ﷺ کی صحبت اختیار کی کوئی بات اپنے
خزینہ میں اس سے زیادہ محبوب نہیں دیکھی یعنی تمہارے اس امر (حضرت علیؓ کی
اداء) میں سرعت دکھانے کے سوا۔ تو حضرت حماد بن سمرؓ نے کہا ہے ابو مسعودؓ
میں نے بھی تمہاری جانب سے اور نہ تمہارے اس ساتھی کی جانب سے جب سے تم
دونوں نے نبی ﷺ کی صحبت اختیار کی ہے اپنے نزدیک کوئی بات تمہارے اس امر
میں دیر کرنے سے زیادہ محبوب نہیں دیکھی۔ تو حضرت ابو مسعودؓ نے جو
صاحب وسعت تھے کہہ کہ اے غلام دو جوڑے لے کر آ، پھر ان میں سے ایک تو

حضرت ابو موسیٰؓ کو دیا اور دوسرا حضرت حمادؓ کو اور کہا کہ تم دونوں یہ جوڑے پہن
کر جمعہ (کی غار) کو چلو۔

امام بخاری نے حریط مولیٰ اسمر سے روایت کی ہے کہ جب میں نے اپنے
بھائی حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کے پاس اور کہا کہ وہ جتنی حضرت علیؓ سے اچھے
پوچھیں گے اور کہیں گے کہ تم اصحابؓ کہاں رہو گی تو ان سے یہ کہنا کہ وہ آپ سے یہ
کہتا ہے کہ اگر آپ شیر کے گلے میں ہوں گے تو میں یقیناً اس بات کو پسند کروں گا کہ
اس میں میں آپ کا ساتھ دوں لیکن یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس کو میں مناسب نہیں
سمجھتا۔ تو حضرت علیؓ نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ پھر میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ
اور حضرت ابن جعفرؓ کی طرف گیا تو انہوں نے میری ساری کو سامان سے لاد دیا۔

ابو یونس نے ایک حویل حدیث نقل کی جس میں خوارج کی طرف حضرت
عبداللہؓ میں جہاد کو قتل کرنے کا ذکر ہے۔ خوارج نے کہا کہ کیا تو عبداللہ بن خطاب
رسول اللہ ﷺ کے صحابی کا بیٹا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر ان لوگوں نے پوچھا کیا
تو نے اپنے والد سے کوئی حدیث سنی ہے جس کو تو رسول اللہ ﷺ سے روایت
کرے۔ انہوں نے کہا ہاں کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے جو میرے سامنے رسول
اللہ ﷺ سے یہ حدیث روایت کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک فتنہ کا ذکر
کی جس میں بیٹھے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہو گا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے
سے بہتر ہو گا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔ فرمایا پھر اگر تجھے ۱۰۰۰۰ مل
جائے، تو تو عبداللہ بن مسعودؓ بن جانا، اس کے راوی ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ مجھے صرف یہ علم

ہوئے اور اس کی طرف دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔ پھر جب وہ زل ہو جائے تو یہ دو
رُخسار جس کے پاس اونٹ ہوں اس کو چاہئے۔ اپنے اونٹوں کے پاس پہنچ جائے
اور جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریاں سے پاس پہنچ جائے اور جس کے پاس
کوئی زمین ہو وہ اپنی زمین پہنچا لے (عاشقہ رضی اللہ عنہا سے) آپ ﷺ سے ایک شخص
نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہمیں بتائیے کہ اگر کسی کے پاس اونٹ نہ ہوں اور نہ
بکریاں اور نہ زمین تو وہ کیا کرے۔ فرمایا اس کو چاہئے کہ بھرا کر اپنی تلوار کو اس
سے کوٹ ڈالے پھر چاہے کہ کچلے کچلے کی قدرت، گھنوا (یعنی مسیحا) سے
جائے) پھر فرمایا کہ یہ مذکور میں نے بات پہنچا دی؟ یہ بت آپ ﷺ سے نہیں
پدارشاد فرمائی۔ ایک شخص نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ یہ بتائیے کہ اگر مجھ پر زبرد
کی جائے اور مجھے کسی ایک صبا یا کسی ایک مرد کی طرف لے جایا جائے پھر کوئی
شخص مجھ پر تیرے یا تلوار مار کر مجھے قتل کر ڈالے تو فرمایا کہ وہ اپنے گناہ
اور تیرے گناہ کو لے کر لوٹے گا پھر مصائب نار میں سے ہو جائے گا۔ اس کو تین
مرتبہ فرمایا۔

حاکم نے حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غریب ایسے فقیر واقع ہوتے ہیں، جس میں بیٹھے
وال کھڑے ہوتے والے سے بہتر ہو گا، اور کھڑے رہنے والے سے بہتر ہو گا، اور
چلنے والے دوڑنے والے سے بہتر ہو گا اور دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔ اور سوار تیز
دوڑنے والے سے بہتر ہو گا (یعنی بھلی رفتار والا سوار تیز دوڑنے والے سے)

حاکم محمد بن مسلمہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں نے کہا یہ رسول
اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے والے آپس میں اختلاف کرنے لگیں تب مجھے کیا
کرنا چاہئے۔ فرمایا کہ اپنی کمرے کر حوزہ (جو ایک سنگستان ہے) چلے جانا اور اس
کو پتھر مارنا (تا کہ اعداد نہ رہے) پھر اپنے گھر میں بیٹھ رہنا یہاں تک کہ تم کو موت
آجائے فقہائے اہل کوپور کرنے والے کوئی خطا کار تھا کہ یہی طرف بڑھے۔

۱۳۔ حضرت علیؑ کی اہل ادا کا وجہ:

میں ایک شہر وارد ہوتا ہے کہ جب حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ تھیں
تو ان کی حالت یارم ہوئی تو حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کی مدد سے پیچھے ہٹا
یہ گھر بند یہ وعدہ الوندی ہو گا تو تم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جان بیا تھا کہ
حضرت علیؑ پر چہ کہ قبیحہ رقیہ تین عمران کی عمرت مقدر نہیں ہے درغیب میں
یہ بات ہم کو چلی۔ کہ اس کے قبضہ سے کام باز نکل جائے گا اور ان پر عام ہو گا
کا حشر نہ ہو گا اور اس میں اس کا ختم تھا تا نازل نہ ہو گا بعد ان لوگوں کو جنگ پر تیز
کرنا فقہ کے بڑھتے کا موجب ہو گا۔ قبیحہ رقیہ کی اس صورت میں مطلوب ہوتی
ہے جب کہ ان کے حضور دعا کا موجب ہوتے ہیں۔ جو سبب قتل طور پر یہ
معلوم ہو گیا ہو کہ اس کو عمرت فادہ نہ لے لے کہ تو قوم کو لالہ کی طرف دعوت دینے
اور اس کو لڑائی کے سے تیار کرنے سے یہ فادہ پہنچتا ہے۔ اور اس کی قیصر واقعہ خود
ہے۔ فقہ ۱۳۷ میں قیصر کا وجہ یہ ہے کہ اس سے مدینہ منورہ کی ضرورت کر لیا تھا اور پھر وہ
یکدم مقام سے مدینہ منورہ کے مدخل کو لے کر مدینہ کی تین دن تک خون ریزی

رسول میں کامیاب ہوگی جس میں کہ اہل مدینہ کی مطلوبیت کھلے طور پر معصوم تھی اور ان کو باغیہ دانستہ دلوں کا حاکم ہونا اچھی عرض طاب، مگر اس کے باوجود آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: ”میں کا علم فرمایا۔“

حاکم نے حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: ”کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے ابوذرؓ میں سے بہا لیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حیران کیا حال ہو گا جب لوگوں پر بھوک کی ایسی مصیبت پڑے گی کہ تو اپنی مسجد میں آئے گا تو اپنی آرام گاہ تک لوٹنے کی بھی تجھ میں طاقت نہ ہوں اور جب اپنے بستر پر ہو گا تو اتنی قوت بھی نہ ہوگی کہ اٹھ کر اپنی مسجد تک پہنچ جائے۔ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بخیر صحت ہیں یا یہ کہہ (کہ) اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے میرے لئے پند کیا ہے۔ فرمایا کہ تجھے، گنگے سے بچنا ضروری ہے۔ پھر فرمایا کہ اب ابوذرؓ میں نے کہا لیلیٰ یا رسول اللہ ﷺ صدیق ﷺ فرمایا کہ حیران کیا حال ہو گا جب تو (مقام) کی اذیت کو دیکھے گا کہ وہ خون میں اوبہا ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ میرے لئے اللہ اور اس کا رسول ﷺ کیا پند کرتے ہیں۔ فرمایا کہ تو جن میں سے ہے اس سے جاہل (میں) پتھر اداں میں پھنسا دیا یا یہ فرمایا کہ تجھ پر لازم ہے کہ سے مل جاتا جس سے تو متعلق ہے۔ میں نے کہا کہ کیا میں اپنی کمر سنبھال کر اپنے گاندھے پر نہ رکھ دوں۔ فرمایا کہ پھر تو تو بھی شریک (مقتل) ہو جائے گا میں نے کہا کہ پھر مجھے کیا علم دیتے ہیں۔ فرمایا کہ تجھے گھر میں رہنے کو لازم کر دینا چاہیے۔ میں نے کہا کہ یہ بتائیے کہ اگر کوئی گھر میں تمس کر میرے پاس آئے بیچا۔“

فرمایا کہ اگر تجھے یہ اندیشہ ہو کہ تلوار کی چمک تجھے مغلوب کرے گی تو اپنی چادر اپنے منہ پر ڈال بیٹ۔ وہ (قتل کر کے) اتار اور اپنا گناہ لے کر جائے گا۔

اور اگر کوئی معترض پلٹ کر یہ کہے کہ اگر ایسا ہے تو چاہئے کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ اور ان کے اقارب کو بھی آپ ﷺ فرماتے اور ان سے روکتے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے، حضرت علیؓ مرتضیٰ کے حق میں ایک دوسری ایسی وجہ پائی جاتی ہے جو قتل کے بارے میں ان کے سخت ہونے کو ضروری قرار دیتی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ خلافت کا طلعہ نہ کریں (یعنی دستبردار نہ ہوں) اور اس کے قواعد کے مستحکم کرنے میں پوری پوری سلی کو کام میں لائیں تاکہ قیامت کے دن خلفاء کے دمرے میں مبعوث ہوں۔

اس کی نفیر حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے (کہ آپ نے صوبہ ارضہ رضی اللہ عنہ قتل ہونا گوارا کیا مگر خلافت سے دست برداری منظور نہ کی، رہے آپ نے رشتہ داران کے لئے ضروری تھا کہ حق قرابت ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں اور غلیظہ حق کی خدمت کا حق ادا کریں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی چونکہ شدت کے ساتھ حضرت عثمانؓ کی صحبت اپنے اوپر لازم کئے ہوئے تھے اس لئے اقارب کے حکم میں داخل تھے۔

ایصال حضرت علیؓ مرتضیٰ اور ان کے اقارب کے حق میں یہ معنی اقرب اہل الصواب ہے اور اس جماعت کے حق میں جو قرابت نہیں رکھتے تھے وہ بات بھلائی سے قریب تر تھی

ع" ہر سخن دہشتہ دہر نکلتے مکانے وارد"

"یعنی ہر بات کا ایک وقت اور ہر نکتہ کا ایک موقع ہے"

پھر حضرت علیؑ مرتضیٰ سے جنگ جمل اور صفین سے پہلے اور ان دونوں لڑائیوں کے بعد ایسے اقوال مروی ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف اور متباہین ہیں۔
بظاہر (حضرت علیؑ مرتضیٰ کی کلمہ دہی اور چہ احتیاط و تقویٰ اور جانب مخالف کی دلیل کی قوت کا ملاحظہ اس کا سبب ہو گا۔

حاکم نے حذیق بن شہابؒ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کو (مقام کربلا میں اونٹ کے ایک پرانے کوا سے پر بیٹھا ہوا) دیکھا اور وہ حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ سے یہ کہہ رہے تھے کہ تم دونوں کو کیا ہو گیا کہ لڑکیوں کی طرح مرد ہو رہے ہو خدا کی قسم میں نے اس امر کو الٹ پٹ کر خوب جانچ پڑتال کی تو میں نے بغیر اس کے کوئی چارہ نہ پایا کہ قوم سے قتال کر دیا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر نازل کیا ہے اس کے ساتھ ٹکڑ کر دو۔

اور سعدؓ دستار کے ساتھ حضرت حسنؑ بن علیؑ سے مروی ہے اور ابو صالحؓ وغیرہ سے بھی کہ جنگ جمل کے دن حضرت علیؑ مرتضیٰ اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاے کاش میں اس واقعہ سے بیس سال پہلے مر جاتا۔ اس کی بعض اسناد کو ابو بکرؓ اور حاکم نے روایت کیا۔

ابو بکرؓ نے حضرت عثمانؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ اگر وہ ہم کو اتنا دہرتے کہ ہم کو ہجر کی کالی زمین تک پہنچا دیے تو پھر بھی ہم کو یہ یقین رہتا کہ ہم حق پر ہیں اور وہ گمراہی پر۔

ابو بکرؓ نے سیدنا بن مہرانؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے روایت کی جس نے حضرت علیؑ سے جنگ صفین میں ساتھ اور وہ اپنے ہونٹ چبا رہے تھے کہ اگر میں جانیتا کہ صورت حال اس طرح ہو جائے گی تو میں (جنگ کیلئے) نہ نکلتا جاے ابو موسیٰؓ فیصلہ کر (یعنی حکم بن کر) خواہ وہ میری گردن کاٹنے کا ہو۔

ابو بکرؓ نے شعبیؓ سے روایت کی ہے: انہوں نے حادثہ سے کہا، کہ جب حضرت علیؑ مشن سے پہلے واپس ہوئے تو انہوں نے جان لیا تھا کہ وہ کبھی بادشاہ نہ بن سکیں گے (یعنی است ان پر مقرر ہو گا) تو وہ اس بات میں کہنے لگے تھے جو پہلے نہیں کہا کرتے تھے اور اس حدیث میں جانے دئے گئے تھے جن کو پہلے بیان نہیں کیا کرتے تھے۔ تو جو باتیں کر رہے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ انہوں نے فرمایا کہ اے لوگو! معاویہؓ کی امداد سے کراہت نہ کرو۔ واللہ کہ تم نے اس کو تم کو تم لوگوں کے سروں کو دخل کی طرح ان کے کندھوں سے پھینٹنے ہوئے دیکھے گے۔

ثبت

تبصرہ

ان تمام روایات سے درج ذیل امور ثابت اور واضح ہوتے ہیں:

۱۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؑ کی خلافت پر صحابہ کرام کی اکثریت نے اتفاق کر لیا تھا۔ لہذا حضرت علیؑ کی خلافت برحق ہے۔

۲۔ تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ جنگ جمل اور جنگ صفین میں حضرت علیؑ کا موقف درست ان کے مخالفین غلطی پر تھے۔ لیکن چونکہ ان سے اجتہادی غلطی واقع ہوئی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے پاس۔ قابل سوائی ہے۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی صاحب نے بجا فرمایا ہے:

”خلافت نے حضرت علیؑ کو نہیں بلکہ حضرت علیؑ نے خلافت کو زینت بخشی“

سو حضرت علیؑ کی خلافت اور ان سے محبت کے مصلحتی نبی اکرم ﷺ کی واضح احادیث موجود ہیں۔ اور وہ اس درجہ اور اس معیار کی ہیں کہ ان کا انکار ممکن نہیں ہے۔ جن میں سے کچھ احادیث میں نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؑ سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔ کچھ احادیث میں ان کو حق پر قرار دیا ہے اور ان کا ساتھ دینے کا حکم دیا۔ اور بعض احادیث میں ان سے دشمنی اور بد اوت رکھنے اور ان کی مخالفت سے بچنے کا حکم دیا۔ اور ان کی دشمنی کو خود آغوشور ﷺ سے دشمنی قرار دیا ہے۔

۳۔ حضرت علیؑ کی ”ولایت“ کے بارے میں روایات بہت ہی مستند اور ثقہ طریقے سے منقول ہوئی ہیں۔ (مشائخ) جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا

ہے۔ کہ ولایت کے لئے جو تاویل بھی کر لی جائے اس میں حکومت و اقتدار کا مفہوم بھی شامل ہے۔ لہذا حضرت علیؑ کی حضرت عثمانؓ کے بعد منعقد ہونے والی خلافت کے مصلحتی کسی شک یا شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

۵۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی شہادت کے موقع پر جو چہرہ رکھی مہم بنائی تھی اور جس کے ذمہ آئندہ خلیفہ کی تقریری یا نامزدگی کا اختیار لگا دیا تھا۔ اس میں موجود تمام ارکان نے اپنی اپنی خلافت سے دست برداری پر اتفاق کر لیا تھا اور صرف دو امیدوار باقی رہ گئے تھے یعنی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؑ۔ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ نے دوسرے لوگوں کے ساتھ مشورے کے بعد حضرت عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کیا تھا۔ لہذا حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد از خود حضرت علیؑ امر تقضی کے لیے خلافت کا حق ثابت ہو جاتا ہے۔ لہذا ان کی خلافت مشہم ہے۔

۶۔ تمام آئمہ اہلسنت والجماعت نے حضرت علیؑ کی خلافت پر اتفاق اور اجماع کیا ہے اور کسی بھی معتبر عالم دین اور امام سے ان کی مخالفت ثابت نہیں۔ جبکہ اہل تشیع تو انہیں خلیفہ با فضائل مانتے ہیں۔ لہذا ان کی خلافت پر پوری امت کا اجماع اور اتفاق ہے۔

۷۔ اپنے فضائل و مناقب اسلام اور آغوشور ﷺ کی خدمت میں ان کی پیش قدمی، علوم اسلامیہ کے تمام شعبوں پر ان کی مہارت و تجربہ، ذاتی طور پر تمام مضامین حسہ کی جامعیت وغیرہ سے بھی ان کا خلافت کے لیے استحقاق ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کے زمانے میں ان صفات و مناقب میں کوئی ان کا بد مقابل نہ تھا۔ اس

لیے بھی حضرت علیؑ کی خلافت کا ثبوت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ کاش امتِ ان کے ایمانے میں اس کی خلافت پر اتفاق کر لیتا۔

AF-1361

ہم نہیں ہوں گے

خدا آباد رکے بزمِ یارِ ہم نہیں ہوں گے
بزا کاں ہم نہیں ہو گئے، بھلاں ہم نہیں ہوں گے

بمقامِ صدرِ ایمان طریقت کس کو دیکھیں گے
بست ہوگا جویم پانہ خواراں ہم نہیں ہوں گے

ظہورِ ہندی آفریناں کا وقت آ پہنچا
جاں پر چالے گا قبرِ بیدارں ہم نہیں ہوں گے

تیں اپنے غزلے ڈال دے گی اس کے قصوں میں
جب آئے گا وہ دنگ بیدارں ہم نہیں ہوں گے

ظلمِ لبرائیں کے اللہ اکبر کی صداقتوں میں
بے باقی ہوں گے میں شہزادوں ہم نہیں ہوں گے

نہلِ حضرتِ عیسیٰؑ ہی ہوگا، لوگ دیکھیں گے
جب ہوگا شکوہ پاسدارں ہم نہیں ہوں گے

جو اس دنیا میں آیا ہے وہ چلے ہی کو آتا ہے
نفیس لبِ حشر تک ہے جہرِ یارں ہم نہیں ہوں گے

یہ کلام حضرت عیسیٰ شاہ صاحب نے ۱۳۳۵ھ میں تحریر فرمایا اور اب پہلی مرتبہ شائع کیا جا رہا ہے۔
مخاطبہ: شاہ عیسیٰ صاحب رضوان اللہ علیہ

الحمد لله الذي جعل في الدنيا ما لا يحصى
استغفر الله العظيم

حضرت علی بن ابی طالبؓ

فضائل مناقب اقوال کرامات خصال مبارکہ

”إِذَا لَمْ يَخْفَ عَنْ خِلَافَةِ الْخُلَفَاءِ كَمَا يَجْرِي بَابُ

تصنيفات

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقدمة تعليق وفتوح

میاں ضحوان نقشب

ڈاکٹر محمود الحسن عارف

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام

حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی

الحمد لله رب العالمين



شَا لَا نَفِيسِي اَكُوِي



۱۱/۱۰۰: مسجدی بیارک حزنگ والا پور۔

0300-4183709

شَافِئَةُ نَفِيسَتِ كَاوِي

طوبیٰ ریسرچ لائبریری
اسلامی اردو، انگلش کتب،
تاریخی، سفر نامے، لغات،
اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com